بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کی زندگی سے دعوت کے اصول اور آداب

طالبِ دعا محمد فاروق مکہ مکرمہ

نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرامؓ کس طرح جمعوں میں، جماعتوں میں، حج اور غزوات میں، اور تمام حالات میں بیان کیا کرتے تھے اور لوگوں کو اللہ کا حکم ماننے کی ترغیب دیا کرتے تھے چاہے اللہ کے حکم مشاہدہ اور تجربہ کے خلاف کیوں نہ ہوں۔ اور کس طرح لوگوں کے دلوں میں دنیا اور اس کی فانی لذتوں کی بے رغبتی، اور آخرت اور اس کی ہمیشہ رہنے والی لذتوں کا شوق پیدا کیا کرتے تھے، اور گویا کہ وہ پوری اُمّتِ مسلمہ کو، مال دار اور غریب کو، خواص اور عوام کو اس بات پر کھڑا کرتے تھے کہ اللہ اور اُس کے رسول کی طرف سے جو اَحکام ان کی طرف متوجّہ ہیں وہ اپنی جان لگا کر اپنا مال خرچ کر کے ان اَحکام کو پورا کریں، اور وہ اُمتِ مسلمہ کو فانی مال اور ختم ہو جانے والے سامان پر کھڑا نہیں کرتے تھے۔

حضرت محمد ﷺ کا پہلا بیان:

حضرت ابو سَلَمَہ بن عبد الرحمن بن عوف فرماتے ہیں: حضور ﷺ نے مدینہ میں سب سے پہلا بیان فرمایا۔ اس کی صورت یہ ہوئی کہ آپ نے کھڑے ہو کر

پہلے اللہ کی شان کے مطابق حمد و ثنا بیان کی، پھر فرمایا:

اما بعد، اے لوگو! اپنے لیے (آخرت میں کام آنے کے لیے نیک اعمال کا ذخیرہ) آگے بھیجو۔ تم اچھی طرح جان لو! تم میں سے ہر آدمی نے ضرور مرنا ہے اور اپنی بکریاں بغیر چرواہے کے چھوڑ کر چلے جانا ہے۔ پھر اس کے اور اس کے ربّ کے درمیان نہ کوئی ترجمان ہو گا اور نہ کوئی دربان، اور اس کا ربّ اس سے پوچھے گا: کیا میرے رسول نے تیرے پاس آکر میرا دین نہیں پہنچایا تھا؟ کیا میں نے تجھے مال نہیں دیا تھا اور تجھ پر فضل و احسان نہیں کیا تھا؟ اب بتا تو نے اپنے لیے یہاں آگے کیا بھیجا ہے؟ چناںچہ وہ دائیں بائیں دیکھے گا تو اسے کوئی چیز نظر نہ آئے گی۔ پھر وہ اپنے سامنے دیکھے گا تو اسے جہنم کے سوا اور کچھ نظر نہ آئے گا۔ لہٰذا تم میں سے جو اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے کھجور کا ایک ٹکڑا دے کر ہی بچا سکتا ہے اسے چاہیے کہ وہ یہ ٹکڑا دے کر ہی خود کو بچالے۔ اور جسے اور کچھ نہ ملے تو وہ اچھی بات بول کر ہی خود کو بچالے، کیوں کہ آخرت میں نیکی کا بدلہ دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک ملے گا۔

وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

حضور ﷺ نے ایک مرتبہ پھر بیان فرمایا اور ارشاد فرمایا:

بات یہ ہے کہ تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، میں اس کی تعریف کرتا ہوں اور اس سے مدد طلب کرتا ہوں۔ ہم اپنے نفس کے اور برے اعمال کے شرور سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔ جسے اللہ ہدایت دے دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جسے گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ سب سے اچھا کلام اللہ کی کتاب ہے۔ وہ آدمی کامیاب ہو گیا جس کے دل کو اللہ نے قرآن سے مزیّن کیا اور اسے کفر کے بعد اسلام میں داخل کیا اور اس آدمی نے باقی تمام لوگوں کے کلام کو چھوڑ کر اللہ کی کتاب کو اختیار کیا۔ یہ اللہ کی کتاب سب سے عمدہ اور سب سے زیادہ بلیغ کلام ہے۔ جو اللہ سے محبت کرے تم اس سے محبت کرو اور تم اللہ سے محبت اس طرح کرو کہ سارے دل میں رَچ جائے۔ اور اللہ کے کلام اور اس کے ذکر سے مت اُکتاؤ اور قرآن سے اِعراض نہ کرو ورنہ تمہارے دل سخت ہو جائیں گے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ (اعمال میں سے) جو کچھ پیدا کرتے ہیں اس میں سے بعض (اعمال) کو چن لیتے ہیں پسند کر لیتے ہیں۔ چناں چہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کا نام پسندیدہ عمل، پسندیدہ عبادت، نیک کلام اور لوگوں کو حلال و حرام والا

جو دین دیا گیا ہے اس میں سے نیک عمل رکھا ہے۔ لہٰذا تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو۔ اور اس سے ایسے ڈرو جیسے اس سے ڈرنے کا حق ہے۔ اور تم لوگ اپنے منہ سے جو نیک اور بھلی باتیں بولتے ہو ان میں تم اللہ سے سچ کہو اور اللہ کی رحمت کی وجہ سے تم ایک دوسرے سے محبت کرو۔ اللہ تعالیٰ اس بات سے ناراض ہوتے ہیں کہ ان سے جو عہد کیا جائے اسے توڑا جائے۔ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔ 1

حضور ﷺ کا خطبہ جمعہ:

حضرت سعید بن عبد الرحمن جُمَحِی کہتے ہیں: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضور ﷺ نے مدینہ میں بنو سالم بن عوف کے محلہ میں جو سب سے پہلا جمعہ پڑھایا تھا اس میں یہ خطبہ دیا تھا کہ

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔ میں اس کی تعریف کرتا ہوں، اس سے مدد مانگتا ہوں، اس سے مغفرت چاہتا ہوں اور اس سے ہدایت طلب کرتا ہوں اور اس پر ایمان لاتا ہوں اور اس کا انکار نہیں کرتا بلکہ جو اس کا انکار کرتا ہے اس سے دشمنی رکھتا ہوں۔ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اور (حضرت) محمد (ﷺ)

اس کے بندے اور رسول ہیں۔ انھیں اللہ نے ہدایت، نور اور نصیحت دے کر اس وقت بھیجا جب کہ رسولوں کی آمد کا سلسلہ رکا ہوا تھا اور علم بہت کم ہو گیا تھا اور لوگ گمراہ ہو چکے تھے اور زمانے میں خیر و برکت نہیں رہی تھی اور قیامت قریب آچکی تھی اور دنیا کا مقررہ وقت پورا ہونے والا تھا۔ اب جو اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی اطاعت کرے گا وہ ہدایت والا ہو گا، اور جو اِن دونوں کی نافرمانی کرے گا وہ بہکا ہوا اور کوتاہی کا مرتکب ہو گا اور بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑے گا۔

میں تمھیں اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو جن باتوں کی تاکید کرتا ہے ان میں سب سے بہتر بات یہ ہے کہ اسے آخرت کی ترغیب دے اور اللہ سے ڈرنے کا حکم دے، لہٰذا تم ان تمام کاموں سے بچو جن کے بارے میں تمھیں اللہ نے اپنی ذات سے ڈرایا ہے اس سے بہتر کوئی نصیحت نہیں اس سے بہتر کوئی یاد دہانی نہیں۔ اپنے ربّ سے ڈر کر تقویٰ پر عمل کرنا ان تمام چیزوں کے حاصل ہونے کے لیے سچا مددگار ہے جنھیں تم آخرت میں چاہتے ہو۔ اور جو محض اللہ کی رضا کی نیت سے لوگوں کے سامنے بھی اور ان سے چھپ کر بھی اپنے اور اپنے ربّ کے درمیان کے

معاملے کو ٹھیک کرلے گا تو یہ اس کے لیے دنیا میں ذکرِ خیر کا ذریعہ ہو گا اور موت کے بعد ذخیرہ آخرت ہو گا جب کہ آدمی کو آگے بھیجے ہوئے اپنے اعمال کی بہت زیادہ ضرورت ہو گی۔ اور جو اپنے اور اپنے ربّ کے درمیان کے معاملے کو ٹھیک نہیں کرے گا وہ تمنا کرے گا: کاش! میرے اور میرے آگے بھیجے ہوئے برے اعمال میں بہت زیادہ مسافت ہوتی۔ اور اللہ تمھیں اپنی ذات (کے غصے اور سزا) سے ڈراتا ہے اور اللہ بندوں پر بہت مہربان ہے۔ اللہ اپنی ہر بات کو سچ کر دکھاتے ہیں اور اپنے وعدے کو پورا کرتے ہیں ان کے وعدے کے خلاف نہیں ہو سکتا، کیوں کہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

{مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَا اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ آیت کا نشان} 1

میرے ہاں (وہ) بات (وعیدِ مذکور کی) نہیں بدلی جاوے گی اور میں (اس تجویز میں) بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہوں۔

لہٰذا دنیا و آخرت کے تمام معاملات میں خفیہ اور اعلانیہ طور سے اللہ سے ڈرو، کیوں کہ جو اللہ سے ڈرے گا اللہ اس کی تمام بُرائیوں کو مٹا دے گا اور اسے اجرِ عظیم عطا فرمائے گا۔ اور جو اللہ سے ڈرے گا اسے بہت بڑی کامیابی ملے گی اور اللہ کا ڈر ہی اس کے غصہ، اس کی سزا اور ناراضگی سے بچاتا ہے۔ اور اللہ کے ڈر

سے ہی چہرے (قیامت کے دن) سفید ہوں گے اور ربِّ عظیم راضی ہوں گے اور درجے بلند ہوں گے۔ لہٰذا تم تقویٰ میں سے پورا حصہ لو اور اللہ کی جناب میں کوتاہی نہ کرو۔ اللہ نے تمھیں اپنی کتاب کا علم عطا فرمایا ہے اور اپنا راستہ تمہارے لیے واضح کیا تا کہ اللہ کو سچوں اور جھوٹوں کا پتا چل جائے۔ اور لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو جیسے اس نے تمہارے ساتھ کیا ہے۔ اور اللہ کے دشمنوں سے دشمنی رکھو اور اللہ کے دین کے لیے خوب محنت کرو جیسے کہ محنت کرنے کا حق ہے۔ اسی نے تمھیں چنا ہے اور اسی نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے تا کہ جسے گمراہ ہو کر برباد ہونا ہے وہ دلیل اور نشانی دیکھ کر پھر برباد ہو، اور جسے ہدایت پا کر حقیقی زندگی حاصل کرنی ہے وہ دلیل اور نشانی دیکھ کر حاصل کرے، اور نیکیاں کرنے کی طاقت صرف اللہ سے ہی ملتی ہے۔ اللہ کا ذکر کثرت سے کرو اور آج کے بعد والی زندگی یعنی آخرت کے لیے عمل کرو۔ جو اپنے اور اللہ کے تعلق کو ٹھیک کرلے گا اللہ تعالیٰ اس کے اور لوگوں کے درمیان کے معاملات کو خود ٹھیک کر دیں گے، کیوں کہ اللہ کا فیصلہ لوگوں پر چلتا ہے اور لوگوں کا فیصلہ اللہ پر نہیں چلتا۔ اللہ لوگوں کی ہر چیز کے مالک ہیں اور لوگ اللہ کے ہاں کچھ اختیار نہیں رکھتے۔ اللہ سب سے بڑے ہیں اور

اللہ عظیم سے ہی نیکی کرنے کی طاقت ملتی ہے۔1

غزوات میں حضور ﷺ کے بیانات

نبی کریم ﷺ کے صحابی حضرت جدارؓ فرماتے ہیں: ہم لوگ حضور ﷺ ساتھ ایک غزوہ میں گئے۔ جب ہمارا دشمن سے سامنا ہوا تو آپ نے کھڑے ہو کر اللہ کی حمد و ثنا بیان کی، پھر فرمایا:

اے لوگو! تم سبز، زرد اور سرخ رنگ کی مختلف نعمتوں والے ہو گئے ہو، اور تمہارے گھروں اور قیام گاہوں میں بہت قسم کی نعمتیں ہیں۔ جب تم دشمن سے لڑو تو قدم قدم آگے بڑھو، کیوں کہ جب بھی کوئی آدمی اللہ کے راستے میں دشمن پر حملہ کرتا ہے تو دو حوریں اس کی طرف جھپٹتی ہیں اور جب وہ شہید ہوتا ہے تو اس کے خون کے پہلے قطرے کے زمین پر گرتے ہی اللہ تعالیٰ اس کے ہر گناہ کو معاف کر دیتے ہیں اور یہ دونوں حوریں اس کے منہ سے غبار کو صاف کرتی ہیں اور کہتی ہیں: تمہارا وقت آگیا ہے۔ وہ ان سے کہتا ہے: تم دونوں کا وقت بھی آگیا ہے۔1

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں: حضور ﷺ غزوۂ تبوک کے سفر میں حِجر مقام میں ٹھہرے۔ وہاں آپ نے کھڑے ہو کر لوگوں میں بیان فرمایا اور فرمایا:

اے لوگو! تم اپنے نبی سے معجزوں کا مطالبہ نہ کرو۔ یہ حضرت صالحؑ کی قوم کی جگہ ہے، انھوں نے اپنے نبی سے مطالبہ کیا کہ وہ ان کے لیے (معجزے کے طور پر) ایک اونٹنی بھیجیں۔ حضرت صالحؑ نے ان کا یہ مطالبہ پورا کر دیا، چناں چہ وہ اونٹنی اس وسیع اور کشادہ راستہ سے پانی پینے آتی تھی، اور اپنی باری کے دن وہ اُن کا سارا پانی پی جاتی تھی اور جتنا دودھ پانی کے ناغہ والے دن دیتی تھی اتنا ہی پانی کی باری والے دن بھی دیتی تھی، پھر اس وسیع راستے سے واپس چلی جاتی تھی۔ پھر انھوں نے اس کی ٹانگیں کاٹ ڈالیں۔ اللہ نے انھیں تین دن کی مہلت دی اور اللہ کا وعدہ جھوٹا نہیں ہوتا۔ پھر اُن پر ایک (فرشتے کی) چیخ آئی اور اس قوم کے جتنے آدمی آسمان اور زمین کے درمیان تھے ان سب کو اللہ تعالیٰ نے اس چیخ سے ہلاک کر دیا، صرف ایک آدمی بچا جو اس وقت اللہ کے حَرم میں تھا۔ وہ اللہ کے حرم کی وجہ سے اللہ کے عذاب سے بچ گیا۔

کسی نے پوچھا: یارسول اللہ! وہ کون تھا؟ آپ نے فرمایا: ابورِغَال۔ 1

حضرت حسن بن علیؓ فرماتے ہیں: حضور ﷺ غزوئہ تبوک کے دن منبر پر تشریف فرما ہوئے اور اللہ کی حمد وثنا بیان کی، پھر فرمایا:

اے لوگو! میں تمھیں اسی بات کا حکم دیتا ہوں جس کا اللہ تمھیں حکم دیتے ہیں

اور اسی چیز سے تمھیں روکتا ہوں جس سے اللہ تمھیں روکتے ہیں، لہٰذا روزی کی تلاش میں درمیانہ راستہ اختیار کرو۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں ابو القاسم کی جان ہے! تم میں سے ہر آدمی کو اس کی روزی ایسے ڈھونڈتی ہے جیسے اسے اس کی موت ڈھونڈتی ہے۔ اگر تمھیں روزی میں کچھ مشکل پیش آئے تو اللہ کی اطاعت والے اَعمال (تلاوت، دعا، ذکر، توبہ، اِستغفار وغیرہ) کے ذریعہ آسانی طلب کرو۔2

حضرت عبد اللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں: جب حضور ﷺ نے مکہ فتح کر لیا تو آپ نے فرمایا: اب تم ہر ایک سے اپنے ہتھیار روک لو اور کسی پر ہتھیار نہ چلائو، البتہ قبیلہ خُزاعہ والے قبیلہ بنو بکر پر ہتھیار اٹھا سکتے ہیں۔ چناں چہ آپ نے بنو خُزاعَہ کو ہتھیار اٹھانے کی اجازت دے دی، لیکن جب عصر کی نماز پڑھ لی تو قبیلہ خزاعَہ سے فرمایا: اب تم بھی ہتھیار روک لو۔ اگلے دن مُزدَلِفہ میں خزاعہ کے ایک آدمی کو بنو بکر کا ایک آدمی ملا اس نے بنو بکر کا وہ آدمی قتل کر دیا۔

حضور ﷺ کو جب یہ خبر ملی تو آپ بیان کے لیے کھڑے ہوئے۔ راوی کہتے ہیں: میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ اپنی کمر سے بیتُ اللہ کے ساتھ سہارا لگائے کھڑے ہیں۔ آپ نے فرمایا: لوگوں میں سے اللہ کا سب سے زیادہ دشمن وہ ہے

جو حرم میں کسی کو قتل کرے یا اپنے قاتل کے علاوہ کسی اور کو قتل کرے یا زمانۂ جاہلیت کے قتل کے بدلے میں قتل کرے۔

ایک آدمی نے کھڑے ہو کر کہا: بے شک فلاں آدمی میرا بیٹا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کسی کو اپنا بیٹا بنا لینا اسلام میں (جائز) نہیں ہے۔ جاہلیت کی تمام باتیں اب ختم ہو چکی ہیں۔ اولاد عورت کے خاوند کی ہو گی (اگر وہ عورت باندی ہے تو اس کی اولاد باندی کے آقا کی ہو گی) اور زنا کرنے والے مرد کے لیے اَثْلَبْ ہے۔ صحابہؓ نے پوچھا: اَثْلَبْ کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا: پتھر (یعنی زناکار کو پتھر مار مار کر مار دیا جائے گا)۔ اور فرمایا: فجر کی نماز کے بعد سورج نکلنے تک کوئی نماز نہیں پڑھنی چاہیے اور ایسے ہی عصر کے بعد سورج ڈوبنے تک کوئی نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔ کسی عورت کی خالہ یا پھوپھی نکاح میں ہو تو اب اس عورت سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔ 1

حضرت ابنِ عمرؓ فرماتے ہیں: حضور ﷺ نے فتحِ مکہ کے دن بیت ُاللہ کی سیڑھیوں پر کھڑے ہو کر بیان فرمایا۔ پہلے اللہ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا:

تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے اپنا وعدہ پورا کر دیا اور اپنے بندے کی مدد کی اور اکیلے ہی تمام لشکروں کو شکست دی۔ غور سے سنو! خطاً مقتول وہ

ہو گا جو کوڑے یا لاٹھی سے قتل ہوا ہو، اس کا خون بہَا سو اُونٹ ہیں جن میں چا لیس گابھن اونٹنیاں بھی ہوں۔ توجہ سے سنو! جاہلیت کی ہر فخر کی چیز اور جاہلیت کے زمانہ کا ہر خون میرے ان دو قدموں کے نیچے رکھا ہوا ہے، البتہ بیتُ اللہ کی خدمت اور حاجیوں کو پانی پلانے کا کام جاہلیت میں جن کے پاس تھا میں نے اب بھی انھیں کے پاس باقی رہنے دیا ہے۔2

حضرت ابنِ عمرؓ فرماتے ہیں: حضور ﷺ نے فتحِ مکہ کے دن اپنی قصواء اونٹنی پر طواف کیا۔ آپ کے دستِ مبارک میں ایک چھڑی تھی جس کا سِرا مڑا ہوا تھا۔ آپ اس سے بیتُ اللہ کے کونوں کا بوسہ لے رہے تھے۔ مسجدِ حرام میں اونٹنی کے لیے بیٹھنے کی جگہ آپ کو نہ ملی، اس لیے آپ اونٹنی سے اترے تو لوگوں نے آپ کو اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔ پھر آپ اونٹنی کو پانی بہنے کی جگہ کے درمیان لے گئے اور اسے وہاں بٹھا دیا۔ پھر اپنی سواری پر سوار ہو کر لوگوں میں بیان فرمایا۔ پہلے اللہ کی شان کے مطابق حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا: اے لوگو! جاہلیت کے زمانے میں لوگ کبر و نخوت میں مبتلا تھے اور اپنے آباء واَجداد کے کارناموں کی بنا پر خود کو بڑا سمجھتے تھے، اب اللہ نے یہ تمام باتیں ختم کر دی ہیں۔ لوگ دو طرح کے ہیں: ایک نیک متقی اور پرہیزگار جو کہ

اللہ کے ہاں عزت و شرافت والے ہیں، دوسرے بدکار بدبخت جن کی اللہ کے ہاں کوئی وقعت نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

{ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وأُنثَى وجَعَلْنَاكُمْ شُعُوباً وقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ آیت کانشان} 1

اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے، اور تم کو مختلف قومیں اور مختلف خاندان بنایا تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کر سکو۔ اللہ کے نزدیک تم سب میں بڑا شریف وہی ہے جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہو۔ اللہ خوب جاننے والا پورا خبر دار ہے۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا:

میں اپنی یہ بات کہتا ہوں، اور میں اپنے لیے اور تمہارے لیے اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔ 1

رمضان کی آمد پر حضور ﷺ کے بیانات

حضرت سلمانؓ فرماتے ہیں: حضور ﷺ نے شعبان کی آخری تاریخ میں ہم لوگوں میں بیان فرمایا کہ

اے لوگو! تمہارے اوپر ایک مہینہ آرہا ہے جو بہت بڑا اور مبارک مہینہ

ہے۔اس میں ایک رات (شبِ قدر) ہے جو ہزار مہینوں سے بڑھ کر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے کو فرض فرمایا اور اس کے رات کے قیام (یعنی تراویح) کو ثواب کی چیز بنایا ہے۔جو شخص اس مہینہ میں کسی نیکی کے ساتھ اللہ کا قرب حاصل کرے وہ ایسا ہے جیسا کہ غیر رمضان میں فرض ادا کیا۔اور جو شخص اس مہینہ میں کسی فرض کو ادا کرے وہ ایسا ہے جیسا کہ غیر رمضان میں ستّر فرض ادا کرے۔یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے، اور یہ مہینہ لوگوں کے ساتھ غم خواری کرنے کا ہے۔اس مہینہ میں مؤمن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے۔جو شخص کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے اس کے لیے گناہوں کے معاف ہونے اور آگ سے خلاصی کا سبب ہو گا، اور روزہ دار کے ثواب کی مانند اس کو ثواب ہو گا مگر اس روزہ دار کے ثواب میں سے کچھ کم نہیں کیا جائے گا۔

صحابہؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم میں سے ہر شخص تو اتنی وسعت نہیں رکھتا کہ روزے دار کو افطار کرائے۔تو آپ نے فرمایا کہ
)پیٹ بھر کھلانے پر موقوف نہیں) یہ ثواب تو اللہ تعالیٰ ایک کھجور سے کوئی افطار کرادے یا ایک گھونٹ پانی پلادے یا ایک گھونٹ لسی پلادے اس پر بھی

مرحمت فرمادیتے ہیں۔ یہ ایسا مہینہ ہے کہ اس کا اوّل حصہ اللہ کی رحمت ہے اور درمیانی حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ آگ سے آزادی ہے۔ جو شخص اس مہینے میں اپنے غلام (وخادم) کے بوجھ کو ہلکا کردے اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرماتے ہیں اور آگ سے آزادی عطا فرماتے ہیں۔ اور اس میں چار چیزوں کی کثرت رکھا کرو جن میں سے دو چیزوں سے تم اللہ کو راضی کرلوگے اور دو چیزیں ایسی ہیں کہ جن سے تمھیں چارہ کار نہیں۔ وہ دو چیزیں جن سے تم اپنے ربّ کو راضی کروگے وہ کلمۂ شہادت اور اِستغفار کی کثرت ہے، اور دوسری دو چیزیں یہ ہیں کہ جنت کی طلب کرو اور آگ سے پناہ مانگو۔ جو شخص کسی روزہ دار کو پانی پلائے، اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) میرے حوض سے اس کو ایسا پانی پلائیں گے جس کے بعد جنت میں داخل ہونے تک اسے پیاس نہیں لگے گی۔ 1

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں: جب ماہِ رمضان قریب آگیا تو حضور ﷺ نے مغرب کے وقت مختصر بیان فرمایا جس میں ارشاد فرمایا:

رمضان تمہارے سامنے آگیا ہے اور تم اس کا اِستقبال کرنے والے ہو۔ غور سے سنو! رمضان کی پہلی رات میں ہی اہلِ قبلہ (مسلمانوں) میں سے ہر ایک

کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔1

حضرت علیؓ فرماتے ہیں: جب رمضان المبارک کی پہلی رات ہوئی تو حضور ﷺ نے کھڑے ہو کر اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور فرمایا:

اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے دشمن جنات (شیاطین) سے خود ہی نمٹ لیا (کیوں کہ انھیں قید کر دیا ہے) اور تم سے دعا قبول کرنے کا وعدہ کیا ہے اور فرمایا ہے:

{ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ}2

مجھ کو پکارو میں تمہاری درخواست قبول کروں گا۔

توجہ سے سنو! اللہ تعالیٰ نے ہر سرکش شیطان پر سات فرشتے مقرر فرما دیے ہیں اور وہ رمضان ختم ہونے تک چھوٹ نہیں سکتا۔ غور سے سنو! رمضان کی پہلی رات سے لے کر آخری رات تک آسمان کے تمام دروازے تمام کھلے رہیں گے اور اس مہینہ میں ہر دعا قبول ہوتی ہے۔

جب آخری عشرہ کی پہلی رات ہوتی تو حضور ﷺ لنگی کس لیتے اور عورتوں کے بیچ میں سے نکل جاتے اور اعتکاف فرماتے اور رات بھر عبادت فرماتے۔

کسی نے پوچھا: لنگی کسنے کا مطلب کیا ہے؟ حضرت علیؓ نے فرمایا: ان دنوں میں

عورتوں سے جدا رہتے۔3

نمازِ جمعہ کی تاکید کے بارے میں حضور ﷺ کا بیان

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں: حضور ﷺ نے ہم میں بیان فرمایا۔ اس میں ارشاد فرمایا:

اے لوگو! مرنے سے پہلے توبہ کرلو۔ مشغول ہونے سے پہلے اعمال صالحہ میں جلدی لگ جائو۔ تمہارا اللہ سے جو تعلق ہے اس کو اللہ کے زیادہ ذکر کرنے سے، اور چھپ کر اور برملا خوب صدقہ دینے سے جوڑے رکھو، اس طرح تمھیں رزق دیا جائے گا اور تمہاری مدد کی جائے گی اور تمہاری کمی پوری کی جاتی رہے گی۔ جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے میرے اس کھڑے ہونے کی جگہ، میرے اس مہینہ کے اس دن میں اس سال سے قیامت تک جمعہ کی نماز کو تم پر فرض کر دیا ہے۔ لہٰذا جس کا کوئی عادل یا ظالم امام ہو اور وہ میری زندگی میں یا میرے بعد جمعہ کو ہلکا سمجھ کر یا اس کا انکار کر کے اسے چھوڑ دے، اللہ اس کے بکھرے ہوئے کاموں کو جمع نہ فرمائے اور اس کے حالات ٹھیک نہ کرے اور اس کے کسی کام میں برکت نہ فرمائے۔ اور غور سے سنو! اور جب تک وہ اپنے اس گناہ سے توبہ نہیں کرے گا اس کی نہ نماز قبول ہو گی، نہ زکوٰۃ، نہ حج، نہ روزہ اور نہ

کوئی اور نیکی۔ جو توبہ کرے گا اللہ اس کی توبہ قبول کرے گا۔ توجہ سے سنو! کوئی عورت ہرگز کسی مرد کی امامت نہ کرے اور نہ کوئی بدوی کسی مہاجر کا امام بنے اور نہ کوئی فاجر بدکار کسی مؤمن کا امام بنے۔ ہاں اگر وہ فاجر طاقت سے اسے دبا کر مجبور کر دے، اور اسے اس کی تلوار اور کوڑے کا ڈر ہو۔ 1

حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں: جمعہ کے دن حضور ﷺ نے کھڑے ہو کر بیان فرمایا اور ارشاد فرمایا: جو آدمی مدینہ سے ایک میل دور رہتا ہے اور جمعہ کا دن آجاتا ہے اور وہ جمعہ پڑھنے نہیں آتا تو اللہ اس کے دل پر مہر لگا دے گا۔ پھر دوسری مرتبہ میں ارشاد فرمایا: جو آدمی مدینہ سے دو میل دور رہتا ہے اور جمعہ کا دن آجاتا ہے اور وہ جمعہ پڑھنے نہیں آتا اللہ اس کے دل پر مہر لگا دے گا۔ پھر تیسری مرتبہ میں ارشاد فرمایا: جو آدمی مدینہ سے تین میل دور رہتا ہے اور جمعہ کا دن آجاتا ہے اور وہ جمعہ پڑھنے نہیں آتا اللہ اس کے دل پر مہر لگا دے گا۔ 2

حج میں حضور ﷺ کے بیانات و خطبات

حضرت ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں: حضور ﷺ نے حجۃ الوداع میں لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا:

شیطان اس بات سے تو نا اُمید ہو گیا ہے کہ تمہاری زمین میں اس کی عبادت کی جائے (یعنی بتوں کی پرستش ہونے لگے)، لیکن وہ اس بات پر راضی ہے کہ کفر وشرک کے علاوہ دوسرے ایسے گناہوں میں اس کی مانی جائے جن کو تم لوگ چھوٹا سمجھتے ہو (چوں کہ کافر تو کفر وشرک کے بڑے گناہ میں مبتلا ہیں اس لیے شیطان انھیں چھوٹے گناہوں میں لگانے پر زور نہیں لگاتا، اور مسلمان چوں کہ بڑے گناہ سے بچے ہوئے ہیں اس وجہ سے شیطان انھیں کفر وشرک سے کم درجے کے گناہ قتل، جھوٹ، خیانت وغیرہ میں لگانے پر سارا زور لگاتا ہے)، لٰہذا چوکنّے ہو جاؤ۔ اے لوگو! میں تمہارے پاس ایسی چیز چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ اگر تم اسے مضبوطی سے پکڑو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے: اللہ کی کتاب اور اس کے نبی ﷺ کی سنت۔ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور سارے مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں اور کسی آدمی کے لیے اپنے مسلمان بھائی کے مال کو اس کی رضامندی کے بغیر لینا حلال نہیں۔ اور ظلم نہ کرنا اور میرے بعد کافر نہ بن جانا (یا ناشکرے نہ بن جانا) کہ تم ایک دسرے کی گردن اڑانے لگ جائو۔ 1

حضرت ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں: حضور ﷺ نے ہم لوگوں میں مسجدِ خیف

میں (جو کہ منیٰ میں ہے) بیان فرمایا۔ اللہ کی شان کے مطابق حمد و ثنا بیان کی، پھر فرمایا: جو آخرت کی فکر کرتا ہے اور اسے مقصد بناتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے بکھرے ہوئے کاموں کو جمع کر دے گا اور غِنا کو اس کی آنکھوں کے سامنے کر دے گا اور دُنیا ذلیل ہو کر اُس کے پاس آئے گی، اور جو دنیا کو مقصد بنا کر اس کی فکر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے جمع شدہ کاموں کو بکھیر دے گا اور محتاجی کو اس کی آنکھوں کے سامنے کر دے گا اور دنیا تو اسے اتنی ہی ملے گی جو مقدر میں ہے۔2

حضرت ابنِ عمرؓ فرماتے ہیں: حضور ﷺ نے منیٰ کی مسجدِ خِیف میں ہم لوگوں میں بیان فرمایا۔ ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ اس بندے کو تر و تازہ رکھے جس نے میری بات کو سنا اور کوشش کر کے وہ بات اپنے بھائی سے بیان کی۔ تین چیزیں ایسی ہیں جن میں کسی مسلمان کا دل کمی اور خیانت نہیں کرے گا: ایک عمل کو خالص اللہ کے لیے کرنا، اور دوسرے حاکم اور اُمرا کی خیر خواہی کرنا، تیسرے مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ چمٹے رہنا کیوں کہ مسلمانوں کی دعا ان کو ہر طرف سے گھیر لیتی ہے (اور شیطان کے مکر و فریب سے ان کی حفاظت کرتی ہے)۔3

حضرت جابرؓ نے حضور ﷺ کے حج کے بارے میں ایک لمبی حدیث ذکر کی ہے جس میں یہ ہے کہ حضور ﷺ منیٰ سے چلے اور مُزدَلِفہ سے گزرتے ہوئے عرفات پہنچ گئے۔ وہاں جاکر آپ نے دیکھا کہ آپ کا خیمہ وادیٔ نِمرہ میں لگا ہوا ہے۔ آپ اس میں ٹھہر گئے۔ جب زوال کا وقت ہو گیا تو آپ نے حکم فرمایا: تو قصواء اونٹنی پر کجاوہ رکھا گیا۔ پھر آپ وادی کے درمیانی حصہ میں تشریف لے گئے اور لوگوں میں مشہور خطبہ بیان فرمایا۔ جس میں آپ نے فرمایا:

تمہارے خون اور تمہارے مال تم پر ایسے قابلِ احترام ہیں جیسے کہ تمہارا یہ دِن، تمہارا یہ مہینہ اور تمہارا یہ شہر قابلِ احترام ہے۔ غور سے سنو! جاہلیت کا ہر غلط کام اور طور طریقہ میرے ان دو قدموں کے نیچے رکھا ہوا ہے یعنی اسے ختم کر دیا گیا ہے۔ جاہلیت کے تمام خون بھی آج سے ختم ہیں اور میں اپنے خونوں میں سے سب سے پہلا ربیعہ بن حارث کے بیٹے کا خون ختم کرتا ہوں جو کہ بنو سعد کے ہاں دودھ پی رہا تھا اور قبیلہ ہُذیل نے اسے قتل کر دیا تھا۔ جاہلیت کے سود بھی ختم کر دیے گئے ہیں اور میں اپنے سودوں میں سب سے پہلے حضرت عباس بن عبد المطلب کا سود معاف کرتا ہوں اب یہ

سارا معاف کر دیا ہے۔ اور عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو، کیوں کہ تم نے اللہ کی امانت سے ان کو لیا ہے (تم ان کے مالک نہیں بلکہ امین ہو) اور اللہ کے مقرر کردہ طریقۂ نکاح کے ذریعہ تمہارے لیے وہ عورتیں حلال ہوئی ہیں۔ تمہارا ان پر یہ حق ہے کہ جس کا آنا تمھیں پسند نہ ہو تو اسے وہ تمہارے گھر میں آنے نہ دیں، اگر وہ ایسا کریں تو تم انھیں مار لو لیکن یہ مار سخت نہ ہو۔ اور ان کا تم پر یہ حق ہے کہ دستور کے مطابق انھیں کھانا اور کپڑا دو۔ اور میں تم میں ایسی چیز چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ اگر تم اس کو مضبوطی سے پکڑ لو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے اور وہ ہے اللہ کی کتاب۔ تم سے میرے بارے میں پوچھا جائے گا تو کیا کہو گے؟

صحابہؓ نے عرض کیا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے (اللہ کا دین سارا) پہنچا دیا اور اُمّت کی خیر خواہی کی اور خدا کی امانت پہنچا دی۔ پھر آپ نے شہادت کی انگلی آسمان کی طرف اٹھائی اور پھر لوگوں کی طرف نیچے جھکائی اور فرمایا: اے اللہ! تو گواہ ہو جا، اے اللہ! تو گواہ ہو جا! اور تین دفعہ ایسے فرمایا۔ 1

حضرت ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں: نحر کے دن یعنی دس ذی الحجہ کو حضور ﷺ نے لوگوں میں بیان فرمایا، ارشاد فرمایا: اے لوگو! یہ کون سا دن ہے؟ لوگوں

نے کہا: یہ قابلِ احترام دن ہے۔ آپ نے پوچھا: یہ کون سا شہر ہے ؟لوگوں نے کہا: یہ قابلِ احترام شہر ہے۔ آپ نے پوچھا: یہ کون سا مہینہ ہے ؟لوگوں نے کہا: یہ قابلِ احترام مہینہ ہے۔ آپ نے فرمایا: تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری عزتیں ایسے ہی قابلِ احترام ہیں جیسے کہ تمہارا یہ دن، تمہارا یہ شہر اور تمہارا یہ مہینہ قابلِ احترام ہے اور اس بات کو کئی مرتبہ فرمایا۔ پھر سر اٹھا کر فرمایا: اے اللہ ! میں نے پہنچا دیا ہے۔ اے اللہ ! میں نے پہنچا دیا ہے۔

حضرت ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں: اس ذات کے قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے ! اس کے بعد حضور ﷺ نے اپنی اُمّت کو زبردست وصیت فرمائی کہ حاضرین (میرا سارا دین تمام) غائب انسانوں تک پہنچائیں۔ میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ تم ایک دوسرے کی گردن اُڑانے لگو۔ 1

حضرت جریرؓ فرماتے ہیں: حضور ﷺ نے فرمایا:۔ لوگوں کو چپ کراؤ۔ پھر آپ نے فرمایا: اب تو میں تمہارے حالات اچھے دیکھ رہا ہوں، لیکن اس کے بعد میرے علم میں یہ بات نہ آئے کہ تم لوگ کافر بن کر ایک دوسرے کی گردن اُڑانے لگے ہو۔

دوسری روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے حجۃ الوداع میں فرمایا: اے

جریر! لوگوں کو چپ کراؤ۔ پھر پچھلی حدیث جیسا مضمون ذکر کیا۔2

حضرت اُمُّ الحصین ؓ فرماتی ہیں: میں نے حضور ﷺ کے ہمراہ حجۃ الوادع کیا۔ میں نے دیکھا کہ حضرت اُسامہ اور حضرت بلال ؓ میں سے ایک نے حضور ﷺ کی اونٹنی کی نکیل پکڑ رکھی ہے اور دوسرا حضور ﷺ کو گرمی سے بچانے کے لیے آپ پر اپنے کپڑے سے سایہ کیے ہوئے ہے۔ یہاں تک کہ حضور ﷺ نے جمرۃُ العقبہ (بڑے شیطان) کو کنکریاں ماریں، پھر حضور ﷺ نے بہت سی باتیں ارشاد فرمائیں۔ پھر میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اگر تم پر ناک کان کٹا ہوا غلام امیر بنا دیا جائے جو کالا ہو، مگر وہ تمھیں اللہ کی کتاب کے مطابق لے کر چلے تو تم اس کی ہر بات سنو اور مانو۔1

حضرت ابو اُمامہ ؓ فرماتے ہیں: حجۃ الوداع کے سال میں نے حضور ﷺ کو خطبہ میں یہ فرماتے ہوئے سنا:

اللہ تعالیٰ نے ہر حق والے کو اس کا حق خود دے دیا ہے، لہٰذا اب وارث کے لیے وصیت نہیں ہو سکتی۔ اور بچہ بستر کے مالک کا ہو گا اور زانی کو پتھر ملے گا اور سب کا حساب اللہ کے ہاں ہو گا۔ اور جس نے اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف اپنے بیٹے ہونے کی نسبت کی یا جس غلام نے اپنے آقائوں کے علاوہ کسی

اور کی طرف اپنے غلام ہونے کی نسبت کی، اس پر قیامت کے دن تک مسلسل اللہ کی لعنت ہو گی۔ کوئی عورت اپنے گھر سے خاوند کی اجازت کے بغیر خرچ نہ کرے۔

کسی نے پوچھا: یارسول اللہ! کھانا بھی نہیں دے سکتی؟ آپ نے فرمایا: کھانا تو ہمارے گھر کی چیزوں میں سے سب سے اَفضل چیز ہے۔ پھر آپ نے فرمایا: عاریتاً مانگی ہوئی چیز واپس دینی ہو گی اور جو جانور دودھ پینے کے لیے کسی کو دیا تھا وہ واپس کرنا ہو گا۔ قرض ادا کرنا ہو گا اور کفیل تاوان کا ذمہ دار ہو گا۔2

ابوداود کی روایت میں ہے کہ حضرت ابواُمامہ ؓ نے فرمایا کہ میں نے منیٰ میں حضور ﷺ کا بیان سنا۔ حضرت ابواُمامہ ؓ فرماتے ہیں: حضور ﷺ جَدعاء نامی اونٹی پر سوار تھے اور اس کی رِکاب میں پاؤں رکھ کر آپ بلند ہو رہے تھے تاکہ لوگ آپ کی آواز سن لیں۔ میں نے سنا کہ آپ نے اونچی آواز میں فرمایا: کیا تمھیں میری آواز سنائی نہیں دے رہی ہے؟ تو مجمع میں سے ایک آدمی نے کہا: آپ ہمیں کیا نصیحت فرمانا چاہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اپنے ربّ کی عبادت کرو اور پانچ نمازیں پڑھو اور ایک ماہ کے روزے رکھو اور اپنے امیر کی اطاعت کرو، اس طرح تم اپنے ربّ کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔1

حضرت عبد الرحمن بن معاذ تیمیؓ فرماتے ہیں: ہم لوگ منیٰ میں تھے وہاں ہم
میں حضور ﷺ نے بیان فرمایا۔ اللہ نے ہمارے سننے کی طاقت بہت بڑھادی
یہاں تک کہ ہم میں سے جو لوگ اپنی قیام گاہوں میں تھے وہ بھی
حضور ﷺ کا بیان سن رہے تھے۔ چناں چہ حضور ﷺ انھیں حج کے اَحکام
سکھانے

لگے۔ جب آپ جمرے کے پاس پہنچے تو آپ نے دونوں کانوں میں شہادت کی
انگلیاں ڈال کر اونچی آواز سے فرمایا: چھوٹی کنکریاں مارو۔ پھر آپ نے حکم دیا
تو مہاجرین مسجد (خِیف) کے سامنے اور اَنصار مسجد کے پیچھے ٹھہرے۔ پھر باقی
عام لوگ اپنی اپنی جگہوں میں ٹھہرے۔ 2

حضرت رافع بن عمرو مزنیؓ فرماتے ہیں: جب سورج بلند ہو گیا تو میں نے
حضور ﷺ کو منیٰ میں خاکستری رنگ کے خچر پر لوگوں میں بیان کرتے
ہوئے سنا اور حضرت علیؓ آپ کی بات لوگوں کو آگے پہنچا رہے تھے، اور لوگ
کچھ کھڑے تھے اور کچھ بیٹھے۔ 3

حضرت ابو حُرّہ رقاشی اپنے چچا سے نقل کرتے ہیں کہ میں ایامِ تشریق کے
درمیانی دنوں میں حضور ﷺ کی اونٹنی کی نکیل پکڑے ہوئے تھا اور لوگوں

کو آپ سے ہٹارہا تھا، تو آپ نے فرمایا: اے لوگو! کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون سا مہینہ ہے، کون سا دن ہے اور کون سا شہر ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: دن بھی قابلِ احترام ہے اور مہینہ بھی قابلِ احترام ہے اور شہر بھی۔ آپ نے فرمایا: بے شک تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری عزتیں تمہارے لیے ایسے ہی قابلِ احترام ہیں جیسے یہ دن، یہ مہینہ اور شہر قابلِ احترام ہے، اور یہ حکم اللہ سے ملاقات تک کے لیے ہے یعنی زندگی بھر کے لیے ہے۔

پھر آپ نے فرمایا:

میری بات سنو تو زندہ رہو گے۔ خبر دار! ظلم نہ کرنا۔ خبر دار! ظلم نہ کرنا۔ خبر دار! ظلم نہ کرنا۔ کسی مسلمان کا مال اس کی رضامندی کے بغیر لینا جائز نہیں ہے۔ غور سے سنو! زمانۂ جاہلیت کا ہر خون، ہر مال اور قابلِ فخر کام میرے اس قدم کے نیچے قیامت تک کے لیے رکھا ہوا ہے، یعنی ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا گیا ہے، اور سب سے پہلے ربیعہ بن حارث بن عبد المطّلب کا خون ختم کیا جاتا ہے جو بنو سعد میں دودھ پی رہا تھا اور قبیلۂ ہذیل نے اسے قتل کر دیا تھا۔ غور سے سنو! زمانۂ جاہلیت کا ہر سود ختم کیا جاتا ہے اور اللہ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ سب سے پہلے حضرت عباس بن عبد المطّلب کا سود ختم کیا جائے۔ تمھیں تمہارا اصل

سرمایہ مل جائے گا نہ تم کسی پر ظلم کروگے، نہ کوئی تم پر ظلم کرے گا۔ غور سے سنو! جس دن اللہ نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا فرمایا تھا اس دن والی حالت پر زمانہ گھوم کر پھر آگیا ہے۔

آپ نے یہ آیت پڑھی:

{إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِندَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْراً فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ والأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ فَلاَ تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنفُسَكُمْ} 1 یقیناً شمار مہینوں کا (جو کتابِ الٰہی میں) اللہ کے نزدیک (معتبر ہیں) بارہ مہینے (قمری) ہیں جس روز اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین پیدا کیے تھے (اسی روز سے، اور) ان میں چار خاص مہینے ادب کے ہیں یہی (امرِ مذکور) دینِ مستقیم ہے، سو تم ان سب مہینوں کے بارے میں (دین کے خلاف کر کے) اپنا نقصان مت کرنا۔

توجہ سے سنو! میرے بعد تم کافر نہ ہو جانا کہ تم ایک دوسرے کی گردن اُڑانے لگو۔ غور سے سنو! شیطان اس بات سے نااُمید ہو گیا ہے کہ نمازی لوگ یعنی مسلمان اس کی عبادت کریں۔ البتہ وہ تمھیں آپس میں لڑانے کی کوشش میں لگا رہتا ہے۔ اور عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو، کیوں کہ وہ عورتیں تمہا

رے پاس قیدی ہیں کیوں کہ انھیں اپنی ذات کے بارے میں کوئی اختیار نہیں ہے۔ اُن کے بھی تمہارے اوپر حق ہیں اور تمہارے بھی اُن کے اوپر حق ہیں۔ اور ان میں سے ایک حق یہ ہے کہ وہ تمہارے علاوہ کسی کو بھی تمہارے بستر پر آنے نہ دیں اور جس کا آنا تمھیں برا لگے اسے گھر میں آنے کی اجازت نہ دیں۔ اگر تمھیں ان کی نافرمانی کا ڈر ہو تو انھیں سمجھاؤ، وعظ نصیحت کرو اور بستروں پر انھیں تنہا چھوڑ دو اور انھیں اس طرح مارو کہ زیادہ تکلیف نہ ہو، اور دستور کے مطابق کھانا، کپڑا ان کا حق ہے۔ اللہ کی امانت سے تم نے انھیں لیا ہے یعنی تم ان کے امین ہو مالک نہیں، اور اللہ کے مقرر کردہ طریقہ سے یعنی نکاح کے ایجاب و قبول سے وہ تمھارے لیے حلال ہوئی ہیں۔ غور سے سنو! جس کے پاس کوئی امانت ہے تو وہ اسے اس آدمی کو واپس کر دے جس نے اس کے پاس امانت رکھوائی تھی۔

پھر آپ نے ہاتھ پھیلا کر فرمایا:

غور سے سنو! میں نے (اللہ کا سارا دین) پہنچا دیا ہے۔ غور سے سنو! میں نے پہنچا دیا ہے۔ غور سے سنو! میں نے پہنچا دیا ہے۔ اور حاضرین اب غیر حاضر لوگوں تک پہنچائیں، کیوں کہ بعض دفعہ جسے بات پہنچائی جاتی ہے وہ براہِ راست سننے

والے سے زیادہ نیک بخت ہوتا ہے۔

حضرت حمید کہتے ہیں: حضرت حسن بصری جب حدیث کے اس مضمون پر پہنچے تو فرمایا: اللہ کی قسم! صحابہ کرامؓ نے دین ایسے لوگوں کو پہنچایا جو دین کی وجہ سے بہت زیادہ نیک بخت ہوگئے۔ 1

بزار میں حضرت ابنِ عمرؓ سے اسی کے ہم معنی حدیث منقول ہے۔ اس کے شروع میں یہ بھی ہے: حجۃ الوداع کے سفر ایامِ تشریق کے درمیانی دنوں میں منیٰ میں حضور ﷺ پر یہ سورت نازل ہوئی:

{إذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ آیت کانشان}2

) اے محمد!) جب خدا کی مدد اور (مکہ کی) فتح (مع اپنے آثار کے) آپہنچے۔

اس سورت سے آپ سمجھ گئے کہ اب آپ کے دنیا سے جانے کا وقت آگیا ہے، اس لیے آپ کے فرمانے پر آپ کی قصواء اونٹنی پر کجاوہ رکھا گیا۔ آپ اس پر سوار ہوکر گھاٹی پر آکر لوگوں کے لیے کھڑے ہوگئے جس پر بے شمار مسلمان وہاں جمع ہوگئے۔ آپ نے حمد و ثنا کے بعد فرمایا:

امابعد! اے لوگو! جاہلیت کا ہر خون ختم کردیا ہے۔

اس حدیث میں آگے یہ بھی ہے: اے لوگو! شیطان اس بات سے تو نااُمید ہو

گیاہے کہ تمہارے علاقے میں آخری وقت تک اس کی عبادت کی جائے، لیکن وہ تم سے اس بات پر راضی ہو جائے گا کہ تم چھوٹے موٹے گناہ کرو۔ اس لیے تم شیطان سے چوکنے ہو کر رہو، اپنے دین پر پکے رہو اور چھوٹے موٹے گناہ کر کے اسے خوش نہ کرو۔ اور اس روایت میں یہ بھی ہے کہاے لوگو! میں تم میں ایسی چیز چھوڑ کر جارہاہوں کہ اگر تم اسے پکڑے رہو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہوگے اور وہ ہے اللہ کی کتاب لہٰذا تم اس پر عمل کرو۔

اور اس روایت کے آخر میں یہ ہے کہ

توجہ سے سنو! تمہارے حاضرین غائبین تک پہنچائیں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور تمہارے بعد کوئی اُمّت نہیں ہے۔

پھر آپ نے ہاتھ اٹھا کر فرمایا: اے اللہ! تو گواہ ہو جا۔ 1

حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں: ایامِ تشریق کے درمیانی دنوں میں حضور ﷺ نے ہم لوگوں میں الوداعی بیان فرمایا۔ ارشاد فرمایا:

اے لوگو! تمہارا ربّ ایک ہے اور تمہارا باپ بھی ایک ہے، یعنی آدمؑ۔ غور سے سنو! کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت نہیں۔ اور کسی سرخ انسان کو کالے پر اور کسی کالے کو سرخ پر کوئی فضیلت نہیں۔ ایک انسان کو

دوسرے انسان پر صرف تقویٰ سے فضیلت ہو سکتی ہے۔ تم میں سے اللہ کے ہاں سب سے زیادہ شرافت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ تقویٰ والا ہے۔ توجہ سے سنو! کیا میں نے (اللہ کا دین سارا) پہنچا دیا ہے؟

صحابہ نے کہا: بالکل یارسول اللہ! آپ نے فرمایا: اب حاضرین غائبین تک پہنچائیں۔2

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں: حضور ﷺ عرفات میں اپنی کان کٹی ہوئی اونٹنی پر کھڑے ہوئے اور فرمایا: کیا تم لوگ جانتے ہو یہ کون سا دن ہے، یہ کون سا مہینہ ہے، یہ کون سا شہر ہے؟ صحابہ کرام نے کہا: یہ قابلِ احترام شہر ہے اور قابلِ احترام مہینہ ہے اور قابلِ احترام دن ہے۔ آپ نے فرمایا:

غور سے سنو! تمہارے مال اور تمہارے خون تمہارے لیے اسی طرح قابلِ احترام ہیں جیسے تمہارا یہ مہینہ، تمہارا یہ شہر اور تمہارا یہ دن قابلِ احترام ہے۔ میں تمہاری ضرورتوں کے لیے تم سے پہلے آگے جا رہا ہوں اور حوضِ (کوثر) پر تمھیں ملوں گا اور میں تمہاری تعداد کے زیادہ ہونے کی وجہ سے دوسری اُمتوں پر فخر کروں گا، لہٰذا (برے اعمال کر کے کل قیامت کے دن) میرا منہ کالا نہ

کرنا۔ غور سے سنو! (کل قیامت کے دن) میں بہت سے لوگوں کو (شفاعت کر کے دوزخ سے) چھڑالوں گا، لیکن کچھ لوگوں کو مجھ سے چھڑالیا جائے گا (فر شتے چھڑا کر دور لے جائیں گے)۔ میں کہوں گا: اے میرے ربّ! یہ تو میرے ساتھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: تمھیں معلوم نہیں انھوں نے تمہارے بعد کیا کرتوت کیے تھے (اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو حضور ﷺ کے زمانے میں مسلمان تھے، لیکن حضور ﷺ کی وفات پر مرتد ہو گئے)۔ 1

دجّال، مُسَیْلَمَہ کذّاب، یاجوج ماجوج اور زمین میں دھنسائے جانے کے بارے میں حضور ﷺ کے بیانات

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں: ہم لوگ حجۃ الوداع کے بارے میں (حج سے پہلے) باتیں تو کرتے تھے (کہ ہم لوگ حضور ﷺ کے ساتھ حج کریں گے وغیرہ وغیرہ)، لیکن ہمیں یہ خبر نہیں تھی کہ حضور ﷺ (اپنی اُمّت کو) الوداع فرمانے کے لیے یہ حج کر رہے ہیں۔ چناں چہ اسی سفر حجۃ الوداع میں حضور ﷺ نے ایک بیان میں مسیح دجّال کا ذکر کیا اور بہت تفصیل سے اس کے بارے میں گفتگو فرمائی۔ پھر فرمایا:

اللہ نے جس نبی کو بھیجا اس نے اپنی اُمّت کو دجال سے ضرور ڈرایا۔ حضرت

نوحؑ اور ان کے بعد کے سارے نبیوں نے اس سے ڈرایا ہے، لیکن اس کی ایک بات ابھی تک تم لوگوں سے مخفی ہے اور وہ تم لوگوں سے مخفی نہیں رہنی چاہئے (کہ وہ کانا ہوگا) اور تمہارا ربّ تبارک و تعالیٰ کانا نہیں ہے۔ 1

حضرت سفینہؓ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ حضور ﷺ نے ہم میں بیان فرمایا اور ارشاد فرمایا:

مجھ سے پہلے ہر نبی نے اپنی اُمّت کو دجال سے ڈرایا ہے۔ اس کی بائیں آنکھ کانی ہے اور اس کی دائیں آنکھ میں ناک کی طرف والے گوشہ میں گوشت کا ایک موٹا سا ٹکڑا ہوگا جو آنکھ کی سیاہی پر چڑھا ہوا ہوگا۔ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوا ہوگا۔ اس کے ساتھ دو وادیاں بھی ہوں گی، ایک جنت نظر آئے گی اور دوسری دوزخ، لیکن اس کی جنت حقیقت میں دوزخ ہوگی اور اس کی دوزخ جنت ہوگی۔ اور اس کے ساتھ دو فرشتے ہوں گے جو اَنبیاؑ میں سے دو نبیوں کے مشابہ ہوں گے۔ ایک فرشتہ دجال کے دائیں طرف ہوگا اور دوسرا بائیں۔ اور اس میں لوگوں کی آزمایش ہوگی۔ دجال کہے گا: کیا میں تمہارا ربّ نہیں ہوں؟ میں مارتا ہوں اور زندہ کرتا ہوں۔ اس پر ایک فرشتہ کہے گا: تو غلط کہتا ہے۔ اس جملہ کو اس کا ساتھی فرشتہ سن سکے گا اور کوئی نہیں سنے گا۔ دوسرا

فرشتہ پہلے فرشتے کو جواب میں کہے گا: تم نے ٹھیک کہا۔ اس جملہ کو تمام لوگ سن لیں گے۔ اس سے لوگ یہ سمجھیں گے کہ یہ فرشتہ اس دجال کی تصدیق کررہا ہے۔ یہ بھی آزمایش کی ایک صورت ہو گی۔ پھر وہ دجال چلے گا اور چلتے چلتے مدینہ پہنچ جائے گا، لیکن اسے مدینہ کے اندر جانے کی اجازت نہیں ہو گی۔ پھر وہ کہے گا: یہ تو اس عظیم ہستی (یعنی حضرت محمد ﷺ) کی بستی ہے۔ پھر وہ وہاں سے چل کر ملکِ شام پہنچے گا اور اَفِیق مقام کی گھاٹی کے پاس اللہ اسے ہلاک کریں گے۔2

حضرت جُنادہ بن اَبی اُمیّہ اَزدی کہتے ہیں: میں اور ایک انصاری ہم دونوں نبی کریم ﷺ کے ایک صحابی کی خدمت میں گئے اور ان سے عرض کیا: ہمیں آپ کوئی ایسی حدیث بیان کریں جو آپ نے حضور ﷺ سے سنی ہو اور اس میں حضور ﷺ نے دجال کا ذکر کیا ہو۔ انھوں نے فرمایا:- ایک مرتبہ حضور ﷺ نے ہم لوگوں میں بیان فرمایا۔ اس میں ارشاد فرمایا: میں تمھیں دجال سے ڈراتا ہوں۔ یہ جملہ تین دفعہ فرمایا، پھر فرمایا:

کوئی نبی ایسا نہیں آیا جس نے دجال سے نہ ڈرایا ہو۔ اے اُمّت والو! وہ تم میں ہو گا۔ وہ گھنگریالے بالوں والا اور گندمی رنگ والا ہو گا۔ اس کی بائیں آنکھ پر

ہاتھ پھرا ہوا ہو گا اور وہ مٹی ہوئی ہو گی۔ اس کے ساتھ جنت اور دوزخ ہو گی، اور اس کے ساتھ روٹی کے پہاڑ اور پانی کی نہر ہو گی۔ وہ بارش برسائے گا لیکن درخت نہیں اُگا سکے گا۔ اور وہ ایک آدمی پر غالب آکر اس کو قتل کر دے گا اس کے علاوہ کسی کو قتل نہیں کر سکے گا۔ وہ زمین پر چالیس دن رہے گا اور پانی کے ہر گھاٹ پر پہنچے گا، چار مسجدوں کے قریب نہیں جا سکے گا: مسجدِ حرام، مسجدِ مدینہ، مسجدِ طور، مسجدِ اَقصیٰ۔ اور تم پر دجال مشتبہ نہیں ہونا چاہیے وہ (کانا ہو گا) اور تمہارا ربّ کانا نہیں ہے۔ 1

حضرت ابو اُمامہ باہلیؓ فرماتے ہیں: ایک دن حضور ﷺ نے ہم لوگوں میں بیان فرمایا۔ اس بیان میں آپ نے زیادہ تر دجال کے بارے میں گفتگو فرمائی اور جب دجال کا ذکر شروع کیا تو پھر آخر تک اسی کے بارے میں گفتگو فرماتے رہے۔ اس دن آپ نے جو کچھ ہم سے فرمایا اس میں یہ بھی تھا کہ

اللہ تعالیٰ نے جو بھی نبی بھیجا اس نے اپنی اُمّت کو دجال سے ضرور ڈرایا، اور میں آخری نبی ہوں اور تم آخری اُمّت ہو اور وہ یقیناً تم میں ہی ظاہر ہو گا۔ اگر میں تم میں موجود ہوا اور وہ ظاہر ہوا تو میں ہر مسلمان کی طرف سے دلائل سے اس کا مقابلہ کر لوں گا، اور اگر میرے بعد تم لوگوں میں ظاہر ہوا تو پھر ہر آدمی

خود اپنی طرف سے اس کا مقابلہ کرے اور اللہ ہی ہر مسلمان کا میری طرف سے خلیفہ ہے۔ اور دجال عراق اور شام کے درمیان ایک راستہ میں ظاہر ہو گا، اور دائیں بائیں لشکر بھیج کر فساد برپا کرے گا۔ اللہ کے بندو! جمے رہنا، کیوں کہ پہلے تو وہ کہے گا میں نبی ہوں حالاں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ پھر وہ کہے گا: میں تمہارا ربّ ہوں حالاں کہ مرنے سے پہلے تم اپنے ربّ کو نہیں دیکھ سکتے۔ اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوا ہو گا جسے ہر مومن پڑھے گا، لہٰذا تم میں سے جو اس سے ملے وہ اس کے چہرے پر تھوک دے اور سورۂ کہف کی شروع کی آیتیں پڑھے۔

وہ ایک آدمی پر غلبہ پا کر پہلے اسے قتل کرے گا پھر اسے زندہ کرے گا، لیکن اس کے بعد کسی اور کے ساتھ ایسا نہیں کر سکے گا۔ اس کا ایک فتنہ یہ ہو گا کہ اس کے ساتھ جنت اور دوزخ ہو گی۔ اس کی دوزخ جنت ہو گی اور اس کی جنت دوزخ ہو گی، لہٰذا تم میں سے جو اس کی دوزخ میں ڈالے جانے کی آزمایش میں مبتلا ہو اسے چاہیے کہ وہ اپنی آنکھیں بند کر لے اور اللہ سے مدد مانگے، تو دوزخ کی آگ اس کے لیے ایسے ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جائے

گی جیسے حضرت ابراہیمؑ کے لیے ہو گئی تھی۔

اس کا ایک فتنہ یہ بھی ہو گا کہ وہ ایک قبیلہ کے پاس سے گزرے گا وہ سب اس پر ایمان لے آئیں گے اور اس کی تصدیق کریں گے، تو وہ ان کے لیے دعا کرے گا تو اسی دن ان کے لیے آسمان سے بارش ہو گی اور اسی دن ان کی ساری زمین سرسبز و شاداب ہو جائے گی اور اس دن شام کو ان کے جانور چر کر واپس آئیں گے تو وہ بہت موٹے ہو چکے ہوں گے اور ان کے پیٹ خوب بھرے ہوئے ہوں گے اور ان کے تھنوں سے خوب دودھ بہہ رہا ہو گا۔ اور وہ دوسرے قبیلہ کے پاس سے گزرے گا وہ اس کا انکار کر دیں گے اور اسے جھٹلائیں گے، تو وہ ان کے خلاف بد دعا کرے گا جس سے ان کے سارے جانور مر جائیں گے اور ایک بھی جانور ان کے پاس نہیں رہے گا۔ اس دنیا میں وہ کل چالیس دن رہے گا جن میں سے ایک دن ایک سال کے برابر ہو گا اور ایک دن ایک مہینے کے برابر ہو گا اور ایک دن ایک ہفتے کے برابر ہو گا اور ایک دن عام دنوں جیسا ہو گا اور اس کا آخری دن سراب کی طرح بہت مختصر ہو گا، اتنا مختصر کہ آدمی صبح مدینہ کے ایک دروازے پر ہو گا اور دوسرے دروازے تک پہنچنے سے پہلے ہی شام ہو جائے گی۔

صحابہ ؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! ان چھوٹے دنوں میں ہم نمازیں کیسے پڑھیں گے؟ آپ نے فرمایا: تم ان چھوٹے دنوں میں وقت کا اندازہ لگا کر ایسے ہی نمازیں پڑھ لینا جیسے لمبے دنوں میں اندازے سے پڑھو گے۔ 1

حضرت جابر ؓ فرماتے ہیں: حضور ﷺ نے ایک دن منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا: اے لوگو! میں نے تم لوگوں کو آسمان سے آنے والی (نئی) خبر کی وجہ سے جمع نہیں کیا۔ اس کے بعد آپ نے جَسَّاسہ کا ذکر کیا یعنی دجال کے لیے جاسوسی کرنے والی چیز کا۔ اور اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ وہ مسیح ہے۔ چالیس دن میں اس کے لیے ساری زمین لپیٹ دی جائے گی، لیکن وہ طیبہ میں داخل نہیں ہو سکے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: طیبہ سے مراد مدینہ ہے۔ اس کے ہر دروازے پر تلوار سونتے ہوئے ایک فرشتہ ہو گا جو دجّال کو اس میں جانے سے روکے گا اور مکہ میں بھی اسی طرح ہو گا۔ 1

بصرہ والوں میں سے حضرت ثَعْلَبہ بن عباد عبدی کہتے ہیں: میں ایک دن حضرت سَمُرہ بن جندب ؓ کے بیان میں شریک ہوا۔ انھوں نے اپنے بیان میں حضور ﷺ کی طرف سے ایک حدیث بیان کی اور سورج گرہن والی حدیث بھی ذکر کی۔ اس میں یہ بھی فرمایا کہ جب حضور ﷺ دوسری رکعت میں بیٹھ

گئے تو اس وقت سورج صاف ہوا اور اس کا گرہن ختم ہوا۔ سلام پھیرنے کے بعد آپ نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور اس بات کی گواہی دی کہ آپ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ پھر فرمایا: اے لوگو! میں تمھیں اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں: اگر تمھیں معلوم ہے کہ میں نے اپنے ربّ کے پیغامات پہنچانے میں کوئی کمی کی ہے تو مجھے ضرور بتائو؟ اس پر بہت سے آدمیوں نے کھڑے ہو کر کہا: ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے اپنے ربّ کے تمام پیغام پہنچا دیے ہیں اور اپنی اُمّت کی پوری خیر خواہی کی ہے اور جو کام آپ کے ذمہ تھا وہ پورا کر دیا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا:

امابعد! بہت سے لوگوں کا یہ خیال ہے کہ چاند سورج کا گرہن ہونا اور ستاروں کا اپنے نکلنے کی جگہ سے ہٹ جانا زمین کے کسی بڑے آدمی کے مرنے کی وجہ سے ہوتا ہے، یہ خیال بالکل غلط ہے۔ یہ گرہن تو اللہ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے جس کے ذریعے اللہ اپنے بندوں کا امتحان لیتے ہیں، اور دیکھتے ہیں کہ کون اس نشانی کو دیکھ کر کفر اور گناہوں سے توبہ کر لیتا ہے۔

اور میں نے جتنے وقت میں کھڑے ہو کر نمازِ گرہن پڑھائی ہے اس میں میں نے دنیا اور آخرت میں تمھیں جو کچھ پیش آئے گا وہ سب دیکھ لیا ہے۔ اللہ کی

قسم! قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہو گی جب تک تیس جھوٹے ظاہر نہ ہو جائیں گے جن کا آخری کانا دجال ہو گا۔ اس کی بائیں آنکھ مٹی ہوئی ہو گی بالکل ایسی آنکھ ہو گی جیسے ابو تحییٰ کی آنکھ۔

حضرت ابو تحییٰؓ انصار کے ایک بڑے میاں تھے جو اس وقت حضور ﷺ کے اور حضرت عائشہؓ کے حجرے کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا:

جب وہ ظاہر ہو گا تو دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ ہے۔ جو اس پر ایمان لائے گا، اس کی تصدیق کرے گا اور اس کا اتباع کرے گا اسے اس کا گذشتہ کوئی نیک عمل فائدہ نہیں دے گا۔ اور جو اس کا انکار کرے گا اور اس کو جھٹلائے گا اس کو اس کے کسی عمل پر کوئی سزا نہیں دی جائے گی۔ اور حرم اور بیت المقدس کے علاوہ باقی ساری زمین پر ہر جگہ جائے گا۔ اور مسلمان بیت المقدس میں محصور ہو جائیں گے۔ پھر ان پر زبردست زلزلہ آئے گا، پھر اللہ تعالیٰ دجال کو ہلاک کریں گے یہاں تک کے دیوار اور درخت کی جڑ آواز دے گی: اے مؤمن! اے مسلم! یہ یہودی ہے، یہ کافر ہے، آ اسے قتل کر۔ اور ایسا اس وقت تک نہیں ہو گا جب تک تم ایسی چیزیں نہ دیکھ لو جو تمہارے خیال میں بہت بڑی

ہوں گی اور جن کے بارے میں تم ایک دوسرے سے پوچھو گے کہ کیا تمہارے نبی نے اس چیز کے بارے میں کچھ ذکر کیا ہے؟ اور (ایسا اس وقت تک نہیں ہو گا) جب تک کے کچھ پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ نہ جائیں۔ پھر اس کے فوراً بعد عام موت ہو گی یعنی قیامت قائم ہو گی۔

حضرت ثعلبہ کہتے ہیں: اس کے بعد میں نے حضرت سمرہ کا ایک اور بیان سنا، اس میں انھوں نے یہی حدیث ذکر کی اور ایک لفظ بھی آگے پیچھے نہیں کیا۔ 1

احمد اور بزّار کی روایت میں یہ بھی ہے کہ جو اللہ کو مضبوطی سے پکڑے گا اور کہے گا: میرا ربّ اللہ ہے، جو زندہ ہے اسے موت نہیں آسکتی، اس پر (دجال کے) عذاب کا کوئی اثر نہیں ہو گا۔ اور جو (دجال سے) کہے گا: تو میرا ربّ ہے، وہ فتنہ میں مبتلا ہو گیا۔

حضرت ابو بکرہؓ فرماتے ہیں: حضور ﷺ کے کچھ فرمانے سے پہلے ہی لوگوں نے مُسَیلَمہ کے بارے میں بہت باتیں کیں۔ پھر حضور ﷺ بیان کے لیے کھڑے ہوئے اور فرمایا:

اما بعد! اس آدمی کے بارے میں تم لوگ بہت باتیں کر چکے ہو، یہ پکا جھوٹا اور ان تیس جھوٹوں میں سے ہے جو قیامت سے پہلے ظاہر ہوں گے اور ہر شہر میں

مسیح (دجال) کا رعب پہنچ جائے گا۔2

ایک روایت میں اس کے بعد یہ ہے کہ لیکن مدینہ میں دجال مسیح کا رعب داخل نہیں ہو سکے گا، کیوں کہ اس کے ہر راستہ پر دو فرشتے ہوں گے جو دجال مسیح کے رعب کو مدینہ سے روک رہے ہوں گے۔1

حضرت خالد بن عبد اللہ بن حَرمَلَہ اپنی خالہ سے نقل کرتے ہیں، ان کی خالہ فرماتی ہیں: حضور ﷺ نے بچھو کے ڈسنے کی وجہ سے سر پر پٹی باندھ رکھی تھی، اسی حالت میں آپ نے بیان فرمایا اور ارشاد فرمایا:

تم لوگ کہتے ہو اب کوئی دشمن باقی نہیں بچا، لیکن تم لوگ دشمنوں سے جنگ کرتے رہو گے یہاں تک کے یاجوج ماجوج ظاہر ہوں گے جن کے چہرے چپٹے آنکھیں چھوٹی، بال سفید مائل بسرخی ہوں گے۔ وہ ہر اونچی جگہ سے دوڑتے چلے آئیں گے۔ ان کے چہرے ایسے ہوں گے جیسے وہ ڈھال جس پر کھال چڑھائی گئی ہو۔2

حضرت قَعقَاعؓ کی بیوی حضرت بُقَیرَہؓ فرماتی ہیں کہ میں عورتوں کے صُفّہ (چبوترہ) میں بیٹھی ہوئی تھی۔ میں نے حضور ﷺ کو بیان فرماتے ہوئے سنا۔ آپ بائیں ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے فرما رہے تھے:

اے لوگو! جب تم سنو کہ اس طرف یعنی مغرب کی طرف کچھ لوگ زمین میں دھنس گئے ہیں تو سمجھ لو کہ قیامت آگئی ہے۔3

غیبت کی برائی میں حضور ﷺ کا بیان

حضرت بَرَاءؓ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ حضور ﷺ نے ایسی اونچی آواز سے بیان فرمایا کہ گھروں میں پردے میں بیٹھی ہوئی جوان لڑکیوں نے بھی سن لیا۔ آپ نے فرمایا:

اے وہ لوگو جو زبان سے ایمان لائے ہیں اور ابھی ایمان ان کے دل میں داخل نہیں ہوا! مسلمانوں کی غیبت نہ کیا کرو اور اُن کے چھپے عیوب تلاش نہ کیا کرو، کیوں کہ جو اپنے بھائی کے پوشیدہ عیب تلاش کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے عیب تلاش کرے گا اور اللہ جس کے پوشیدہ عیب تلاش کرنے لگے گا اسے اس کے گھر کے بیچ میں بھی رُسوا کر کے چھوڑے گا۔1

طبرانی میں حضرت ابنِ عباسؓ سے اسی جیسی روایت منقول ہے، لیکن اس کے الفاظ یہ ہیں کہ

ایمان والوں کو تکلیف نہ پہنچاؤ اور اُن کی چھپی ہوئی خرابیاں تلاش نہ کرو، کیوں کہ جو اپنے مسلمان بھائی کی چھپی ہوئی خرابی تلاش کرے گا اللہ تعالیٰ اس کا پردہ

پھاڑ دیں گے اور اسے رسوا کر دیں گے۔2

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے بارے میں حضور ﷺ کا بیان

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں نے چہرۂ انور پر خاص اثر دیکھ کر محسوس کیا کہ کوئی اہم بات پیش آئی ہے۔
حضور ﷺ نے کسی سے کوئی بات نہ فرمائی، بلکہ وضو فرما کر مسجد میں تشریف لے گئے اور میں حجرہ کی دیوار سے لگ کر سننے کھڑی ہو گئی کہ کیا ارشاد فرماتے ہیں۔ حضور ﷺ منبر پر بیٹھ گئے اور حمد و ثنا کے بعد فرمایا:
اے لوگو! اللہ تعالیٰ تمھیں فرماتے ہیں: امر بالمعروف اور نہی المنکر کرتے رہو، مبادا! وہ وقت آجائے کہ تم دعا کرو اور میں قبول نہ کروں، اور تم سوال کرو اور میں اسے پورا نہ کروں، تم اپنے دشمنوں کے خلاف مدد چاہو اور میں تمہاری مدد نہ کروں۔

بس اتنا ہی بیان فرمایا اور منبر سے نیچے تشریف لے آئے۔3

برے اَخلاق سے بچانے کے بارے میں حضور ﷺ کا بیان

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ حضور ﷺ نے ہم لوگوں میں بیان فرمایا۔ اس میں ارشاد فرمایا:

ظلم سے بچو، کیوں کہ قیامت کے دن یہ ظلم بہت سے اندھیرے ہوں گے۔ اور بد کلامی اور بتکلُّف بد کلامی سے بچو، اور لالچ سے بچو، کیوں کہ کہ تم سے پہلے لوگ لالچ کی وجہ سے ہلاک ہوئے اور لالچ کی وجہ سے رشتے توڑ دیے اور کنجوسی سے کام لیا اور لالچ میں آکر بدکاری کے مُرتکب ہوئے۔

پھر ایک آدمی نے کھڑے ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! اسلام کا کون سا عمل سب سے اَفضل ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ کہ مسلمان تمہاری زبان اور ہاتھ سے محفوظ رہے۔ اسی آدمی نے یا دوسرے نے پوچھا: یارسول اللہ! ہجرت کی کون سی صورت سب سے اَفضل ہے؟ فرمایا: یہ کہ تم اُن کاموں کو چھوڑ دو جو تمہارے ربّ کو ناپسند ہیں۔ ہجرت دو طرح کی ہے: ایک شہر والوں کی ہجرت اور ایک دیہات والوں کی۔ دیہات والوں کی ہجرت یہ ہے کہ (رہے تو اپنے دیہات میں لیکن) جب اسے (تقاضے کے لیے) بلایا جائے تو فوراً ہاں کہے، اور جب اسے حکم دیا جائے تو اسے فوراً پورا کرے۔ شہر والوں کی ہجرت میں

آزمائش بھی زیادہ ہے اور اجر بھی زیادہ (کیوں کہ اپنا وطن ہمیشہ کے لیے چھوڑ کر مدینہ آکر رہے گا اور دعوت کے تقاضوں میں ہر وقت چلے گا)۔1

طبرانی میں حضرت ہِرماس بن زیادؓ سے یہی حدیث مختصر طور سے منقول ہے، لیکن اس کے شروع میں یہ ہے کہ **خیانت سے بچو، کیوں کہ یہ بہت بُری اندرونی صفت ہے**۔2

کبیرہ گناہوں سے بچانے کے بارے میں حضور ﷺ کا بیان

حضرت اَیمن بن خُریمؓ فرماتے ہیں: ایک دن حضور ﷺ نے کھڑے ہو کر بیان فرمایا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! جھوٹی گواہی اللہ کے ہاں شرک کے برابر شمار ہوتی ہے۔ یہ بات تین دفعہ ارشاد فرمائی، پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

{فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ آیت کانشان} 1

تو تم لوگ گندگی سے یعنی بتوں سے (بالکل) کنارہ کش رہو اور جھوٹی بات سے کنارہ کش رہو۔4

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں: حضور ﷺ نے ہم میں بیان فرمایا اور سود کا ذکر فرمایا اور اسے بہت بڑا گناہ بتایا اور فرمایا: آدمی سود میں جو ایک درہم لیتا

ہے اللہ کے ہاں اس کا گناہ چھتیس مرتبہ زنا کرنے سے بھی زیادہ ہے اور سب سے بدترین سود مسلمان کی آبروریزی ہے۔1

حضرت ابو موسی اَشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک دن حضور ﷺ نے ہم لوگوں میں بیان فرمایا۔ ارشاد فرمایا:

اے لوگو! شرک سے بچو، کیوں کہ شرک چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے۔ اور ہوسکتا ہے کہ یہ بات سن کر کوئی یوں کہے: یارسول اللہ! جب شرک چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے تو ہم اس سے کیسے بچیں؟ فرمایا: تم یہ دعا پڑھا کرو:

اَللّٰھُمَّ إِنَّا نَعُوْذُ بِکَ أَنْ نُشْرِکَ بِکَ وَنَحْنُ نَعْلَمُہٗ، وَنَسْتَغْفِرُکَ لِمَا لَا نَعْلَمُہٗ۔

اے اللہ! ہم اس بات سے تیری پناہ چاہتے ہیں کہ ہمیں معلوم ہو کہ یہ شرک ہے اور ہم پھر تیرے ساتھ وہ شرک کریں اور جس شرک کا ہمیں پتا ہی نہیں اس کی ہم معافی چاہتے ہیں۔2

شکر کے بارے میں حضور ﷺ کا بیان

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور ﷺ نے اس منبر کی لکڑیوں پر

ارشاد فرمایا:

جو تھوڑے پر شکر نہیں کرتا وہ زیادہ پر بھی نہیں کر سکتا اور جو انسانوں کا شکر نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی شکر نہیں کر سکتا، **اور اللہ کی نعمتوں کو بیان کرنا بھی شکر ہے اور انھیں بیان نہ کرنا ناشکری ہے۔** آپس کا جوڑ سراسر رحمت ہے اور آپس کا توڑ عذاب ہے۔

راوی کہتے ہیں: حضرت ابو اُمامہ باہلیؓ نے کہا: تم سَوادِ اَعظم کو چمٹے رہو، یعنی عُلمائے حق سے جڑے رہو۔ ایک آدمی نے پوچھا: سَوادِ اَعظم کیا ہوتا ہے؟ اس پر حضرت ابو اُمامہ نے پکار کر کہا: سورۂ نور کی یہ آیت:

{ فَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وعَلَيْكُم مَّا حُمِّلْتُمْ }3

پھر اگر تم لوگ (اطاعت سے) روگردانی کروگے تو سمجھ رکھو کہ رسول کے ذمہ وہی (تبلیغ) ہے جس کا ان پر بار رکھا گیا ہے اور تمہارے ذمہ وہ ہے جس کا تم پر بار رکھا گیا ہے، اور اگر تم نے ان کی اطاعت کرلی تو راہ پر جالگوگے۔

یعنی نہ ماننے سے منافقوں کا اپنا ہی نقصان ہوگا رسول اللہ ﷺ کا نہیں ہوگا، کیوں کہ ہم نے ان کے ذمہ جو کام لگایا تھا وہ انھوں نے پورا کر دیا، اس لیے یہ تو کامیاب ہیں منافق مانیں یا نہ مانیں۔1

حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں: میں نے حضور ﷺ کو بیان فرماتے ہوئے سنا۔ بیان میں آپ نے یہ آیت پڑھی:

{اعْمَلُوا آلَ دَاوُودَ شُكْرًا وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ آیت کا نشان}2

اے داود کے خاندان والو! تم سب شکریہ میں نیک کام کیا کرو اور میرے بندوں میں شکر گزار کم ہی ہوتے ہیں۔

پھر آپ نے فرمایا: جسے تین خوبیاں مل گئیں اسے اتنا مل گیا جتنا داودؑ کو ملا تھا: لوگوں کے سامنے بھی اور چھپ کر بھی ہر حال میں اللہ سے ڈرنا، خوشی اور غصہ دونوں حالتوں میں انصاف سے کام لینا، فقر اور غنا دونوں حالتوں میں میا نہ روی۔3

بہترین زندگی کے بارے میں حضور ﷺ کا بیان

حضرت علیؓ فرماتے ہیں: حضور ﷺ نے ایک مرتبہ بیان فرمایا، اس میں ارشاد فرمایا:

صرف دو آدمیوں کی زندگی بہترین ہے: ایک وہ جو سن کر محفوظ رکھے اور دوسرے وہ عالم جو حق بات کہنے والا ہو۔ اے لوگو! آج کل تم لوگ کفار سے صلح کے زمانہ میں ہو اور تم بہت تیزی سے آگے کو جا رہے ہو، اور تم نے دیکھ لیا

کہ دن رات کے گزرنے سے ہر نئی چیز پرانی ہو رہی ہے اور ہر دور والی چیز نزدیک آرہی ہے اور ہر چیز کے وعدے کا وقت آرہا ہے، چوں کہ جنت میں مقابلہ میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے کا میدان بہت لمبا چوڑا ہے اس لیے وہاں کی تیاری اچھی طرح کر لو۔

حضرت مقدادؓ نے عرض کیا: یا نبی اللہ! صلح سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: (کفار سے صلح، جس سے) آزمایش کا دور ختم ہو گیا۔ اور جب اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح تم پر بہت سے کام گڈمڈ ہو جائیں (اور پتا نہ چلے کہ ٹھیک کو ن سا ہے اور غلط کون سا؟) تو تم قرآن کو لازم پکڑ لو (جسے قرآن ٹھیک کہے اسے تم اختیار کر لو)، کیوں کہ قرآن ایسا سفارشی ہے جس کی سفارش قبول کی جاتی ہے اور (انسان کی طرف سے) ایسا جھگڑا کرنے والا ہے جس کی بات سچی مانی جاتی ہے۔ جو قرآن کو اپنے آگے رکھے گا (اور اس کے مطابق زندگی گزارے گا) قرآن اسے جنت کی طرف لے جائے گا۔ اور جو اسے پسِ پشت ڈال دے گا اسے دوزخ کی طرف لے جائے گا۔ اور یہ سب سے بہتر راستہ دکھانے والا ہے۔ یہ دوٹوک فیصلہ کرنے والا کلام ہے، لغو اور بے کار چیز نہیں ہے۔ **اس کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن۔ ظاہر تو اَحکامِ شرعیہ ہیں اور باطن**

یقین ہے۔ اس کا سمندر بہت گہرا ہے، اس کے عجائب بے شمار ہیں۔ عُلما اس کے علوم سے کبھی سیر نہیں ہو سکتے۔ یہ اللہ کی مضبوط رسی ہے۔ یہی سیدھا راستہ ہے۔ یہی حق بیان کرنے والا کلام ہے جسے سنتے ہی جنات ایک دَم بول اٹھے:

{إنَّا سَمِعْنَا قُرْآناً عَجَباً آیت کا نشان يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ

{

(پھر اپنی قوم میں واپس جا کر) انھوں نے کہا کہ ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے جو راہِ راست بتلاتا ہے، سو ہم تو اس پر ایمان لے آئی۔

جو قرآن کی بات کہتا ہے وہ سچ کہتا ہے، جو اس پر عمل کرتا ہے اسے اجر و ثواب ملتا ہے، جو اس کے مطابق فیصلہ کرتا ہے وہ عدل کرتا ہے اور جو اس پر عمل کرتا ہے اسے سیدھے راستہ کی ہدایت ملتی ہے۔ اس میں ہدایت کے چراغ ہیں اور یہ حکمت کا مینار ہے اور سیدھے راستہ کی رہنمائی کرتا ہے۔2

دنیا کی بے رغبتی کے بارے میں حضور ﷺ کا بیان

حضرت حسین بن علیؓ فرماتے ہیں: میں نے ایک مرتبہ دیکھا کہ حضور ﷺ اپنے صحابہؓ میں کھڑے ہو کر بیان فرما رہے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

ہمارے طرزِ عمل سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے موت ہمیں نہیں آئے گی

بلکہ دوسروں کے مقدر میں موت لکھی ہوئی ہے، اور حق کو قبول کر کے اس پر عمل کرنا ہمارے ذمہ نہیں ہے بلکہ دوسروں کے ذمہ ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جن مُردوں کو ہم رخصت کر رہے ہیں وہ چند دن کے لیے سفر میں گئے ہیں اور تھوڑے ہی دنوں میں ہمارے پاس واپس آجائیں گے۔ اور مرنے والو ں کی میراث ہم اس طرح کھاتے ہیں کہ جیسے اُن کے بعد ہم نے یہاں ہمیشہ رہنا ہے۔ ہم ہر نصیحت کو بھول گئے ہیں اور آنے والی مصیبتوں سے ہم اپنے آپ کو امن میں سمجھتے ہیں۔ خوش خبری ہو اس آدمی کے لیے جو اپنے عیبوں کو دیکھنے میں اس طرح سے لگے کہ اسے دوسرے لوگوں کے عیب دیکھنے کی فر صت نہ ملے۔ اور خوش خبری ہو اس آدمی کے لیے جس کی کمائی پاکیزہ ہو اور اس کی اندرونی حالت بھی ٹھیک ہو اور ظاہری اعمال بھی اچھے ہوں اور اس کا راستہ بھی سیدھا ہو۔

اور خوش خبری ہو اس آدمی کے لیے جس میں کوئی دینی اور اخلاقی کمی نہ ہو، اور پھر وہ تواضع اختیار کرے، اور اس مال میں سے خرچ کرے جو اس نے بغیر کسی گناہ کے حلال طریقے سے جمع کیا ہے، اور دین کی سمجھ رکھنے والوں اور حکمت و دانائی والوں سے میل جول رکھے، اور مسکین اور کمزور لوگوں پر ترس کھائے۔

اور خوش خبری ہو اس آدمی کے لیے جو اپنا ضرورت سے زائد مال دوسروں پر خرچ کرے اور ضرورت سے زائد بات نہ کرے اور ہر حال میں سنت پر عمل کرے اور سنت چھوڑ کر کسی بدعت کو اختیار نہ کرے۔

پھر آپ ﷺ منبر سے نیچے تشریف لے آئے۔ 1

ابنِ عساکر کی روایت کے شروع میں یہ ہے کہ آپ نے اپنی جَدعاء نامی اونٹنی پر سوار ہو کر ہم میں بیان فرمایا اور ارشاد فرمایا: اے لوگو! اور اس روایت کے آخر میں یہ ہے کہ ہم مُردوں کو قبروں میں دفن کرتے ہیں اور پھر اُن کی میراث کھاتے ہیں۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ اس نے سنت کا اتباع کیا اور سنت کو چھوڑ کر بدعت کی طرف نہیں گیا۔

اور بزّار کی روایت میں یہ ہے کہ حضور ﷺ اپنی عَضباء نامی اونٹنی پر تھے جو کہ جَدعاء نہیں تھی۔ اور اس روایت میں یہ بھی ہے کہ ان مُردوں کے گھر ان کی قبریں ہیں۔ اور اس روایت میں یہ بھی ہے کہ اس نے دین کی سمجھ رکھنے والوں سے میل جول رکھا، اور شک کرنے والوں اور بدعت اختیار کرنے والوں سے الگ رہا، اور اس کے ظاہری اعمال ٹھیک ہوں اور لوگوں کو اپنے شر سے بچائے رکھے۔ 1

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: ایک مرتبہ حضور ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے اور لوگ آپ کے ارد گرد بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا:

اے لوگو! اللہ تعالیٰ سے اس طرح حیا کرو جس طرح اس سے حیا کرنے کا حق ہے۔

ایک آدمی نے کہا: یارسول اللہ! ہم اللہ تعالیٰ سے حیا کریں؟ آپ نے فرمایا:

تم میں سے جو آدمی حیا کرنے والا ہے اسے چاہیے کہ وہ رات اس طرح گزارے کہ اس کی موت اس کی آنکھوں کے سامنے ہو، اور اپنے پیٹ کی اور پیٹ کے ساتھ جو اور اَعضا (دل، شرم گاہ وغیرہ) ہیں ان کی حفاظت کرے، اور سر کی اور سر کے اندر جو اَعضا (کان، ناک، آنکھ، اور منہ وغیرہ) ہیں ان کی حفاظت کرے۔ موت کو اور قبر میں جا کر بوسیدہ ہو جانے کو یاد رکھے، اور دنیا کی زیب وزینت چھوڑ دے۔2

حشر کے بارے میں حضور ﷺ کا بیان

حضرت ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں: میں نے حضور ﷺ کو منبر پر بیان فرماتے ہوئے سنا۔ آپ فرما رہے تھے:

تم لوگ اللہ کی بارگاہ میں ننگے پاؤں، ننگے بدن بغیر ختنہ کے حاضر ہوگے۔

ایک روایت میں پیدل بھی ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے کھڑے ہو کر ہمیں نصیحت فرمائی، ارشاد فرمایا: اے لوگو! تمھیں اللہ کی بارگاہ میں ننگے پاؤں اور ننگے بدن بغیر ختنہ جمع کیا جائے گا۔ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:)

{كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُ وَعْداً عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ آیت کا نشان} 1

(اور) ہم نے جس طرح اوّل بار پیدا کرنے کے وقت (ہر چیز کی) اِبتدا کی تھی، اسی طرح (آسانی سے) اس کو دوبارہ پیدا کر دیں گے۔ یہ ہمارے ذمہ وعدہ ہے اور ہم (ضرور اس کو پورا) کریں گے۔

غور سے سنو! (قیامت کے دن) تمام انسانوں میں سب سے پہلے حضرت ابراہیمؑ کو کپڑے پہنائے جائیں گے۔ غور سے سنو! میری اُمّت کے کچھ لوگوں کو لایا جائے گا، پھر انھیں بائیں طرف لے جایا جائے گا تو میں کہوں گا: اے میرے ربّ! یہ تو میرے ساتھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: آپ کو معلوم نہیں ہے کہ انھیں نے آپ کے بعد کیا گُل کھلائے؟ اس وقت میں وہی بات کہوں گا جو اللہ کے نیک بندے (حضرت عیسیٰؑ) کہیں گے:

{ وكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيداً مَّا دُمْتُ فِيهِمْ } سے لے کر { الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ آیت کا نشان } تک۔2

اور میں ان پر مطلع رہا جب تک اِن میں رہا، پھر جب آپ نے مجھے اٹھالیا تو آپ ان پر مطلع رہے اور آپ ہر چیز کی پوری خبر رکھتے ہیں۔ اگر آپ ان کو سزا دیں تو یہ آپ کے بندے ہیں، اور اگر آپ ان کو معاف فرما دیں تو آپ زبردست ہیں حکمت والے ہیں۔

پھر مجھے بتایا جائے گا کہ جب آپ ان سے جدا ہوئے تو انھوں نے ایڑیوں کے بل واپس لوٹنا شروع کر دیا تھا اور ہوتے ہوتے یہ مرتد ہو گئے تھے (چناں چہ حضور ﷺ کے انتقال کے بعد عرب کے کچھ لوگ مرتد ہو گئے تھے)۔

ایک روایت میں اس کے بعد یہ ہے کہ میں کہوں گا: دور ہو جاؤ! دور ہو جاؤ!

تقدیر کے بارے میں حضور ﷺ کا بیان

حضرت علیؓ فرماتے ہیں: حضور ﷺ ایک مرتبہ منبر پر تشریف لے گئے۔ پہلے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی، اس کے بعد فرمایا: ایک رجسٹر ایسا ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے جنت والوں کے نام اور نسب سب تفصیل سے لکھے ہوئے ہیں، اور آخر میں ان سب کی مجموعی تعداد لکھی ہوئی ہے۔ اب قیامت تک ان

میں کوئی کمی بیشی نہیں ہوگی۔ پھر فرمایا: ایک رجسٹر اور ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے دوزخ والوں کے نام اور نسب سب تفصیل سے لکھے ہوئے ہیں اور آخر میں ان سب کی مجموعی تعداد لکھی ہوئی ہے، اب قیامت تک ان میں کوئی کمی بیشی نہیں ہوگی۔ جنت میں جانے والا زندگی بھر کیسے بھی عمل کرتا رہے لیکن اس کا خاتمہ جنت والوں کے عمل پر ہوگا، اور دوزخ میں جانے والا زندگی بھر کیسے ہی عمل کرتا رہے لیکن اس کا خاتمہ دوزخ والوں کے عمل پر ہوگا۔

بعض دفعہ خوش قسمت لوگ یعنی جن کے مقدر میں جنت جانا لکھا ہوا ہے وہ بد قسمتی کے راستے پر اس طرح چل رہے ہوتے ہیں کہ یوں کہا جاتا ہے کہ یہ تو بد قسمتوں جیسے ہیں بلکہ ان ہی میں سے ہیں، لیکن پھر خوش قسمتی انھیں آلیتی ہے اور انھیں (بد قسمتی کے راستہ سے) چھڑا لیتی ہے۔ اور کبھی بد قسمت لوگ یعنی جن کے مقدر میں دوزخ میں جانا لکھا ہوا ہے وہ خوش قسمتی کے راستہ پر اس طرح چل رہے ہوتے ہیں کہ یوں کہا جاتا ہے کہ یہ تو بالکل خوش قسمتوں جیسے ہیں بلکہ ان ہی میں سے ہیں، لیکن پھر بد قسمتی انھیں پکڑ لیتی ہے اور (خوش قسمتی کے راستہ سے) انھیں نکال کر (بد قسمتی کے راستے پر) لے جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جسے لوحِ محفوظ میں خوش قسمت (یعنی جنتی) لکھا ہوا ہے اسے

اس وقت تک دنیا سے نہیں نکالتے جب تک اس سے مرنے سے پہلے خوش قسمتی والا عمل نہیں کرالیتے، چاہے وہ عمل مرنے سے اتنی ہی دیر پہلے ہو جتنا کہ اونٹنی کے دودھ نکالنے کے درمیان وقفہ ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے جسے لوحِ محفوظ میں بد قسمت (یعنی دوزخی) لکھا ہوا ہے، اسے اس وقت دنیا سے نہیں نکالتے جب تک اس سے مرنے سے پہلے بد قسمتی والا عمل نہیں کرالیتے ،چاہے وہ عمل مرنے سے اتنی ہی دیر پہلے ہو جتنا کہ اونٹنی کے دودھ نکالنے کے درمیان وقفہ ہوتا ہے۔ **اعمال کا دارومدار آخری وقت کے عمل پر ہے۔**

حضور ﷺ کی رشتہ داری کے فائدہ دینے کے بارے میں حضور ﷺ کا بیان

حضرت ابو سعیدؓ فرماتے ہیں: میں نے حضور ﷺ کو منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا کہ

لوگوں کو کیا ہو گیا کہ یوں کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کی رشتہ داری قیامت کے دن کوئی فائدہ نہیں دے گی۔ اللہ کی قسم! میری رشتہ داری دنیا اور

آخرت میں جڑی ہوئی ہے، دونوں جگہ فائدہ دے گی۔ اور اے لوگو! میں تم سے پہلے (تمہاری ضروریات کا خیال کرنے کے لیے) آگے جارہا ہوں اور قیامت کے دن حوض (کوثر) پر ملوں گا۔ کچھ لوگ (وہاں) کہیں گے: یارسول اللہ! میں فلاں بن فلاں یعنی آپ کا رشتہ دار ہوں۔ میں کہوں گا: نسب کو تو میں نے پہچان لیا، لیکن تم نے میرے بعد بہت سے نئے کام ایجاد کیے اور اُلٹے پاؤں کفر میں واپس چلے گئے (ایمان و عمل کے بغیر میری رشتہ داری کام نہیں دیتی اور ایمان و عمل کے ساتھ خوب کام دیتی ہے)۔2

حُکّام اور صدَقات کی وصولی کا کام کرنے والوں کے بارے میں حضور ﷺ کا بیان

حضرت ابو سعیدؓ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ حضور ﷺ نے ہم لوگوں میں بیان فرمایا اور اس بیان میں یہ ارشاد فرمایا:

غور سے سنو! قریب ہے کہ مجھے (اس دنیا سے) بلا لیا جائے اور میں یہاں سے چلا جائوں۔ میرے بعد ایسے لوگ تمہارے حاکم بنیں گے جو ایسے عمل کریں گے جنھیں تم جانتے پہچانتے ہو، اُن کی اطاعت صحیح اور اصل اطاعت ہے۔ کچھ عرصہ ایسا ہی ہو گا لیکن اس کے بعد ایسے لوگ تمہارے حاکم بن جائیں گے جو

ایسے عمل کریں گے جنھیں تم جانتے پہچانتے نہیں ہو۔ جو اُن کی قیادت (غلط کاموں میں) کرے گا اور (دنیاوی کاموں میں) ان کا فائدہ چاہے گا وہ خود بھی برباد ہو گا اور دوسروں کو بھی برباد کرے گا۔ جسمانی طور پر تو تم ان سے ملے جلے رہو، لیکن غلط اعمال میں تم ان سے الگ رہو۔ البتہ ان میں سے جو اچھے عمل کرے تم اس کے اچھے عمل کرنے کی گواہی دو، جو بُرے عمل کرے تم اس کے بُرے عمل کرنے کی گواہی دو۔ 1

حضرت ابو حُمید ساعدیؓ فرماتے ہیں: حضور ﷺ نے ایک آدمی کو صَدَقات (عشر، زکوٰۃ) وصول کرنے کے لیے بھیجا۔ وہ اپنے کام سے فارغ ہو کر حضور ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا: یارسول اللہ! یہ مال اور جانور تو آپ کے ہیں، اور یہ مجھے ہدیہ میں ملا ہے۔ حضور ﷺ نے اس سے فرمایا: تم اپنے ماں باپ کے گھر بیٹھ کر کیوں نہیں دیکھ لیتے کہ تمھیں ہدیے ملتے ہیں یا نہیں۔ پھر شام کو حضور ﷺ بیان کے لیے کھڑے ہوئے، پہلے کلمۂ شہادت پڑھا، پھر اللہ کے شایانِ شان تعریف کی، پھر فرمایا:- امابعد! صدقات کی وصولی کے لیے جانے والے کو کیا ہوا؟ ہم اسے صدقات وصول کرنے کے لیے بھیجتے ہیں وہ واپس آکر ہمیں کہتا ہے: یہ تو آپ لوگوں کے کام کی وجہ سے

ملا ہے اور یہ مجھے ہدیہ میں ملا ہے۔ وہ اپنے ماں باپ کے گھر میں بیٹھ کر کیوں نہیں دیکھ لیتا کہ اسے ہدیے ملتے ہیں یا نہیں؟ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! تم میں سے جو آدمی بھی صدقات کے مال میں سے تھوڑی سی بھی خیانت کرے گا اور صدقات کے جانوروں میں سے کچھ بھی لے لے گا، وہ اسے اپنی گردن پر اٹھائے ہوئے قیامت کے دن لائے گا۔ اونٹ، گائے اور بکری جو لیا ہو گا اسے گردن پر اٹھا کر لائے گا، اور ہر جانور اپنی آواز نکال رہا ہو گا۔ میں نے (تمھیں اللہ کا پیغام) پہنچا دیا ہے۔

حضرت ابو حُمیدؓ فرماتے ہیں: پھر حضور ﷺ نے اپنا ہاتھ اتنا اوپر اُٹھایا کہ ہمیں آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی۔ یہ بیان میرے ساتھ حضرت زید بن ثابتؓ نے حضور ﷺ سے سنا ہے اس لیے ان سے بھی پوچھ لو۔ 1

انصار کے بارے میں حضور ﷺ کا بیان

حضرت ابو قتادہؓ فرماتے ہیں: میں نے انصار کے بارے میں حضور ﷺ کو منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا:

غور سے سنو! اور لوگ تو میرا اوپر کا کپڑا ہیں اور انصار میرا اندر کا کپڑا ہیں، یعنی ان سے میرا خاص تعلق ہے۔ اور لوگ اگر ایک وادی میں چلیں اور انصار کسی

اور گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کی گھاٹی میں چلوں گا۔ اگر ہجرت کو فضیلت نہ ہوتی تو میں انصار میں سے ایک آدمی ہوتا۔ لہٰذا جو بھی انصار کا حاکم بنے اسے چاہیے کہ وہ ان کے اچھے کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور ان کے برے سے درگزر کرے۔ جس نے انھیں ڈرایا اس نے اس چیز کو ڈرایا جو اِن دو پہلوئوں کے درمیان ہے، یعنی میرے دل کو۔

حضور ﷺ نے اپنے دل کی طرف اشارہ بھی فرمایا۔2

حضرت کعب بن مالک انصاریؓ اُن تین صحابہ میں سے ہیں جن کی توبہ قبول ہوئی تھی۔ ان کے صاحب زادے حضرت عبد اللہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے ایک صحابی نے میرے والدِ محترم کو بتایا کہ ایک دن حضور ﷺ سر پر پٹی باندھے ہوئے باہر تشریف لائے اور بیان میں آپ نے یہ فرمایا:

امابعد! اے جماعتِ مہاجرین! تمہاری تعداد میں اضافہ ہوتا رہے گا (اور لوگ ہجرت کر کے آتے رہیں گے)، لیکن انصار جتنے آج ہیں اُتنے ہی رہیں گے ان کی تعداد میں اضافہ نہ ہوگا۔ انصار تو میرے ذاتی کپڑوں کا صندوق ہیں، یعنی یہ میرے خاص لوگ ہیں جن کے پاس آکر میں ٹھہرا ہوں، لہٰذا ان کے کریم آدمی کا اِکرام کرو اور ان کے برے آدمی سے درگزر کرو۔1

نبی کریم ﷺ کے مختلف بیانات

حضرت ابو بکر صدیقؓ فرماتے ہیں: میں نے منبر کی لکڑیوں پر حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

دوزخ کی آگ سے بچو چاہے کھجور کے ایک ٹکڑے کے صدقہ کے ذریعے سے ہی بچو، کیوں کہ یہ صدقہ ٹیڑھے پن کو سیدھا کر دیتا ہے اور بری موت سے بچاتا ہے اور جیسے پیٹ بھرے آدمی کو فائدہ دیتا ہے ایسے ہی بھوکے کو بھی فائدہ دیتا ہے، یعنی جو بھی صدقہ دے گا اسے اجر و ثواب ملے گا چاہے بھوکا ہو یا پیٹ بھرا۔2

حضرت عامر بن رَبیعہؓ فرماتے ہیں: میں نے حضور ﷺ کو بیان فرماتے ہوئے سنا، آپ فرمارہے تھے:

جو مجھ پر درود بھیجے گا تو جب تک وہ درود بھیجتا رہے گا فرشتے اس کے لیے دعائے رحمت کرتے رہیں گے، اب چاہے بندہ اپنے لیے (فرشتوں سے) تھوڑی دعا کروائے چاہے زیادہ۔3

حضرت عبد اللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں: ایک دن حضور ﷺ نے ہم لوگوں

میں کھڑے ہو کر بیان فرمایا، آپ نے ارشاد فرمایا:

جس آدمی کو اس بات سے خوشی ہو کہ اسے آگ سے دور کر دیا جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے، اسے چاہیے کہ اُسے اس حال میں موت آئے کہ اس کے دل میں اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان موجود ہو، اور لوگوں کے ساتھ وہ معاملہ کرے جو اپنے ساتھ چاہتا ہے۔4

حضرت انسؓ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ حضور ﷺ نے ہم لوگوں میں ایسا زبر دست بیان فرمایا کہ میں نے ویسا بیان کبھی نہیں سنا۔ پھر آپ نے فرمایا:

جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم لوگ بھی وہ جان لو تو تمہارا ہنسنا کم ہو جائے اور رونا زیادہ۔

اس پر تمام صحابہؓ اپنے چہروں پر کپڑے ڈال کر رونے لگے۔

ایک روایت میں یہ ہے کہ حضور ﷺ کو اپنے صحابہؓ کے بارے میں کوئی شکایت پہنچی تو آپ نے بیان فرمایا اور ارشاد فرمایا:

میرے سامنے جنت اور جہنم پیش کی گئی، اور آج میں نے (جنت اور جہنم دیکھ کر) جتنا خیر اور شر دیکھا ہے اتنا خیر و شر کبھی نہیں دیکھا، اور جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم بھی وہ جان لو تو تم ہنسو کم اور روؤ زیادہ۔

چناں چہ حضور ﷺ کے صحابہ پر اس سے زیادہ سخت دن کوئی نہیں آیا، تمام صحابہ سر ڈھانک کر رونے لگے۔1

حضرت ابو سعیدؓ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ حضور ﷺ نے بیان فرمایا اور بیان کرتے کرتے یہ آیت پڑھی:

{إِنَّهُ مَن يَأْتِ رَبَّهُ مُجْرِماً فَإِنَّ لَهُ جَهَنَّمَ لا يَمُوتُ فِيهَا ولا يَحْيَى آیت کانشان}2

جو شخص (بغاوت کا) مجرم ہو کر اپنے ربّ کے پاس حاضر ہو گا، سو اس کے لیے دوزخ (مقرر) ہے اس میں نہ مرے ہی گا اور نہ جیے ہی گا۔

تو حضور ﷺ نے فرمایا:

جو اَصل دوزخ والے ہیں (اور ہمیشہ اس میں رہیں گے) وہ اس میں نہ مریں گے اور نہ ہی وہ زندوں میں شمار ہوں گے، لیکن وہ لوگ جو اَصل دوزخ والے نہیں ہیں (بلکہ گناہوں کی وجہ سے کچھ دن کے لیے دوزخ میں گئے ہیں) آگ ان کو کچھ جلائے گی، پھر سفارش کرنے والے کھڑے ہوں گے اور ان دوزخیوں کی سفارش کریں گے، پھر ان کی جماعتیں بنا کر انھیں دوزخ سے نکال کر نہرِ حیات

یا نہرِ حیوان پر لایا جائے گا۔ یہ لوگ اس نہر میں ایسے اُگیں گے جیسے سیلاب کے لائے ہوئے کوڑے کرکٹ میں گھاس اُگتا ہے۔3

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں: حضور ﷺ نے ایک مرتبہ کھڑے ہو کر بیان فرمایا اور ارشاد فرمایا: اے لوگو! اللہ ربُّ العالمین کے ساتھ اچھا گمان رکھو، بندہ اپنے ربّ کے ساتھ جیسا گمان رکھے گا اللہ اس کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کرے گا۔1

حضرت ابو زُہیر ثقفیؓ فرماتے ہیں: میں نے حضور ﷺ کو بیان میں یہ فرماتے ہوئے سنا: اے لوگو! قریب ہے کہ تم جنت والوں اور دوزخ والوں کو پہچان لوگے۔ یا فرمایا: تم اپنے بھلوں اور بروں کو پہچان لوگے۔

ایک آدمی نے پوچھا: یارسول اللہ! کیسے؟ آپ نے فرمایا:

پہچاننے کا طریقہ یہ ہے کہ تم لوگ جس کی تعریف کروگے وہ جنتی اور بھلا ہے، اور جس کو برا کہوگے وہ دوزخی اور برا ہے۔ تم لوگ آپس میں ایک دوسرے کے بارے میں گواہ ہو (صحابۂ کرامؓ اور کامل ایمان والے جسے اچھا کہیں گے وہ یقیناً اچھا ہوگا، اور جسے برا کہیں گے وہ یقیناً برا ہوگا)۔2

حضرت ثعلبہؓ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ حضور ﷺ نے کھڑے ہو کر بیان

فرمایا اور صدقہ فطر دینے کا حکم دیا اور فرمایا:

ہر آدمی کی طرف سے ایک صاع (ساڑھے تین سیر) کھجور یا ایک صاع جَو صدقہ ٔفطر میں دیے جائیں چاہے وہ آدمی چھوٹا ہو یا بڑا، آزاد ہو یا غلام۔ 3

حضور ﷺ کے جامع بیانات جن کے الفاظ کم اور معنی زیادہ ہیں

حضرت عقبہ بن عامر جُہنیؓ فرماتے ہیں: ہم لوگ غزوۂ تبوک میں جا رہے تھے۔ ابھی پہنچنے میں ایک رات کا سفر باقی تھا کہ رات حضور ﷺ سوتے رہ گئے اور فجر کو نماز کے لیے آنکھ نہ کھل سکی، بلکہ سورج نکل آیا اور ایک نیزہ کے برابر بلند ہو گیا۔ آپ نے فرمایا: اے بلال! کیا میں نے تمھیں کہا نہیں تھا کہ (ہم تو سونے لگے ہیں) تم ہماری فجر کا خیال رکھنا؟ حضرت بلالؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! (آپ نے تو فرمایا تھا لیکن) مجھے بھی اس ذات نے سلا دیا جس نے آپ کو سلائے رکھا۔ اس کے بعد حضور ﷺ وہاں سے تھوڑا سا آگے گئے، پھر فجر کی نماز قضا پڑھی، اس کے بعد اللہ کی حمد و ثنا بیان کی، پھر آپ نے ارشاد فرمایا:

امابعد! سب سے سچی بات اللہ کی کتاب ہے اور سب سے مضبوط کڑا تقویٰ کا کلمہ یعنی کلمۂ شہادت ہے، اور سب سے بہترین ملت حضرت ابراہیمؑ کی ملت ہے اور سب سے بہترین طریقہ حضرت محمد ﷺ کا طریقہ ہے، اور سب سے اَعلیٰ بات اللہ کا ذکر ہے اور سب سے اچھا بیان یہ قرآن ہے۔ سب سے بہترین کام وہ ہیں جو عزیمت اور پختگی والے ہوں، جن کا کرنا اللہ نے ضروری قرار دیا ہے اور سب سے برے کام وہ ہیں جو نئے ایجاد کیے گئے ہوں۔ اور سب سے اچھی سیرت اَنبیاؑ کی سیرت ہے اور سب سے زیادہ عزت والی موت شہید کی ہے **اور سب سے زیادہ اندھاپن ہدایت کے بعد گمراہ ہونا ہے**۔ اور بہترین علم وہ ہے جو نفع دے اور بہترین سیرت وہ ہے جس پر چلا جائے اور سب سے برا اندھاپن دل کا اندھاپن ہے۔ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے، یعنی دینے والا لینے والے سے بہتر ہے۔ اے۔ اور اللہ سے معذرت چاہنے کا سب سے برا وقت موت کے آنے کا وقت ہے اور سب سے بری ندامت وہ ہے جو قیامت کے دن ہو گی۔ اور کچھ لوگ ہر نماز قضا کر کے پڑھتے ہیں اور کچھ لوگ صرف زبان سے ذکر کرتے ہیں دل سے نہیں کرتے۔ اور سب سے بڑا گناہ زبان کا جھوٹ بولنا ہے اور سب سے بہترین مال داری دل کا

غنا ہے اور بہترین توشہ تقویٰ ہے۔
حکمت کی جڑ اللہ کا خوف ہے۔ جو باتیں دل میں جمتی ہیں اُن میں سب سے بہترین یقین ہے۔ (اسلام میں) شک کرنا کفر ہے۔ مردہ پر واویلا کرنا جاہلیت کے کاموں میں سے ہے اور مالِ غنیمت میں خیانت کرنا جہنم کے ڈھیر میں سے ہے۔ اور جس خزانے کی زکوٰۃ نہ دی جائے اس کی سزا یہ ہے کہ جہنم کی آگ سے داغ لگائے جائیں گے۔ شعر و شاعری ابلیس کی بانسری ہے، اکثر اَشعار شیطانی کاموں کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ شراب تمام گناہوں کا مجموعہ ہے۔ عورتیں شیطان کا جال ہیں، عورتوں کو ذریعہ بنا کر شیطان بہت سے برے کام کرالیتا ہے۔ جوانی دیوانگی کا ایک حصہ ہے۔ اور سب سے بری کمائی سود کی ہے اور سب سے بری کھانے کی چیز یتیم کا مال ہے۔ اور خوش قسمت وہ ہے جو دوسروں سے نصیحت حاصل کرے اور بدبخت وہ ہے جو اپنی ماں کے پیٹ میں بدبخت ہوا ہے۔ آخر کار تم میں سے ہر آدمی چار ہاتھ جگہ یعنی قبر میں جائے گا اور اعمال کا دارومدار آخری وقت کے عمل پر ہے۔ سب سے بری روایتیں وہ ہیں جو جھوٹی ہوں اور ہر آنے والی چیز قریب ہے۔ مؤمن کو برا بھلا کہنے سے آدمی فاسق ہو جاتا ہے اور مؤمن کو قتل کرنا کفر جیسا گناہ ہے اور مؤمن کے

غیبت کرنا خدا کی نافرمانی ہے۔ اس کے مال کا احترام ایسے ہی ضروری ہے جیسے اس کے خون کا احترام ضروری ہے۔

جو اللہ پر قسم کھاتا ہے (مثلاً کہتا ہے: اللہ کی قسم! فلاں جہنم میں ضرور داخل ہو گا) اللہ تعالیٰ اس کا جھوٹا ہونا ضرور ثابت کر دیں گے (اور جس غلط بات کے ہونے کی قسم کھائی تھی اللہ تعالیٰ اس کے خلاف کریں گے)۔ جو دوسروں سے درگزر کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے درگزر فرمائیں گے۔ جو اوروں کو معاف کرے گا اللہ تعالیٰ اسے معاف فرمائیں گے۔ جو اپنا غصہ دبائے گا اللہ اسے اجر دیں گے۔ جو مصیبت پر صبر کرے گا اللہ اسے بدلہ دیں گے۔ جو اپنے نیک اعمال سے دنیا میں شہرت چاہے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام انسانوں کو سنائیں گے کہ یہ عمل اخلاص سے نہیں کرتا تھا بلکہ شہرت کے لیے کرتا تھا۔ جو صبر کرے گا اللہ تعالیٰ اس کا اجر بڑھائیں گے۔ جو اللہ کی نافرمانی کرے گا اللہ اس کو عذاب دیں گے۔ اے اللہ! میری اور میری اُمّت کی مغفرت فرما۔ اے اللہ! میری اور میری اُمّت کی مغفرت فرما۔ اے اللہ! میری اور میری اُمّت کی مغفرت فرما۔ میں اپنے لیے اور تمہارے لیے اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔ 1

حضرت عِیاض بن حِمار مَجاشعیؓ فرماتے ہیں: ایک دن حضور ﷺ نے بیان فرمایا اور بیان میں ارشاد فرمایا:

مجھے میرے ربّ نے اس بات کا حکم دیا ہے کہ آج میرے ربّ نے مجھے جو کچھ سکھایا ہے اور آپ لوگ اسے نہیں جانتے ہو اس میں سے میں آپ لوگوں کو بھی سکھائوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: میں نے جو مال اپنے بندوں کو دیا ہے وہ سارا ان کے لیے حلال ہے (لہٰذا کفارِ عرب نے سائبہ، وصیلہ، بحیرہ وغیرہ نام رکھ کر جو کچھ اپنے اوپر حرام کر لیا ہے وہ حرام نہیں ہوا بلکہ حلال ہے)۔

میں نے اپنے تمام بندوں کو کفر و شرک اور گناہوں سے پاک صاف دین اسلام پر پیدا کیا ہے، پھر شیطانوں نے آکر انھیں دینِ اسلام سے گمراہ کر دیا اور جو میں نے ان کے لیے حلال کیا تھا وہ ان پر حرام کر دیا اور انھیں اس بات کا حکم دیا کہ وہ میرے ساتھ ایسی چیزوں کو شریک کریں جن کی میں نے کوئی دلیل نہیں اتاری۔

پھر (میری بعثت سے پہلے) اللہ تعالیٰ نے تمام زمین والوں پر نظر ڈالی تو تمام عرب و عجم کو دیکھ کر اللہ کو غصہ آیا (کیوں کہ سب کفر و شرک میں مبتلا تھے)، لیکن کچھ اہلِ کتاب ایسے تھے جو اپنے سچے دین پر قائم تھے اور اس میں انھوں

نے کوئی تبدیلی نہیں کی تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (اے ہمارے نبی!) میں نے آپ کو اس لیے بھیجا ہے تا کہ میں آپ کا امتحان لوں (کہ آپ میری منشا پر چلتے ہیں یا نہیں) اور آپ کے ذریعے سے دوسروں کا امتحان لوں (کہ وہ آپ کی دعوت کو مانتے ہیں یا نہیں)۔ اور میں نے آپ پر ایسی کتاب نازل کی ہے جسے پانی نہیں دھو سکتا (اس کی لکھائی مٹنے والی نہیں یعنی آپ کے سینے میں محفوظ رہے گی آپ کو بھولے گی نہیں)، اور آپ اسے سوتے اور جاگتے میں پڑھا کریں گے، یعنی دونوں حالتوں میں آپ کو پکا یاد رہے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے اس بات کا حکم دیا کہ میں قریش کو جلا دوں (یعنی انھیں اللہ کی دعوت دوں، جو مانے گا وہ کامیاب ہو گا، جو نہیں مانے گا وہ برباد ہو گا دوزخ کی آگ میں جلے گا)۔ میں نے عرض کیا: اے میرے ربّ! پھر تو وہ میرا سر کچل دیں گے اور روٹی کی طرح چپٹا کر کے چھوڑیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آپ انھیں (مکہ سے) ایسے نکالیں جیسے انھوں نے آپ کو نکالا ہے۔ آپ ان سے جنگ کریں ہم آپ کی مدد کریں گے۔ آپ ان پر خرچ کریں ہم آپ پر خرچ کریں گے۔ آپ ان کی طرف ایک لشکر بھیجیں ہم اس جیسے (فرشتوں کے) پانچ لشکر بھیجیں گے۔ اور آپ اپنے فرماں برداروں کو

لے کر نافرمانوں سے جنگ کریں۔ اور جنتی لوگ تین قسم کے ہوتے ہیں: ایک عادل بادشاہ جسے اللہ کی طرف سے نیک اعمال کی خوب توفیق ملی ہو اور وہ خوب صدقہ کرنے والا ہو۔ دوسرے وہ آدمی جو رحم کرنے والا اور ہر رشتہ دار بلکہ ہر مسلمان کے بارے میں نرم دل ہو۔ تیسرے وہ آدمی جو پاک دامن، فقیر، عیال دار اور (فقیری کے باوجود دوسروں پر) صدقہ کرنے والا ہو۔
دوزخی لوگ پانچ قسم کے ہوتے ہیں: ایک وہ کمزور آدمی جس میں عقل بالکل نہ ہو، ہر ایک کے پیچھے لگ جاتا ہو۔ دوسرے وہ لوگ جو تم لوگوں میں دوسروں کے پیچھے چلنے والے اور ہاں میں ہاں ملانے والے ہیں اور (بدکاری میں مبتلا رہنے کی وجہ سے) ان میں نہ اہل وعیال کی طلب ہے اور نہ مال کی۔ تیسرے وہ خیانت کرنے والا جس میں لالچ اتنی زیادہ ہو کہ وہ چھپ نہ سکے اور وہ چھوٹی چھوٹی چیزوں میں بھی خیانت کرے۔ چوتھے وہ آدمی جس کا صبح شام ہر وقت یہی کام ہے کہ وہ تمھیں، تمہارے اہل وعیال اور مال و دولت کے بارے میں دھوکہ دیتا رہے۔
اور پانچویں آدمی کی خرابیوں میں آپ نے کنجوسی، جھوٹ، بداخلاقی اور بدگوئی کا ذکر کیا۔ 1

حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں: ایک دن حضور ﷺ نے عصر کی نماز پڑھائی اور قیامت قائم ہونے تک پیش آنے والی ہر اہم دینی چیز کو ہمارے سامنے ذکر کر دیا۔ جس نے ان تمام چیزوں کو یاد رکھنے کی کوشش کی اسے تو یاد رہیں اور جس نے انھیں بھلا دیا اسے بھول گئیں۔ اس بیان میں آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

امابعد! دنیا سر سبز اور میٹھی ہے۔ بڑی مزیدار اور اچھی لگتی ہے۔ بہت خوشنما نظر آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ تمھیں اپنا خلیفہ بنا کر اور دنیا دے کر دیکھنا چاہتے ہیں کہ تم کیسے عمل کرتے ہو، اچھے یا برے؟ (یعنی دنیا کے اصل مالک تو اللہ تعالیٰ ہیں اور تم لوگوں کو اپنا نمائندہ بنایا ہے) اس لیے دنیا کے فتنے سے بچو (بقدرِ ضرورت حاصل کرو اور ضرورت سے زیادہ آجائے تو اسے دوسروں پر خرچ کر دو)۔ اور عورتوں کے فتنے سے بچو (ان کی باتوں میں آکر یا ان کی محبت سے مغلوب ہو کر اللہ کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہ کرو)، بنی اسرائیل میں سب سے پہلا فتنہ عورتوں کے ذریعے پیش آیا تھا۔

غور سے سنو! آدم کی اولاد کو مختلف قسم کا بنا کر پیدا کیا گیا ہے۔ کچھ تو ایسے ہیں جو مؤمن پیدا ہوتے ہیں، مؤمن بن کر ساری زندگی گزارتے ہیں اور مؤمن

ہونے کی حالت میں مرتے ہیں۔ اور کچھ ایسے ہیں جو کافر پیدا ہوتے ہیں، کافر بن کر زندگی گزارتے ہیں اور کافر ہونے کی حالت میں مرتے ہیں۔ اور کچھ ایسے ہیں جو مؤمن پیدا ہوتے ہیں اور مؤمن بن کر زندگی گزارتے ہیں، لیکن کافر بن کر مرتے ہیں۔ اور کچھ ایسے ہیں جو کافر پیدا ہوتے ہیں اور کافر بن کر زندگی گزارتے ہیں، لیکن مؤمن بن کر مرتے ہیں۔ توجہ سے سنو! غصہ ایک انگارہ ہے جو ابنِ آدم کے پیٹ میں دہکتا رہتا ہے۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ غصہ میں انسان کی آنکھیں سرخ ہو جاتی ہیں اور اس کے گلے کی رگیں پھول جاتی ہیں؟ لہٰذا جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو اسے زمین سے چمٹ جانا چاہیے (کھڑا ہو تو بیٹھ جائے، بیٹھا ہو تو لیٹ جائے، زمین کی طرح عاجز اور مسکین بن جائے)۔

غور سے سنو! بہترین مرد وہ ہے جسے غصہ دیر سے آئے اور جلدی چلا جائے۔ اور سب سے برا مرد وہ ہے جسے غصہ جلدی آئے اور دیر سے جائے، اور جسے غصہ دیر سے آئے اور دیر سے جائے، اور جسے غصہ جلدی آئے اور جلدی جائے تو اس کا معاملہ برابر ہو گیا، اس میں ایک اچھی صفت ہے اور ایک بری۔ غور سے سنو! سب سے بہترین تاجر وہ ہے جو عمدہ طریقہ سے دے اور عمدہ

طریقہ سے مطالبہ کرے۔ اور سب سے برا تاجر وہ ہے جو ادا کرنے میں بھی برا ہو اور مطالبہ کرنے میں بھی برا ہو۔ اور جو ادا کرنے میں اچھا ہو لیکن مطالبہ کرنے میں برا ہو، یا ادا کرنے میں برا ہو اور مطالبہ کرنے میں اچھا ہو تو اس کا معاملہ برابر سرابر ہو گیا، اس میں ایک صفت اچھی ہے اور ایک بری۔

غور سے سنو! ہر بدعہد کو اس کی بدعہدی کے مطابق قیامت کے دن جھنڈا ملے گا (جس سے اس کے اس برے کام کے لوگوں میں شہرت ہو گی)۔ غور سے سنو! سب سے بڑی بدعہدی عام مسلمانوں کے امیر کی بدعہدی ہے۔ غور سے سنو! جسے حق بات معلوم ہے اسے لوگوں کی ہیبت اس حق بات کے کہنے سے ہر گز نہ روکے۔ غور سے سنو! سب سے اَفضل جہاد ظالم بادشاہ کے سامنے حق بات کہنا ہے۔ غور سے سنو! دنیا کی اتنی عمر گزر گئی ہے جتنا آج کا دن گزر گیا ہے اور اتنی باقی ہے جتنا آج کا دن باقی ہے۔ 1

حضرت سائب بن مہجان اہلِ شام میں سے ہیں اور انھوں نے صحابہ کرامؓ کا زمانہ بھی پایا ہے۔ وہ کہتے ہیں: جب حضرت عمرؓ ملکِ شام تشریف لائے تو انھوں نے (کھڑے ہو کر بیان فرمایا اور پہلے) اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور خوب وعظ و نصیحت فرمائی اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر فرمایا۔ پھر فرمایا:

حضور ﷺ نے ہم لوگوں میں کھڑے ہو کر بیان فرمایا جیسے میں آپ لوگوں میں کھڑے ہو کر بیان کر رہا ہوں۔ آپ نے ہمیں اس بیان میں اللہ سے ڈرنے کا، صلہ رحمی کرنے کا اور آپس میں صلح صفائی سے رہنے کا حکم دیا۔ اور فرمایا: تم لوگ جماعت سے چمٹے رہو، اور امیر کی سننے اور ماننے کو لازم پکڑے رکھو، کیوں کہ اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے۔ اکیلے آدمی کے ساتھ شیطان ہوتا ہے اور دو آدمیوں سے شیطان بہت دور ہوتا ہے۔ کسی مرد کو کسی اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں ہرگز نہیں ہونا چاہیے ورنہ ان کے ساتھ تیسرا شیطان ہوگا۔

جسے اپنی برائی سے رنج ہو اور اپنی نیکی سے خوشی ہو یہ اس کے مسلمان اور مؤمن ہونے کی نشانی ہے۔ اور منافق کی نشانی یہ ہے کہ اسے اپنی برائی سے کوئی رنج نہیں ہوتا اور نیکی سے کوئی خوشی نہیں ہوتی۔ اگر وہ کوئی خیر کا عمل کرلے تو اسے اس عمل پر اللہ سے کسی ثواب کی اُمید نہیں ہوتی، اور اگر کوئی برا کام کرلے تو اسے اس عمل پر اللہ کی طرف سے کسی سزا کا ڈر نہیں ہوتا۔ لہٰذا دنیا کی تلاش میں میانہ روی اختیار کرو، کیوں کہ اللہ نے تم سب کی روزی کا ذمہ لے رکھا ہے۔ اور ہر انسان نے جو عمل کرنا ہے اس کا وہ عمل ضرور پورا ہو

کر رہے گا۔ اپنے نیک اعمال کے لیے اللہ سے مدد مانگا کرو، کیوں کہ اللہ تعالیٰ جس عمل کو چاہیں مٹا دیں اور جس عمل کو چاہیں باقی رکھیں اور اسی کے پاس لوحِ محفوظ ہے۔

(حضور ﷺ کا بیان ختم ہو گیا اور پھر حضرت عمرؓ نے بھی بیان ختم کر دیا اور ختم کرنے کے لیے فرمایا:) وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَعَلَیْہِ السَّلَامُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ۔

اور اللہ تعالیٰ ہمارے نبی حضرت محمد (ﷺ) اور ان کی آل پر درود بھیجے، اور ان پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت۔ السلام علیکم۔ 1

حضور ﷺ کا آخری بیان

حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ فرماتے ہیں: حضور ﷺ نے ایک مرتبہ (مرض الوفات میں) فرمایا: مختلف کنوؤں سے سات مشکوں میں (پانی بھر کر) میرے اوپر ڈالو تاکہ (مجھے کچھ اِفاقہ ہو جائے اور) میں لوگوں کے پاس باہر جا کر انھیں وصیت کروں۔ چناں چہ (پانی ڈالنے سے حضور ﷺ کو کچھ اِفاقہ ہوا تو) حضور ﷺ سر پر پٹی باندھے ہوئے باہر آئے اور منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ پھر اللہ کی حمد و ثنا بیان کی، پھر فرمایا: اللہ کے بندوں میں سے ایک

بندے کو یہ اختیار دیا گیا کہ یا تو وہ دنیا میں رہ لے یا اللہ کے ہاں جو اجر و ثواب ہے اسے لے لے۔ اس بندے نے اللہ کے ہاں کے اجر و ثواب کو اختیار کر لیا (یہاں اس بندے سے مراد خود حضور ﷺ ہیں اور مطلب یہ ہے کہ آپ اس دنیا سے جلد تشریف لے جانے والے ہیں)۔

حضور ﷺ کے اس فرمان کا مطلب حضرت ابو بکرؓ کے علاوہ اور کوئی نہ سمجھ سکا اور اس پر وہ رونے لگے اور عرض کیا: ہم اپنے ماں باپ اور آل اولاد سب آپ پر قربان کرتے ہیں! حضور ﷺ نے فرمایا:

(اے ابو بکر!) ذرا آرام سے بیٹھے رہو (مت رو)، میرے نزدیک ساتھ رہنے اور مال خرچ کرنے کے اعتبار سے لوگوں میں سب سے اَفضل ابنِ ابی قحافہ (یعنی حضرت ابو بکر صدیقؓ) ہیں۔ مسجد میں جتنے دروازے کھلے ہوئے ہیں سب بند کر دو، صرف ابو بکر کا دروازہ کھلا رہنے دو، کیوں کہ میں نے اس پر نور دیکھا ہے۔1

حضرت ایوب بن بشیرؓ فرماتے ہیں: حضور ﷺ نے اپنے مرض الوفات میں ارشاد فرمایا: مجھ پر پانی ڈالو۔ پھر آگے پچھلی جیسی حدیث ذکر کی اور مزید یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ نے اللہ کی حمد و ثنا کے بعد سب سے پہلے شہدائے اُحد کا

ذکر فرمایا اور ان کے لیے اِستغفار کیا اور دعا کی، پھر فرمایا:

اے جماعتِ مہاجرین! تمہاری تعداد بڑھتی جارہی ہے اور انصار اپنی اسی حالت پر ہیں ان کی تعداد نہیں بڑھ رہی ہے۔ اور یہ انصار تو میرے خاص تعلق والے ہیں جن کے پاس آکر مجھے ٹھکانا ملا ہے، لہٰذا تم ان کے کریم آدمی کا اکرام کرو اور ان کے برے سے در گزر کرو۔

پھر حضور ﷺ نے فرمایا:

اے لوگو! اللہ کے بندوں میں سے ایک بندے کو اختیار دیا گیا۔

پھر پچھلی حدیث جیسا مضمون ذکر کیا اور اس روایت میں ہے کہ حضور ﷺ کے اس فرمان کا مطلب لوگوں میں سے صرف ابو بکرؓ ہی سمجھ سکے اور اسی وجہ سے وہ رونے لگے۔ 1

حضرت ابو سعیدؓ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ حضور ﷺ نے لوگوں میں بیان فرمایا، آپ نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے ایک بندے کو اختیار دیا کہ یا تو وہ دنیا میں رہ لے یا اللہ کے ہاں جو کچھ ہے اسے لے لے۔ چناں چہ اس بندے نے اللہ کے ہاں جو کچھ ہے اس کو اختیار کر لیا۔

اس پر حضرت ابو بکرؓ رو پڑے۔ ہم اس بات پر حیران ہوئے کہ حضور ﷺ نے تو کسی بندے کے بارے میں خبر دی ہے اس پر یہ حضرت ابو بکر کیوں رو رہے ہیں؟ اس میں تو رونے کی کوئی بات نہیں، لیکن ہمیں بعد میں پتا چلا کہ جس بندے کو اختیار دیا گیا ہے اس سے مراد تو خود حضور ﷺ تھے (اور حضور ﷺ کے اس فرمان کا مطلب یہ تھا کہ حضور ﷺ یہ بتا رہے تھے کہ حضور ﷺ عن قریب اس دنیا سے تشریف لے جانے والے ہیں)۔ یہ بات حضرت ابو بکرؓ ہم میں سب سے زیادہ سمجھنے والے تھے۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا: ابو بکر نے ساتھ رہ کر اور مال خرچ کر کے لوگوں میں سب سے زیادہ مجھ پر احسان کیا ہے، اگر میں اپنے ربّ کے علاوہ کسی کو خلیل یعنی خالص دوست بناتا تو ابو بکر کو بناتا۔ البتہ ان سے اسلامی دوستی و محبت ضرور ہے۔ مسجد میں کھلنے والا ہر دروازہ بند کر دیا جائے صرف ابو بکر کا دروازہ رہنے دیا جائے۔2

حضرت ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں: حضور ﷺ مرض الوفات میں باہر تشریف لائے آپ نے سر پر کالی پٹی باندھ رکھی تھی، کندھوں پر چادر اوڑھی ہوئی تھی۔ آپ آکر منبر پر بیٹھ گئے۔ راوی نے آگے حضور ﷺ کے بیان اور

انصار کے بارے میں حضور ﷺ کی وصیت کا ذکر کیا۔ راوی کہتے ہیں کہ یہ انتقال سے پہلے حضور ﷺ کی آخری مجلس اور آخری بیان تھا۔ 1

حضرت کعب بن مالکؓ ان تین صحابہؓ میں سے تھے جن کی توبہ قبول کی گئی۔ وہ فرماتے ہیں: حضور ﷺ نے کھڑے ہو کر بیان فرمایا، پہلے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی پھر جنگِ اُحُد کے دن شہید ہونے والے صحابہ کے لیے دعائے مغفرت فرمائی، پھر فرمایا: اے جماعتِ مہاجرین! پھر اس کے بعد انصار کے بارے میں حضور ﷺ کی وصیت کا ذکر کیا جیسے کہ بیہقی کی حضرت ایوبؓ والی حدیث میں گزر چکا ہے۔ 2

حضرت ابو سلمہ بن عبد الرحمن کہتے ہیں: میں نے حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابنِ عباسؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو اِن پانچ فرض نمازوں کو جماعت کے ساتھ پابندی سے ادا کرے گا وہ کُوندتی ہوئی بجلی کی طرح سب سے پہلے پلِ صراط کو پار کرے گا اور (نبی ﷺ کا) اچھے طریقہ سے اِتباع کرنے والوں کی پہلی جماعت میں اللہ اس کا حشر کرے گا، اور جس دن اور رات میں وہ ان پانچ نمازوں کی پابندی کرے گا اس کے بدلے اللہ کے راستہ میں شہید ہونے والے ہزار شہیدوں جیسا اجر ملے گا۔ 3

نبی کریم ﷺ کا فجر سے مغرب تک بیان

حضرت ابو زید انصاری ؓ فرماتے ہیں: ایک دن حضور ﷺ نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی اس کے بعد آپ نے ہم میں ظہر تک مسلسل بیان فرمایا۔ پھر منبر سے نیچے اتر کر ظہر کی نماز پڑھائی پھر عصر تک بیان فرمایا۔ پھر اتر کر عصر کی نماز پڑھائی پھر مغرب تک بیان فرمایا اور جو کچھ ہونے والا ہے وہ سب ہم سے بیان فرما دیا۔ اب جسے حضور ﷺ کی بتائی ہوئی یہ باتیں جتنی زیادہ یاد رہ گئیں وہ ہم میں اتنا زیادہ جاننے والا ہے۔ 1

بیان کے وقت نبی کریم ﷺ کی حالت

حضرت جابر بن عبد اللہ ؓ فرماتے ہیں: حضور ﷺ جب لوگوں میں بیان فرماتے تو آپ کی آنکھیں سرخ ہو جاتیں اور آواز بلند ہو جاتی اور غصہ تیز ہو جاتا جیسے کہ آپ لوگوں کو دشمن کے لشکر سے ڈرا رہے ہوں اور فرما رہے ہوں کہ دشمن کا لشکر تم پر صبح حملہ کرنے والا ہے شام کو حملہ کرنے والا ہے۔ پھر شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی کو ملا کر ارشاد فرماتے: مجھے اور قیامت کو اس طرح ملا کر بھیجا گیا ہے۔ پھر فرماتے: سب سے بہترین سیرت محمد (ﷺ) کی سیرت ہے، اور سب سے برے کام وہ ہیں جو نئے ایجاد کیے گئے ہوں اور ہر

بدعت گمراہی ہے۔ اور جو مر جائے اور مال چھوڑ کر جائے تو وہ مال اس کے گھر والوں کا ہے، اور جو قرضہ یا چھوٹے بچے چھوڑ کر جائے جنھیں سنبھالنے والا کوئی نہ ہو تو وہ میرے ذمہ ہیں، وہ قرضہ میں ادا کروں گا اور ان بچوں کو میں سنبھالوں گا۔2

امیر المؤمنین حضرت ابو بکرؓ کے بیانات

حضرت عُروہ فرماتے ہیں: جب حضرت ابو بکرؓ خلیفہ بنے تو انھوں نے لوگوں میں بیان فرمایا۔ پہلے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا:

امابعد! اے لوگو! مجھے آپ لوگوں کا ذمہ دار بنایا گیا ہے حالاں کہ میں آپ لوگوں سے بہتر نہیں ہوں۔ اور اب قرآن نازل ہو چکا ہے اور حضور ﷺ سنتیں بیان فرما چکے ہیں اور آپ نے ہمیں یہ سکھایا ہے کہ سب سے بڑی عقل مندی تقویٰ ہے اور سب سے بڑی حماقت فسق و فجور ہے۔ اور جو تم لوگوں میں سب سے زیادہ طاقت ور ہے (اور وہ طاقت کے زور سے کمزوروں کے حق دبالیتا ہے) وہ میرے نزدیک کمزور ہے، میں کمزور کو اس طاقت ور سے اس کا حق دلوا کر رہوں گا۔ اور جو تم میں سب سے زیادہ کمزور ہے (جس کے حق طاقت وروں نے دبا رکھے ہیں) وہ میرے نزدیک طاقت ور ہے میں اس کے

حق طاقت وروں سے ضرور لے کر دوں گا۔ اے لوگو! میں تو (حضور ﷺ کا) اتباع کرنے والا ہوں اور اپنی طرف سے گھڑ کر نئی باتیں لانے والا نہیں ہوں۔ اگر میں اچھے کام کروں تو آپ لوگ ان میں میری مدد کریں اور اگر میں ٹیڑھا چلوں تو مجھے سیدھا کر دیں۔ میں اپنی بات اسی پر ختم کرتا ہوں، اور اپنے لیے اور آپ لوگوں کے لیے اللہ سے اِستغفار کرتا ہوں۔ 1

حضرت عبد اللہ بن عُکَیم کہتے ہیں: جب حضرت ابو بکرؓ کی بیعتِ خلافت ہو گئی تو وہ منبر پر تشریف لے گئے اور منبر پر جہاں نبی کریم ﷺ بیٹھا کرتے تھے اس سے ایک سیڑھی نیچے بیٹھے۔ پہلے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا:

اے لوگو! اچھی طرح سے سمجھ لو کہ سب سے بڑی عقل مندی۔ اس کے بعد پچھلی حدیث جیسا مضمون ذکر کیا اور آخر میں اس مضمون کا اضافہ کیا کہ اپنے نفس کا محاسبہ کرو اس سے پہلے کہ تمہارا محاسبہ (اللہ کی طرف سے) کیا جائے۔ اور جو قوم جہاد فی سبیل اللہ چھوڑ دے گی ان پر اللہ تعالیٰ فقر مسلط کر دیں گے۔ اور جس قوم میں بے حیائی عام ہو جائے گی اللہ تعالیٰ ان سب پر مصیبت بھیجیں گے۔ لہٰذا جب تک میں اللہ کی اطاعت کروں تم لوگ میری اطاعت کرو، اور جب میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کروں تو پھر میری

اطاعت تمہارے ذمہ نہیں ہے۔ میں اپنی بات اس پر ختم کرتا ہوں، اور اپنے لیے اور آپ لوگوں کے لیے اللہ سے اِستغفار کرتا ہوں۔2

حضرت حسن پچھلی حدیث کا کچھ مضمون ذکر کرتے ہیں اور یہ جو حضرت ابو بکرؓ کا ارشاد ہے کہ سب سے بڑی حماقت فسق و فجور ہے اس کے بعد یہ اضافہ کرتے ہیں:

غور سے سنو! میرے نزدیک سچ بولنا امانت داری ہے اور جھوٹ بولنا خیانت ہے۔

اور اسی طرح حضرت حسن نے حضرت ابو بکرؓ کے فرمان کہ "میں آپ لوگوں سے بہتر نہیں ہوں" کے بعد یہ کہا کہ اللہ کی قسم! حضرت ابو بکر ان سب سے بہتر تھے اور اس بات میں کوئی ان سے مزاحمت کرنے والا نہیں تھا، لیکن مؤمن آدمی یوں ہی کسرِ نفسی کیا کرتا ہے۔

اس کے بعد حضرت حسن نے یہ بھی نقل کیا کہ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا: میری تو دلی تمنا ہے کہ آپ لوگوں میں سے کوئی آدمی اس خلافت کا بوجھ اٹھالیتا اور میں اس ذمہ داری سے بچ جاتا۔

حضرت حسن کہتے ہیں: اللہ کی قسم! حضرت ابو بکر نے یہ تمنا والی بات سچے دل

سے کہی تھی (وہ واقعی خلیفہ نہیں بننا چاہتے تھے)۔ پھر حضرت ابو بکر نے فرمایا:

اگر تم لوگ یوں چاہو کہ جس طرح اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعے سے اپنے نبی ﷺ کو سیدھے راستے پر لے آیا کرتے تھے اسی طرح مجھے بھی لے آیا کریں، یہ بات تو مجھے حاصل نہیں ہے، میں تو عام انسان ہی ہوں، اس لیے تم لوگ میری نگرانی رکھو۔ 1

حضرت حسن کہتے ہیں: حضرت ابو بکرؓ نے ایک مرتبہ بیان فرمایا اور ارشاد فرمایا:

غور سے سنو! اللہ کی قسم! میں آپ لوگوں میں سب سے بہتر نہیں ہوں اور میں اپنے لیے اس مقامِ خلافت کو پسند نہیں کرتا تھا۔ مجھے اس کی خواہش نہیں تھی، بلکہ میری خواہش تھی کہ آپ لوگوں میں سے کوئی میرے بجائے خلیفہ بن جاتا۔ کیا آپ لوگوں کا خیال یہ ہے کہ میں آپ لوگوں میں بعینہٖ حضور ﷺ والے طریقہ پر عمل کرلوں گا؟ تو یہ خیال بالکل غلط ہے، میں ایسا نہیں کرسکوں گا، کیوں کہ حضور ﷺ کی تو وحی کے ذریعہ ہر غلط بات سے حفاظت ہو جاتی تھی اور انھیں تو عصمتِ خداوندی حاصل تھی اور ان کے ساتھ خاص

فرشتہ ہر وقت رہتا تھا۔ میرے ساتھ تو شیطان لگا ہوا ہے جو میرے پاس آتا رہتا ہے۔ جب مجھے غصہ آجائے تو مجھ سے بچ کر رہنا، کہیں میں آپ لوگوں کی کھالوں اور بالوں پر اثر انداز نہ ہو جائوں۔ غور سے سنو! آپ لوگ میری نگرانی رکھو، اگر میں سیدھا چلوں تو میری مدد کرنا اور اگر میں ٹیڑھا چلوں تو مجھے سیدھا کر دینا۔

حضرت حسن کہتے ہیں: ایسا زبردست بیان کیا تھا کہ اللہ کی قسم! اس کے بعد ویسا بیان تو کبھی ہوا ہی نہیں۔ 1

ایک روایت میں یہ ہے کہ

میں تو ایک عام انسان ہوں، کام ٹھیک بھی کر لیتا ہوں اور غلط بھی ہو جاتے ہیں۔ جب میں ٹھیک کام کروں تو آپ لوگ اللہ کی تعریف کریں (کیوں کہ اسی کے کرم سے کام ٹھیک ہوا) اور جب غلط ہو جائے تو مجھے سیدھا کر دینا۔ 2

حضرت قیس بن ابی حازم کہتے ہیں: حضور ﷺ کی وفات کے ایک مہینہ بعد میں حضور ﷺ کے خلیفہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے بعد حضرت قیس نے حضرت ابو بکر کی خلافت کا قصہ ذکر کیا۔ اس کے بعد کہتے ہیں: تمام لوگوں کو مسجدِ نبوی میں جمع کرنے کے لیے یہ اعلان کیا گیا:

اَلصَّلَاۃُ جَامِعَۃ "یعنی سب لوگ نماز مسجدِ نبوی میں اکٹھے پڑھیں" (مدینہ کی باقی نو مسجدوں میں سے کسی اور میں نہ پڑھیں)۔ اور پھر جب لوگ جمع ہو گئے تو حضرت ابو بکر اس منبر پر تشریف فرما ہوئے جو اُن کے بیان اور خطبے کے لیے بنایا گیا تھا۔ یہ حضور ﷺ کی وفات کے بعد اسلام میں حضرت ابو بکر کا پہلا بیان تھا۔ انھوں نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور پھر فرمایا:

اے لوگو! میری آرزو تو یہ ہے کہ کوئی اور میری جگہ خلیفہ بن جائے۔ اگر تم لوگ مجھ سے مطالبہ کرو کہ میں عین تمہارے نبی ﷺ کی سنت کے مطابق چلوں تو یہ میرے بس میں نہیں ہے، کیوں کہ حضور ﷺ تو معصوم تھے، اللہ نے ان کی شیطان سے مکمل حفاظت فرما رکھی تھی اور ان پر آسمان سے وحی اترتی تھی (اور یہ دونوں باتیں مجھے حاصل نہیں ہیں، اس لیے میں بالکل ان جیسا نہیں ہو سکتا)۔ 3 اور جلد دوم صفحہ ؟؟؟ پر "طبرانی" کی روایت عیسیٰ بن عطیہ کے حوالے سے گزر چکی ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے بیان میں فرمایا:

اے لوگو! لوگ اسلام میں خوشی اور ناخوشی دونوں طرح داخل ہوئے ہیں، لیکن اب وہ سب اللہ کی پناہ اور اس کے پڑوس میں ہیں، اس لیے تم اس کی

پوری کوشش کرو کہ اللہ تعالیٰ تم سے اپنی ذمہ داری کا کچھ بھی مطالبہ نہ کرے (یعنی کسی مسلمان کو کسی طرح تکلیف نہ پہنچائو)۔ میرے ساتھ بھی ایک شیطان رہتا ہے، جب تم دیکھو کہ مجھے غصہ آگیا ہے تو پھر تم مجھ سے الگ ہو جائو کہ کہیں میں تمہارے بالوں اور کھالوں کو تکلیف نہ پہنچادوں۔ اے لوگو! اپنے غلاموں کی آمدنی کی تحقیق کر لیا کرو کہ حلال ہے یا حرام، اس لیے کہ جس گوشت کی پرورش حرام مال سے ہو وہ جنت میں داخل ہونے کے لائق نہیں۔

حضرت عاصم بن عدی کہتے ہیں: حضور ﷺ کی وفات کے اگلے دن حضرت ابو بکرؓ کی طرف سے ایک آدمی نے اعلان کیا کہ حضرت اُسامہؓ کے لشکر کی روانگی کا کام مکمل ہو جانا چاہیے۔ غور سے سنو! اب حضرت اُسامہ کے لشکر کا کوئی آدمی مدینہ میں باقی نہیں رہنا چاہیے، بلکہ جُرف میں جہاں ان کے لشکر کا پڑائو ہے وہاں پہنچ جانا چاہیے۔ اس کے بعد حضرت ابو بکر لوگوں میں بیان کے لیے کھڑے ہوئے، پہلے اللہ کی حمد و ثنا بیان فرمائی پھر فرمایا:

اے لوگو! میں تو تمہارے جیسا ہی ہوں، مجھے معلوم تو نہیں لیکن ہو سکتا ہے کہ تم لوگ مجھے اس چیز کا مکلّف بنائو جو صرف حضور ﷺ کے بس میں تھی (اور

میرے بس میں نہیں)۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد (ﷺ) کو تمام جہانوں پر فوقیت عطا فرمائی تھی اور انھیں چنا تھا اور انھیں تمام آفات سے حفاظت عطا فرمائی تھی، اور میں (ان ہی کے) پیچھے چلنے والا ہوں اپنی طرف سے نئ چیزیں گھڑنے والا نہیں ہوں۔ اگر میں سیدھا چلوں تو تم میرے پیچھے چلو اور اگر میں ٹیڑھا چلوں تو تم لوگ مجھے سیدھا کر دو۔ حضور ﷺ کی شان تو یہ تھی کہ جب آپ کا انتقال ہوا تو اس وقت اُمّت میں ایک آدمی بھی ایسا نہیں تھا جو کوڑے کی مار یا اس سے بھی کم ظلم کا مطالبہ کر رہا ہو۔

غور سے سنو! میرے ساتھ بھی ایک شیطان لگا ہوا ہے جو میرے پاس آتا رہتا ہے۔ جب وہ میرے پاس آئے تو مجھ سے تم لوگ الگ ہو جائو کہیں میں تمہاری کھالوں اور بالوں کو تکلیف نہ پہنچا دوں۔ تم لوگ صبح اور شام اس موت کے منہ میں ہو جس کا تمھیں علم نہیں کہ کب آجائے گی۔ تم اس کی پوری کوشش کرو کہ جب بھی تمہاری موت آئے تو تم اس وقت نیک عمل میں لگے ہوئے ہو اور تم ایسا صرف اللہ کی مدد سے ہی کر سکتے ہو۔ لہٰذا جب تک موت نے مہلت دے رکھی ہے اس وقت تک تم لوگ نیک اعمال میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو، اس سے پہلے کہ موت آجائے اور

عمل کرنے کا موقع نہ رہے، کیوں کہ بہت سے لوگوں نے موت کو بھلا رکھا ہے اور اپنے اعمال دوسروں کے لیے کر دیے ہیں، لہٰذا تم ان جیسے نہ بنو۔ خوب کوشش کرو اور مسلسل کوشش کرو اور (سستی سے کام نہ لو بلکہ) جلدی کرو اور جلدی کرو، کیوں کہ موت تمہارے پیچھے لگی ہوئی ہے جو تمھیں تلاش کر رہی ہے اور اس کی رفتار بہت تیز ہے، لہٰذا موت سے چوکنّے رہو اور آباء واَجداد، بیٹوں اور بھائیوں (کی موت) سے عبرت حاصل کرو۔ زندہ لوگوں کے ان نیک اعمال پر رشک کرو جن پر تم مُردوں کے بارے میں رشک کرتے ہو، یعنی دنیاوی چیزوں میں زندہ لوگوں پر رشک نہ کرو۔ 1

حضرت سعید بن ابی مریم کہتے ہیں: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جب حضرت ابو بکرؓ خلیفہ بنائے گئے تو آپ منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ پہلے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا:

اللہ کی قسم! اگر ہمارے ہوتے ہوئے تمہارے اجتماعی کاموں کے خراب ہو جانے کا خطرہ نہ ہوتا تو (میں خود خلیفہ نہ بنتا، بلکہ) میں یہ چاہتا کہ جو تم میں سے مجھے سب سے زیادہ مبغوض ہے اس کی گردن میں اس امرِ خلافت کی ذمہ داری ڈال دی جاتی پھر اس کے لیے اس میں کوئی خیر نہ ہوتی۔ غور سے سنو!

دنیا اور آخرت میں سب سے زیادہ بد بخت لوگ بادشاہ ہیں۔

اس پر تمام لوگوں نے گردنیں بلند کیں اور سر اٹھا کر حضرت ابو بکر کی طرف دیکھنے لگے۔ پھر حضرت ابو بکر نے فرمایا:

تم لوگ اپنی جگہ آرام سے بیٹھے رہو، تم لوگ جلد باز ہو۔ جو بھی کسی ملک کا بادشاہ بنتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بادشاہ بنانے سے پہلے اس کے ملک کو جانتے ہیں، اور بادشاہ بن جانے پر اس کی آدھی عمر کم کر دیتے ہیں، اور اس پر خوف اور غم مسلط کر دیتے ہیں، اور جو کچھ خود اس کے اپنے پاس ہے اس سے اس کا دل ہٹا دیتے ہیں، اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس کا لالچ اس میں پیدا کر دیتے ہیں، وہ چاہے کتنے اچھے کھانے کھائے اور عمدہ کپڑے پہنے، لیکن اس کی زندگی تنگ ہو گی سکھ چین اسے نصیب نہ ہو گا۔ پھر جب اس کا سایہ ختم ہوتا ہے اور اس کی جان نکل جاتی ہے اور اپنے ربّ کے پاس پہنچ جاتا ہے، تو وہ اس سے سختی سے حساب لیتا ہے اور اس کی بخشش کا امکان بہت کم ہوتا ہے، بلکہ اس کی بخشش ہی نہیں ہوتی۔ غور سے سنو! مسکین لوگوں کی ہی مغفرت ہوتی ہے۔ غور سے سنو! مسکین لوگوں کی ہی مغفرت ہوتی ہے۔ غور سے سنو! مسکین لوگوں کی ہی مغفرت ہوتی ہے۔1

حضرت عبد اللہ بن عُکَیمؒ کہتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت ابو بکرؓ نے ہم لوگوں میں بیان فرمایا تو اس میں ارشاد فرمایا:

امابعد! میں تمھیں اس بات کی وصیت کرتا ہوں کہ تم اللہ سے ڈرو اور اللہ کی شایانِ شان تعریف کرو۔ اور اللہ کے عذاب کا خوف تو ہونا چاہیے، لیکن ساتھ کے ساتھ اس کی رحمت کی اُمید بھی رکھو اور اللہ سے خوب گڑگڑا کر مانگو، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریاؑ اور ان کے گھر والوں کی قرآن میں تعریف فرمائی ہے اور ارشاد فرمایا ہے: {اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ط وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ آیت کا نشان} 2

یہ سب نیک کاموں میں دوڑتے تھے اور اُمید و بیم کے ساتھ ہماری عبادت کیا کرتے تھے اور ہمارے سامنے دب کر رہتے تھے۔

پھر اے اللہ کے بندو! تم یہ بھی جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حق کے بدلہ میں تمہاری جانوں کو گروی رکھا ہوا ہے، اور اس پر اللہ نے تم سب سے پختہ عہد لیا ہوا ہے، اور اس نے تم سے (دنیا کے) تھوڑے اور ختم ہو جانے والے مال اور سامان کو (آخرت کے) زیادہ اور ہمیشہ رہنے والے اجر کے بدلہ میں خرید لیا

ہے۔ اور یہ تم میں اللہ کی کتاب ہے جس کے عجائب ختم نہیں ہو سکتے اور اس کا نور کبھی بجھ نہیں سکتا، لہٰذا اس کتاب کے ہر قول کی تصدیق کرو اور اس سے نصیحت حاصل کرو اور اندھیرے والے دن کے لیے اس میں سے روشنی حاصل کرو۔ اللہ نے تمھیں صرف عبادت کے لیے پیدا کیا ہے اور لکھنے والے کریم فرشتوں کو تم پر مقرر کیا ہے، جو تمہارے ہر فعل کو جانتے ہیں۔

پھر اے اللہ کے بندو! یہ بھی جان لو کہ تم صبح اور شام اس موت کی طرف بڑھ رہے ہو جس کا وقت مقرر ہے لیکن تمھیں وہ بتایا نہیں گیا۔ تم اس کی پوری کوشش کرو کہ جب تمہاری عمر کا آخری وقت آئے تو تم اس وقت اللہ کے کسی عمل میں لگے ہوئے ہو اور ایسا تو تم صرف اللہ کی مدد سے ہی کر سکتے ہو۔ لہٰذا عمر کے پورے ہونے سے پہلے تمھیں جو مہلت ملی ہوئی ہے اس میں نیک اعمال میں ایک دوسرے سے آگے بڑھو، ورنہ تمھیں اپنے برے اعمال کی طرف جانا پڑے گا، کیوں کہ بہت سے لوگوں نے اپنے آپ کو بھلا رکھا ہے اور اپنی عمر دوسروں کو دے دی ہے، یعنی اپنے ایمان و عمل کی انھیں کوئی فکر نہیں ہے، میں تمھیں ان جیسا بننے سے سختی سے روکتا ہوں، جلدی کرو کیوں کہ تمہارے پیچھے موت کا فرشتہ لگا ہوا ہے جو تمھیں تیزی سے تلاش کر رہا ہے اس کی رفتار

بہت تیز ہے۔1

حضرت عمرو بن دینار کہتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت ابو بکرؓ نے بیان فرمایا: اس میں ارشاد فرمایا:

تمہارے فقر و فاقہ کی وجہ سے میں تمھیں اس بات کی وصیت کرتا ہوں کہ تم اللہ سے ڈرو اور اس کی شان کے مطابق اس کی تعریف کرو اور اس سے مغفرت طلب کرو، کیوں کہ وہ بہت زیادہ مغفرت کرنے والا ہے۔

اس کے بعد حضرت عبد اللہ بن عکیم والی پچھلی حدیث جیسا مضمون ذکر کیا اور مزید یہ مضمون ذکر کیا کہ

تم اس بات کو بھی جان لو کہ جو عمل تم خالص اللہ کے لیے کروگے تو اس طرح تم اپنے ربّ کی اطاعت کروگے اور اپنے حق کو محفوظ کرلوگے، لہٰذا تم اپنے قرضہ دینے کے زمانہ میں یعنی دنیاوی زندگی میں جو تم نے کمایا ہے وہ سب (اللہ کو) دے دو اور اپنے سامنے ان کو بطورِ نوافل کے رکھو (یعنی جتنا مال خرچ کرنا فرض ہے وہ تو خرچ کرنا ہی ہے مزید اور بھی خرچ کرو)۔ اس طرح تمھیں شدید ضرورت کے وقت اور عین محتاجی کے زمانے میں اپنی اُن کمائیوں کا اور دیے ہوئے اپنے قرضوں کا پورا پورا بدلہ ملے گا۔

پھر اے اللہ کے بندو! ان لوگوں کے بارے میں سوچو جو تم سے پہلے دنیا میں تھے، وہ کل کہاں تھے اور آج کہاں ہیں؟ وہ بادشاہ کہاں ہیں جنھوں نے زمین کو خوب بویا اور جَوتا تھا، خوب کھیتی باڑی کی تھی، اور سامان اور تعمیرات سے زمین کو خوب آباد کیا تھا؟ آج سب لوگ انھیں بھول چکے ہیں اور ان کا تذکرہ تک بھلایا جا چکا ہے، لہٰذا آج وہ ایسے ہیں جیسے کہ وہ کچھ بھی نہ تھے، اور ان کے کفر و ظلم کی وجہ سے اُن کے گھر اور شہر ویران پڑے ہیں، اور وہ بادشاہ خود اس وقت قبر کی تاریکیوں میں ہیں۔ کیا تم ان ہلاک ہونے والوں میں سے کسی کو دیکھتے ہو یا ان میں سے کسی کی ہلکی سی بھی آواز سنتے ہو؟ تمہارے وہ ساتھی اور بھائی آج کہاں ہیں جن کو تم پہچانتے تھے؟ وہ ان اعمال کے بدلے کی جگہ پر پہنچ گئے ہیں جو انھیں نے آگے بھیجے تھے اور بد بختی یا نیک بختی دونوں میں سے کسی ایک کی جگہ میں پہنچ گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اور اس کی کسی مخلوق کے درمیان کوئی ایسا نسب کا رشتہ نہیں ہے جس کی وجہ سے اللہ اسے خیر دے اور اس سے برائی کو دور کرے۔ اللہ سے یہ باتیں تو صرف اس کی اِطاعت اور اس کے حکم کے پیچھے چلنے سے ہی حاصل ہو سکتی ہیں۔ وہ راحت راحت نہیں ہے جس کے بعد جہنم ہو اور وہ تکلیف تکلیف نہیں جس کے بعد جنت ہو۔ میں اسی

پر بات ختم کرتا ہوں، اور اپنے لیے اور تمہارے لیے اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔1

حضرت نُعَیم بن نمحہ حضرت عبد اللہ بن عکیم جیسی حدیث میں حضرت ابو بکرؓ کا بیان نقل کرتے ہیں اور مزید یہ بھی روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا:

اس قول میں کوئی خیر نہیں جس سے اللہ کی رضا مقصود نہ ہو اور اس مال میں کوئی خیر نہیں جسے اللہ کے راستہ میں خرچ نہ کیا جائے اور اس آدمی میں کوئی خیر نہیں جس کی نادانی اس کی بردباری پر غالب ہو اور اس آدمی میں کوئی خیر نہیں جو اللہ کے معاملے میں ملامت کرنے والوں کی ملامت سے ڈرے۔2

حضرت عاصم بن عدی نے پہلے دوسرا بیان نقل کیا جسے ہم نے ابھی ذکر کیا، پھر حضرت عاصم کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ بیان کے لیے کھڑے ہوئے پہلے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا:

اللہ تعالیٰ صرف وہی عمل قبول کرتے ہیں جس سے مقصود صرف ان کی ذاتِ عالی ہو، لہٰذا تم اپنے اعمال سے صرف اسی کی ذات کو مقصود بنائو اور اس کا یقین رکھو کہ تم جو عمل خالص اللہ کے لیے کروگے تو یہ ایک نیکی ہے جو تم نے کی

ہے اور بڑا حصہ ہے جسے حاصل کرنے میں تم کامیاب ہو گئے ہو، اور یہ تمہاری ایسی آمدنی ہے جو تم نے (اللہ کو) دے دی ہے، اور یہ قرض ہے جو تم نے فانی دنیا کے دنوں سے لے کر ہمیشہ باقی رہنے والی آخرت کے لیے آگے بھیج دیا ہے، اور یہ قرض تمھیں اس وقت کام آئے گا جب تمھیں اس کی سخت ضرورت ہو گی۔

اے اللہ! کے بندو! جو تم میں سے مر گئے ہیں ان سے عبرت حاصل کرو، اور جو تم سے پہلے تھے ان کے بارے میں غور کرو کہ وہ کل کہاں تھے اور آج کہاں ہیں؟ ظالم اور جابر لوگ کہاں ہیں؟ اور وہ لوگ کہاں ہیں جن کے میدانِ جنگ میں لڑنے اور غلبہ پالینے کے تذکرے ہوتے تھے؟ زمانے نے ان کو ذلیل کر دیا، آج ان کی ہڈیاں بوسیدہ ہو چکی ہیں اور اب تو ان کے تذکرے بھی ختم ہو گئے ہیں۔ خبیث عورتیں خبیث مردوں کے لیے ہیں اور خبیث مرد خبیث عورتوں کے لیے ہیں۔ اور وہ بادشاہ کہاں ہیں جنھوں نے زمین کو خوب بویا اور جَوتا تھا اور اسے ہر طرح آباد کیا تھا؟ اب وہ ہلاک ہو چکے ہیں اور ان کا تذکرہ بھی لوگ بھول چکے ہیں اور ایسے ہو گئے ہیں جیسے کہ وہ کچھ نہیں تھے۔

غور سے سنو! اللہ نے ان کی خواہشات کا سلسلہ تو (موت کے ذریعے سے) ختم

کر دیا ہے، لیکن گناہوں کی سزا کا سلسلہ باقی رکھا ہوا ہے۔ وہ دنیا سے جا چکے اور انھوں نے جو عمل کیے تھے وہ تو اب ان کے ہیں، لیکن جو دنیا اُن کے پاس تھی اب وہ دوسروں کی ہو گئی ہے۔ اب ہم ان کے بعد آئے ہیں، اگر ہم ان سے عبرت حاصل کریں گے تو نجات پالیں گے اور اگر ہم دھوکے میں پڑے رہے تو ہم بھی اُن جیسے ہو جائیں گے۔ کہاں ہیں وہ حسین و جمیل لوگ جن کے چہرے خوب صورت تھے اور وہ اپنی جوانی پر اکڑتے تھے اب وہ مٹی ہو چکے ہیں؟ اور جن اعمال کے بارے میں انھوں نے کمی بیشی کی تھی اب وہ اعمال ان کے لیے حسرت کا باعث بنے ہوئے ہیں۔ کہاں ہیں وہ لوگ جنھوں نے بہت سے شہر بنائے تھے اور شہروں کے ارد گرد بڑی مضبوط دیواریں بنائی تھیں اور ان میں عجیب و غریب چیزیں بنائی تھی، اور بعد میں آنے والوں کے لیے وہ ان شہروں کو چھوڑ کر چلے گئے اور اب اُن کے رہنے کی جگہیں ویران پڑی ہوئی ہیں اور وہ خود قبر کی اندھیریوں میں ہیں۔

کیا تم ان میں سے کسی کو دیکھتے ہو یا اُن کی ہلکی سی بھی آواز سنتے ہو؟ تمہارے وہ بیٹے اور بھائی کہاں ہیں جنھیں تم پہچانتے ہو؟ ان کی عمریں ختم ہو گئیں اور جو اعمال انھوں نے آگے بھیجے تھے اب وہ ان اعمال کے پاس پہنچ گئے ہیں اور

وہاں ٹھہر گئے ہیں اور موت کے بعد بد بختی یا نیک بختی والی جگہ ان کو مل گئی ہے۔

غور سے سنو! اللہ کا کوئی شریک نہیں۔ اللہ کے اور اس کی کسی مخلوق کے درمیان کوئی ایسا خاص تعلق نہیں ہے جس کی وجہ سے اللہ اسے خیر دے اور اس سے برائی کو ہٹا دے، اللہ سے تعلق تو صرف اِطاعت سے اور اس کے حکم کے پیچھے چلنے سے بنتا ہے۔ اور اس بات کو جان لو کہ تم ایسے بندے ہو جنھیں ان کے اعمال کا بدلہ ضرور ملے گا اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ صرف اس کی اِطاعت سے حاصل ہو سکتا ہے۔ غور سے سنو! وہ راحت راحت نہیں جس کے بعد جہنم ہو اور وہ تکلیف تکلیف نہیں جس کے بعد جنت ہو۔ 1

حضرت موسیٰ بن عقبہ کہتے ہیں: حضرت ابو بکر صدیقؓ بیان میں اکثر یہ فرمایا کرتے تھے کہ تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ میں اللہ کی تعریف کرتا ہوں اور ہم اس سے مدد مانگتے ہیں اور موت کے بعد کے اکرام کا اس سے سوال کرتے ہیں، کیوں کہ میری اور تمہاری موت کا وقت قریب آگیا ہے۔ اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اور حضرت محمد (ﷺ) اس

کے بندے اور رسول ہیں جنھیں اللہ نے حق دے کر خوش خبری سنانے والا اور ڈرانے والا اور روشن چراغ بنا کر بھیجا، تاکہ جو شخص زندہ ہے وہ اسے ڈرائیں اور کافروں پر (عذاب کی) حجت ثابت ہو جائے۔ جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی وہ ہدایت یافتہ ہو گیا، اور جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی وہ کھلی گمراہی میں پڑ گیا۔

میں آپ لوگوں کو اس بات کی وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرو اور اللہ کے اس دین کو مضبوطی سے پکڑو جو اس نے تمہارے لیے شریعت بنایا اور جس کی اس نے تمھیں ہدایت دی۔ اور کلمۂ اخلاص (لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ) کے بعد ہدایتِ اسلام کی جامع بات یہ ہے کہ اس آدمی کی بات سنی اور مانی جائے جس کو اللہ نے تمہارے تمام کاموں کا والی اور ذمہ دار بنایا ہے۔ جس نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے والی اور ذمہ دار کی اطاعت کی وہ کامیاب ہو گیا، جو حق اس کے ذمہ تھا وہ اس نے ادا کر دیا۔

اور اپنی خواہش کے پیچھے چلنے سے بچو اور جو آدمی خواہش کے پیچھے چلنے سے، لالچ میں پڑنے سے اور غصہ میں آنے سے محفوظ رہا وہ کامیاب ہو گیا۔ اور اِترانے سے بچو اور اس انسان کا کیا اترانا جو مٹی سے بنا ہے اور عن قریب مٹی

میں چلا جائے گا پھر اِسے کیڑے کھا جائیں گے۔ آج وہ زندہ ہے اور کل وہ مرا ہوا ہو گا۔ ہر روز اور ہر گھڑی عمل کرتے رہو۔ اور مظلوم کی بد دعا سے بچو اور اپنے آپ کو مُردوں میں شمار کرو اور صبر کرو، کیوں کہ ہر عمل صبر کے ذریعے ہی ہوتا ہے۔ اور چوکنّے رہو، کیوں کہ چوکنا رہنے سے فائدہ ہوتا ہے، اور عمل کرتے رہو، کیوں کہ عمل ہی قبول ہوتے ہیں۔ اور اللہ نے اپنے جس عذاب سے ڈرایا ہے اس سے ڈرتے ہو اور اللہ نے اپنی جس رحمت کا وعدہ کیا ہے اسے حاصل کرنے میں جلدی کرو۔

سمجھنے کی کوشش کرو اللہ تمھیں سمجھا دے گا اور بچنے کی کوشش کرو اللہ تمھیں بچا دے گا، کیوں کہ اللہ نے وہ اعمال بھی تمہارے سامنے بیان کر دیے ہیں جن کی وجہ سے تم سے پہلے لوگوں کو اللہ نے ہلاک کیا ہے اور وہ اعمال بھی بیان کر دیے ہیں جن کی وجہ سے نجات پانے والوں کو نجات ملی۔ اور اللہ نے اپنی کتاب میں اپنا حلال اور حرام، اور پسندیدہ اور ناپسند اعمال سب بیان کر دیے ہیں۔ اور میں تمہارے بارے میں اور اپنے بارے میں کوئی کوتاہی نہیں کروں گا، اور اللہ ہی سے مدد مانگی جاتی ہے، اور بُرائی سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت اللہ ہی سے ملتی ہے۔

اور تم اس بات کو جان لو کہ تم عمل خالص اللہ کے لیے کرو گے تو اس طرح تم اپنے ربّ کی اطاعت کرو گے اور (آخرت میں اجر و ثواب کے) اپنے بڑے حصے کو محفوظ کر لو گے اور قابلِ رشک بن جائو گے۔ اور جو اعمال تم نے فرائض کے علاوہ کیے ہیں انھیں اپنے آگے کے لیے نفل بنالو، اس طرح تم جو اللہ کو اعمال کا قرضہ دو گے اس قرضہ کا تمھیں آخرت میں پورا پورا بدلہ ملے گا جب کہ تمھیں اس کی شدید ضرورت ہو گی۔ پھر اے اللہ کے بندو! اپنے ان بھائیوں اور ساتھیوں کے بارے میں سوچو جو دنیا سے جا چکے ہیں، جو اعمال انھوں نے آگے بھیجے تھے اب وہ ان اعمال کے پاس پہنچ گئے ہیں اور وہاں ٹھہر گئے ہیں، اور موت کے بعد بد بختی اور خوش قسمتی کی جگہ میں پہنچ گئے ہیں۔ اللہ کا کوئی شریک نہیں، اللہ کے اور اس کی کسی مخلوق کے درمیان کوئی نسب کا رشتہ نہیں جس کی وجہ سے اللہ اسے کوئی خیر دے یا اس سے کوئی برائی ہٹا دے، بلکہ یہ باتیں تو صرف اللہ کی اطاعت سے اور اس کے حکم کے پیچھے چلنے سے ہی حاصل ہو سکتی ہیں۔ اور وہ راحت راحت نہیں جس کے بعد جہنم کی آگ ہو اور وہ تکلیف تکلیف نہیں جس کے بعد جنت ہو۔ میں اسی پر بات ختم کرتا ہوں، اور میں تمہارے لیے اور اپنے لیے اللہ سے مغفرت طلب

کرتا ہوں، اور اپنے نبی پر درود بھیجو۔
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ، وَالسَّلَامُ عَلَيهِ وَرَحمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔ 1

حضرت یزید بن ہارون کہتے ہیں: حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ایک مرتبہ بیان فرمایا اور اس میں ارشاد فرمایا کہ

ایک ایسے بندے کو قیامت کے دن لایا جائے گا جسے اللہ نے دنیا میں بہت نعمتیں دی تھیں اور اسے رزق میں خوب وسعت دی تھی اور اسے جسمانی صحت کی نعمت بھی دی تھی، لیکن اس نے اپنے ربّ کی ناشکری کی تھی۔ اسے اللہ کے سامنے کھڑا کیا جائے گا اور کہا جائے گا: تم نے آج کے دن کے لیے کیا کیا اور اپنے لیے کون سے عمل آگے بھیجے؟ وہ کوئی نیک عمل آگے بھیجا ہوا نہیں پائے گا، اس پر وہ رونے لگے گا اور اتنا روئے گا کہ آنسو ختم ہو جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے اَحکام ضائع کرنے کی وجہ سے اسے شرم دلائی جائے گی اور رسوا کیا جائے گا، اس پر وہ خون کے آنسو رونے لگے گا۔ پھر اسے شرم دلائی جائے گی اور رسوا کیا جائے گا جس پر وہ اپنے دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت کھا جائے گا۔ پھر اللہ کے اَحکام ضائع کرنے پر اسے شرم دلائی جائے گی اور رسوا کیا جائے گا جس پر وہ اونچی آواز سے روئے گا، اور اس کی آنکھیں نکل کر اس کے

رخساروں پر آگریں گی، اور دونوں آنکھوں میں سے ہر آنکھ تین میل لمبی اور تین میل چوڑی ہو گی۔ پھر اسے شرم دلائی جائے گی اور رسوا کیا جائے گا یہاں تک کہ وہ پریشان ہو کر کہے گا: اے میرے ربّ! مجھے دوزخ میں بھیج دے اور مجھ پر رحم فرما کر مجھے یہاں سے نکال دے اور اسے اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان کیا ہے:

{ أَنَّهُ مَن يُحَادِدِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَأَنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِداً فِيهَا ذَلِكَ الخِزْيُ العَظِيمُ آیت کا نشان} 1

جو شخص اللہ کی اور اس کے رسول کی مخالفت کرے گا (جیسا یہ لوگ کر رہے ہیں) تو یہ بات ٹھہر چکی ہے کہ ایسے شخص کو دوزخ کی آگ اس طور پر نصیب ہو گی کہ وہ اس میں ہمیشہ رہے گا، یہ بڑی رسوائی ہے۔2

حضرت محمد بن ابراہیم بن حارث کہتے ہیں: حضرت ابو بکر صدیقؓ نے لوگوں میں بیان فرمایا اور ارشاد فرمایا:

اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! اگر تم تقویٰ اور پاک دامنی اختیار کرو تو تھوڑا عرصہ ہی گزرے گا کہ تمھیں پیٹ بھر کر روٹی اور گھی ملنے لگے گا۔3

حضرت عروہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں: حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ایک مرتبہ لوگوں میں بیان فرمایا، اس میں ارشاد فرمایا:

اے مسلمانوں کی جماعت! اللہ عزوجل سے حیا کرو، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! جب میں قضائے حاجت کے لیے جنگل جاتا ہوں تو میں اپنے ربّ سے حیا کی وجہ سے اپنے اوپر کپڑا اوڑھے رہتا ہوں۔4

حضرت ابنِ شہاب کہتے ہیں: حضرت ابو بکرؓ نے ایک دن بیان کرتے ہوئے فرمایا:

اللہ سے حیا کرو، کیوں کہ اللہ کی قسم! جب سے میں حضور ﷺ سے بیعت ہوا ہوں اس وقت سے جب بھی قضائے حاجت کے لیے باہر جاتا ہوں تو اپنے ربّ سے حیا کی وجہ سے میں اپنا سر کپڑے سے ڈھانکے رکھتا ہوں۔1

حضرت ابو بکرؓ ایک دن منبر پر کھڑے ہوئے تو رونے لگے، پھر فرمایا:

پچھلے سال حضور ﷺ ہم میں بیان کرنے کے لیے منبر پر کھڑے ہوئے تو رونے لگے اور ارشاد فرمایا: اللہ سے معافی بھی مانگو اور عافیت بھی، کیوں کہ کسی آدمی کو ایمان ویقین کے بعد عافیت سے بہتر کوئی نعمت نہیں دی گئی، یعنی سب سے بڑی نعمت تو ایمان ویقین ہے اور اس کے بعد عافیت ہے۔2

حضرت اَوس کہتے ہیں: ایک دن حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ہم لوگوں میں بیان فرمایا۔ ارشاد فرمایا:

پچھلے سال حضور ﷺ نے میری اسی جگہ کھڑے ہو کر بیان فرمایا تھا، اس میں ارشاد فرمایا تھا: اللہ سے عافیت مانگو، کیوں کہ کسی کو یقین کے بعد عافیت سے افضل نعمت نہیں دی گئی۔ اور سچ کو لازم پکڑے رہو، کیوں کہ سچ بولنے سے آدمی نیک اعمال تک پہنچ جاتا ہے۔ سچ اور نیک اعمال جنت میں لے جاتے ہیں۔ اور جھوٹ سے بچو، کیوں کہ جھوٹ بولنے سے آدمی فِسق و فُجور تک پہنچ جاتا ہے۔ اور جھوٹ اور فسق و فجور دوزخ میں لے جاتے ہیں۔ آپس میں حسد نہ کرو، ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، قطع تعلق نہ کرو، ایک دوسرے سے پیٹھ نہ پھیرو اور جیسے تمھیں اللہ نے حکم دیا ہے اللہ کے بندے اور بھائی بھائی بن کر رہو۔ 3

حضرت ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم کہتے ہیں: حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ایک مرتبہ بیان فرمایا اور اس میں ارشاد فرمایا:

حضور ﷺ نے فرمایا: نفاق والے خشوع سے اللہ کی پناہ مانگو۔ صحابہؓ نے پوچھا: یا رسول اللہ! نفاق والا خشوع کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: دل میں تو نفاق ہو، لیکن

ظاہرِ بدن میں خشوع ہو۔4

حضرت ابو العالیہکہتے ہیں: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہم میں بیان فرمایااور اس میں ارشاد فرمایا:

حضور ﷺ نے فرمایا: مسافر (چار رکعت والی نماز کو) دو رکعت پڑھے گا اور مقیم چار رکعت پڑھے گا۔ میری پیدائش کی جگہ مکہ ہے اور میری ہجرت کی جگہ مدینہ ہے، اور جب میں ذوالحُلیفہ سے مکہ کی طرف روانہ ہوتا ہوں تو دو رکعت نماز پڑھتاہوں۔1

حضرت ابو ضمرہ کہتے ہیں: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں بیان فرمایا۔ پہلے اللہ کی حمد وثنا بیان کی پھر فرمایا:

عن قریب تمہارے لیے ملکِ شام فتح کر دیا جائے گا، پھر تم وہاں نرم زمین میں جائوگے، اور روٹی اور تیل سے اپنا پیٹ بھر وگے، اور وہاں تمہارے لیے مسجدیں بنائی جائیں گی، اور اس بات سے بچنا کہ اللہ کے علم میں یہ بات آئے کہ تم لوگ کھیل کود کے لیے ان مسجدوں میں جاتے ہو، کیوں کہ مسجدیں تو صرف ذکر کے لیے بنائی گئی ہیں۔2

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہم میں بیان فرماتے تو انسان کی

پیدائش کی اِبتدا کا تذکرہ کرتے اور فرماتے: انسان پیشاب کی نالی سے دو دفعہ گزر کر پیدا ہوا ہے۔ اور اس کا اس طرح تذکرہ کرتے کہ ہم اپنے آپ کو ناپاک سمجھنے لگے۔3

جہاد کے باب میں مرتدین سے جنگ کی ترغیب کے بارے میں اور جہاد کی ترغیب کے بارے میں اور روم سے غزوہ کرنے کے لیے جانے کے بارے میں اور صحابہ کرامؓ کے ملکِ شام جانے کے وقت حضرت ابو بکرؓ کے بیانات گزر چکے ہیں، اور صحابہ کرام کے باہمی اتحاد اور اتفاق رائے کے اہتمام کے باب میں آپس کے انتشار سے ڈرانے اور حضور صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی وفات کے واقع ہو جانے اور حضور صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے دین کو مضبوطی سے پکڑنے اور خلافت میں قریش کو ترجیح دینے اور خلافت قبول کرنے سے عذر پیش کرنے اور بیعت مسلمانوں کو واپس کرنے اور خلیفہ کی صفات کے بارے میں حضرت ابو بکرؓ کے بیانات گزر چکے ہیں، اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے باب میں آیت { لَا يَضُرُّكُم مَّن ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ } 1 کی تفسیر کے بارے میں حضرت ابو بکرؓ کا بیان گزر چکا ہے۔

امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطابؓ کے بیانات

حضرت حُمید بن ہلال کہتے ہیں: ایک صاحب حضرت ابو بکرؓ کی وفات کے موقع پر موجود تھے۔ انھوں نے ہمیں بتایا کہ حضرت عمرؓ نے حضرت ابو بکر کے دفن سے فارغ ہو کر قبر کی مٹی ہاتھوں سے جھاڑی، پھر اسی جگہ کھڑے ہو کر بیان کیا اور اس میں فرمایا:

اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعہ سے مجھے اور میرے ذریعہ سے تمھیں آزمائیں گے، اور اللہ نے مجھے میرے دو حضرات (رسول پاک ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ) کے بعد آپ لوگوں میں باقی رکھا ہے۔ اللہ کی قسم! ایسے نہیں ہو سکے گا کہ میرے پاس تمہارا کوئی کام پیش ہو اور میرے علاوہ کوئی اور اس کام کو کرے۔ اور نہ ہی ایسے ہو سکے گا کہ تمہارا کوئی کام میری غیر موجودگی سے تعلق رکھتا ہو اور میں اس کی کفایت کرنے اور اس کے بارے میں امانت داری اختیار کرنے میں کوتاہی کروں۔ اگر لوگ اچھے عمل کریں گے تو میں اُن کے ساتھ اچھا سلوک کروں گا، اور اگر برے عمل کریں گے تو میں انھیں عبرت ناک سزا دوں گا۔

وہ بتانے والے صاحب کہتے ہیں: اللہ کی قسم! حضرت عمر نے دنیا سے جانے تک پہلے دن کے بیان کردہ اپنے اس اصول کے خلاف نہ کیا، ہمیشہ اسی پر قائم

رہے۔2

حضرت شعبی کہتے ہیں: جب حضرت عمر بن خطابؓ خلیفہ بنے تو وہ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا:

اللہ تعالیٰ مجھے ایسا نہیں دیکھنا چاہتے کہ میں اپنے آپ کو منبر کی اس جگہ بیٹھنے کا اہل سمجھوں جہاں ابو بکرؓ بیٹھا کرتے تھے۔

یہ کہہ کر حضرت عمر ایک سیڑھی نیچے ہو گئے۔ پھر اللہ کی حمد و ثنا بیان کی، پھر فرمایا:

قرآن پڑھو، اس کے ذریعہ سے تم پہچانے جائو گے۔ اور قرآن پر عمل کرو، اس سے تم قرآن والوں میں سے ہو جائو گے۔ اور اعمال نامہ کے تولے جانے سے پہلے پہلے تم خود اپنا موازنہ کر لو اور اس دن کی بڑی پیشی کے لیے اپنے آپ کو (نیک اعمال) سے آراستہ کر لو جس دن تم اللہ کے سامنے پیش کیے جائو گے اور تمہاری کوئی پوشیدہ سے پوشیدہ بات چھپی نہیں رہ سکے گی۔ اور کسی حق والے کا حق اتنا نہیں بنتا کہ اس کی بات مان کر اللہ کی نافرمانی کی جائے۔ غور سے سنو! میں اللہ کے مال یعنی بیت المال میں سے اتنا لوں گا جتنا یتیم کے والی کو یتیم کے مال میں سے ملتا ہے۔ اگر مجھے اس کی بھی ضرورت نہ ہوئی تو میں یہ بھی

نہیں لوں گا، اور اگر ضرورت ہوئی تو کام کرنے والے کو عام طور سے جتنا ملتا ہے اس کے مطابق لوں گا۔1

حضرت عمرؓ نے ایک بیان میں فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے تم سے حساب لینے سے پہلے پہلے تم اپنا محاسبہ کرلو، اس سے اللہ کا حساب آسان ہو جائے گا۔ اور اعمال نامہ کے تولے جانے سے پہلے پہلے تم اپنا موازنہ کرلو اور اس دن کی بڑی پیشی کے لیے اپنے آپ کو (نیک اعمال سے) آراستہ کرلو جس دن تم اللہ کے سامنے پیش کیے جائوگے اور تمہاری کوئی پوشیدہ سے پوشیدہ بات چھپی نہیں رہ سکے گی۔2

حضرت ابو فِراس کہتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت عمر بن خطابؓ نے بیان فرمایا اور ارشاد فرمایا:

اے لوگو! غور سے سنو! پہلے ہمیں آپ لوگوں کے اندرونی حالات اس طرح معلوم ہو جاتے تھے کہ نبی کریم ﷺ ہمارے درمیان تشریف فرماتے اور وحی نازل ہوا کرتی تھی اور اللہ تعالیٰ ہمیں آپ لوگوں کے حالات بتادیا کرتے تھے (کہ کون مؤمن ہے کون منافق؟ اور کس مؤمن کا درجہ بڑا ہے اور کس کا چھوٹا؟) غور سے سنو! حضور ﷺ اب تشریف لے جاچکے اور وحی کا سلسلہ

بھی بند ہو چکا، اس لیے اب ہمارے لیے آپ لوگوں کے حالات و درجات معلوم کرنے کا طریقہ وہ ہو گا جو اَب ہم بتانے لگے ہیں۔ آپ میں سے جو خیر کو ظاہر کرے گا ہم اس کے بارے میں اچھا گمان رکھیں گے اور اسی وجہ سے اس سے محبت کریں گے، اور جو ہمارے سامنے شر ظاہر کرے گا ہم اس کے بارے میں برا گمان رکھیں گے اور اسی وجہ سے اس سے بغض رکھیں گے۔ اور آپ لوگوں کے پوشیدہ اور اندرونی حالات آپ کے اور آپ کے ربّ کے درمیان ہوں گے، یعنی ہم تو ہر ایک کے ظاہر کے مطابق اس کے متعلق فیصلہ کریں گے۔

غور سے سنو! ایک وقت تو ایسا تھا کہ مجھے اس بات کا یقین تھا کہ ہر قرآن پڑھنے والا صرف اللہ کے لیے اور اللہ کے ہاں کی نعمتوں کے لینے کے ارادے سے پڑھ رہا ہے، لیکن اب آخر میں آکر کچھ ایسا اندازہ ہو رہا ہے کہ کچھ لوگ جو کچھ انسانوں کے پاس ہے اسے لینے کے ارادے سے قرآن پڑھتے ہیں، تم قرآن کے پڑھنے سے اور اپنے اعمال سے اللہ کی رضامندی کا ہی ارادہ کرو۔ توجہ سے سنو! اللہ کی قسم! میں اپنے گورنر آپ لوگوں کے پاس اس لیے نہیں بھیجتا کہ وہ آپ لوگوں کی کھالوں کی پٹائی کریں یا آپ لوگوں کے مال لے لیں، بلکہ اس

لیے بھیجتا ہوں تا کہ وہ آپ لوگوں کو دین اور سنت سکھائیں۔ جو گورنر کسی کے ساتھ اس کے علاوہ کچھ اور کرے وہ اس گورنر کی بات میرے پاس لے کر آئے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! میں اسے اس گورنر سے ضرور بدلہ لے کر دوں گا۔ غور سے سنو! مسلمانوں کی پٹائی نہ کرو ورنہ تم انھیں ذلیل کر دو گے۔ اور اسلامی سرحد سے انھیں گھر واپس جانے سے نہ روکو ورنہ تم انھیں فتنہ میں ڈال دو گے۔ اور ان کے حقوق ان سے نہ روکو (بلکہ ادا کرو) ورنہ تم انھیں ناشکری میں مبتلا کر دو گے۔ اور گھنے درختوں والے جنگل میں انھیں لے کر مت پڑاؤ ڈالنا ورنہ (بکھر جانے کی وجہ سے دشمن کا داؤ چل جائے گا اور) وہ ضائع ہو جائیں گے۔ 1

حضرت ابو العجفاء کہتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے بیان میں فرمایا: غور سے سنو! عورتوں کے مہر بہت زیادہ مقرر نہ کرو، کیوں کہ اگر مہر کا زیادہ ہونا دنیا میں عزت کی چیز ہوتی یا اللہ کے ہاں تقویٰ والا کام شمار ہوتا تو نبی کریم ﷺ تم سے زیادہ اس کے حق دار ہوتے۔ حضور ﷺ نے اپنی کسی بیوی یا بیٹی کا مہر بارہ اوقیہ یعنی چار سو اَسّی درہم سے زیادہ مقرر نہیں فرمایا۔ تم لوگ مہر بہت زیادہ مقرر کر لیتے ہو، لیکن جب دینا پڑتا ہے تو پھر دل میں اس عورت کی دشمنی

محسوس کرتے ہو۔ تم مہر دیتے بھی ہو، لیکن اس عورت سے کہتے ہو کہ مجھے تیرے مہر کی وجہ سے مشک بھی اٹھانی پڑی اور بہت مشقت بھی۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ تمہارے غزوات میں جو آدمی قتل ہو جاتا ہے تم اس کے بارے میں کہتے ہو: فلاں شہید ہو کر قتل ہوا، یا فلاں نے شہید ہو کر وفات پائی (بغیر تحقیق کے کسی کے شہید ہونے کا حتمی فیصلہ نہ کیا کرو)، کیوں کہ ہو سکتا ہے کہ وہ تجارت کے ارادے سے ساتھ آیا ہو، اور اس نے اپنی سواری کے آخری حصے پر اور کجاوے کی ایک جانب سونا چاندی لاد رکھا ہو (وہ تجارت والا اللہ کے راستے میں نہیں ہے)۔ اس لیے یہ بات نہ کہا کرو، بلکہ جیسے حضور ﷺ نے فرمایا ویسے کہا کرو کہ جو آدمی اللہ کے راستہ میں قتل ہوا یا فوت ہوا وہ جنت میں جائے گا۔ 1

حضرت مسروق کہتے ہیں: ایک دن حضرت عمر بن خطاب ؓ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا:

اے لوگو! عورتوں کے مہر زیادہ کیوں مقرر کرتے ہو؟ حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ کے زمانے میں مہر چار سو درہم یا اس سے کم ہوا کرتا تھا۔ اگر مہر بہت زیادہ مقرر کرنا اللہ کے ہاں تقویٰ کا یا عزت کا کام ہوتا تو آپ لوگ اس میں

حضور ﷺ اور صحابہ سے آگے نہ نکل سکتے۔2

نکاح کے باب میں اس بیان کی چند روایات ہم ذکر کر چکے ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے جابیہ شہر میں بیان فرمایا پہلے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا:

جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسے گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔

حضرت عمرؓ کے سامنے ایک پادری بیٹھا ہوا تھا اس نے فارسی میں کچھ کہا۔

حضرت عمر نے اپنے ترجمان سے پوچھا: یہ کیا کہہ رہا ہے؟ ترجمان نے بتایا: یہ کہہ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو گمراہ نہیں کرتے۔ حضرت عمر نے فرمایا:

او اللہ کے دشمن! تم غلط کہتے ہو، بلکہ اللہ نے تمھیں پیدا کیا اور اسی نے تمھیں گمراہ کیا اور ان شاء اللہ وہ تمھیں دوزخ کی آگ میں داخل کرے گا۔ اگر تمہارے (ذمی ہونے کے) عہد کا پاس نہ ہوتا تو میں تمہاری گردن اڑا دیتا۔

پھر فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدمؑ کو پیدا فرمایا تو اُن کی ساری اولاد ان کے سامنے بکھیر دی، اور جنت والوں کے نام اور ان کے اعمال (لوحِ محفوظ میں) اسی وقت

لکھ دیے، اور اسی طرح دوزخ والوں کے نام اور اُن کے اعمال بھی اسی وقت لکھ دیے، پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ لوگ اس (جنت) کے لیے ہیں اور یہ لوگ اس (دوزخ) کے لیے ہیں۔

راوی کہتے ہیں: پھر لوگ بکھر گئے اور تقدیر کے بارے میں اختلاف کرنے لگے۔1

حضرت عبد الرحمن بن اَبزیٰ کہتے ہیں: کسی آدمی نے آکر حضرت عمرؓ کو بتایا کہ کچھ لوگ تقدیر کے بارے میں غلط باتیں کرتے ہیں۔ اس پر حضرت عمر نے کھڑے ہو کر بیان فرمایا، ارشاد فرمایا:

اے لوگو! تم سے پہلی اُمتیں تقدیر کے بارے میں غلط باتیں کر کے ہی ہلاک ہوئی ہیں۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں عمر کی جان ہے! آیندہ جن دو آدمیوں کے بارے میں میں نے یہ سنا کہ یہ تقدیر کے بارے میں (اپنی عقل سے) باتیں کر رہے ہیں تو میں دونوں کی گردن اُڑادوں گا۔

راوی کہتے ہیں: حضرت عمرؓ کا یہ اعلان سن کر تمام لوگوں نے تقدیر کے بارے میں بات کرنی چھوڑ دی۔ پھر حجاج کے زمانے میں شام میں ایک جماعت ظاہر ہوئی جس نے سب سے پہلے تقدیر کے بارے میں بات کرنی شروع کی۔2

حضرت باہلی کہتے ہیں: جب حضرت عمرؓ ملکِ شام میں داخل ہوئے تو انھوں نے جابیہ شہر میں کھڑے ہو کر بیان فرمایا۔ ارشاد فرمایا:

قرآن سیکھو اس سے تمہارا تعارف ہو گا اور قرآن پر عمل کرو اس سے تم قرآن والوں میں سے ہو جائو گے۔ اور کسی حق دار کا درجہ اتنا بڑا نہیں ہو سکتا کہ اس کی بات مان کر اللہ کی نافرمانی کی جائے۔ اور اس بات کا یقین رکھو کہ حق بات کہنے سے اور کسی بڑے کو نصیحت کرنے سے نہ تو موت قریب آتی ہے اور نہ اللہ کا رزق دور ہوتا ہے۔ اور اس بات کو جان لو کہ بندے اور اس کی روزی کے درمیان ایک پردہ پڑا ہوا ہے۔ اگر بندہ صبر سے کام لیتا ہے تو اس کی روزی خود اس کے پاس آجاتی ہے اور اگر بے سوچے سمجھے روزی کمانے میں گھس جاتا ہے (حلال و حرام کی تمیز نہیں کرتا) تو وہ اس پردے کو توپھاڑ لیتا ہے، لیکن اپنے مقدر کی روزی سے زیادہ نہیں پا سکتا۔

گھوڑوں کو سدھائو اور تیر چلانا سیکھو اور جوتی پہنا کرو اور مسواک کیا کرو اور موٹا جھوٹا استعمال کرو، اور عجمیوں کی عادتیں اختیار کرنے سے اور ظالم جابر لوگوں کے پڑوس سے بچو۔ اور اس سے بھی بچو کہ تمہارے درمیان صلیب بلند کی جائے یا تم اس دستر خوان پر بیٹھو جس پر شراب پی جائے۔ اور بغیر لنگی کے

حمام میں داخل ہونے سے بھی بچو اور اس سے بھی بچو کہ تم عورتوں کو ایسے ہی چھوڑ دو کہ وہ حمام میں داخل ہوں، کیوں کہ حمام میں داخل ہونا عورتوں کے لیے جائز نہیں۔ تم جب عجمیوں کے علاقہ میں پہنچ جائو اور ان سے معاہدہ کر لو تو پھر کمائی کے ایسے کام اختیار کرنے سے بچو جن کی وجہ سے تمھیں وہاں ہی رہنا پڑ جائے اور ملکِ عرب میں واپس نہ آسکو، کیوں کہ تمھیں اپنے علاقہ میں عن قریب واپس آنا ہے۔ اور ذلت اور خواری کو اپنی گردن میں ڈالنے سے بچو۔ عرب کے مال مویشی کو لازم پکڑو۔ جہاں بھی جائو انھیں ساتھ لے جائو۔ اور یہ بات جان لو کہ شراب تین چیزوں سے بنائی جاتی ہے: کشمش، شہد اور کھجور۔ جو اس میں سے پرانی ہو جائے (اور اس میں نشہ پیدا ہو جائے) تو وہ شراب ہے جو کہ حلال نہیں ہے۔ اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تین آدمیوں کو پاک نہیں کریں گے اور انھیں (رحمت کی نگاہ سے) نہیں دیکھیں گے اور انھیں اپنے قریب نہیں کریں گے اور انھیں دردناک عذاب ہو گا۔ ایک وہ آدمی جو دنیا لینے کے ارادے سے امام سے بیعت ہو، پھر اگر اسے دنیا ملے تو وہ اس بیعت کو پورا کرے ورنہ نہ کرے۔ دوسرا وہ آدمی جو عصر کے بعد (بیچنے کے لیے) سامان لے کر جائے اور اللہ کی جھوٹی قسم کھا کر کہے: اس کی اتنی اور

اتنی قیمت لگ چکی ہے۔ اور اس کی اس جھوٹی قسم کی وجہ سے وہ سامان بِک جائے۔

مؤمن کو گالی دینا فسق ہے اور اسے قتل کرنا کفر ہے۔ اور تمہارے لیے یہ حلال نہیں کہ تم اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے رکھو۔ اور جو شخص کسی جادو گر، کاہن یا نجومی کے پاس جائے اور جو وہ کہے اسے سچا مانے تو اس نے محمد ﷺ پر نازل ہونے والے دین کا انکار کر دیا۔ 1

حضرت موسیٰ بن عقبہ کہتے ہیں: حضرت عمر بن خطابؓ نے جابیہ میں یہ بیان فرمایا تھا:

اما بعد! میں تمھیں اس اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں جو ہمیشہ رہے گا اور اس کے علاوہ ہر ایک فنا ہو جائے گا، جو فرماں برداری کی وجہ سے اپنے دوستوں کا اکرام کرتا ہے اور نافرمانی کی وجہ سے اپنے دشمنوں کو گمراہ کرتا ہے۔ اب جو کسی گمراہی والے کام کو ہدایت والا سمجھ کر کرتا ہے اور ہلاک ہو جاتا ہے، یا کسی حق والے کام کو گمراہی والا سمجھ کر چھوڑ دیتا ہے اور ہلاک ہو جاتا ہے، تو اس ہلاک ہونے میں اس کے پاس کوئی عذر نہیں ہے۔ اور بادشاہ کو اپنی رعایا کے بارے میں سب سے زیادہ نگرانی اور دیکھ بھال اس بات کی کرنی چاہیے کہ اللہ

تعالیٰ نے اپنے جس دین کی ان کو ہدایت نصیب فرمائی اس دین والے اَحکامات ان لوگوں پر لازم ہیں، یہ لوگ ان اَحکامات کو صحیح طرح سے ادا کریں۔ اور ہم ذمہ دارانِ خلافت کے ذمہ یہ بھی ہے کہ ہم آپ لوگوں کو اللہ کی اس اطاعت کا حکم دیں جس کا اللہ نے آپ لوگوں کو حکم دیا اور اللہ کی اس نافرمانی سے روکیں جس سے اللہ نے آپ لوگوں کو روکا۔ اور قریب اور دور کے آپ تمام لوگوں میں اللہ کے اَحکام کو قائم کریں، اور جو حق کو جھکانا چاہتا ہے ہمیں اس کی کوئی پروا نہیں۔ اور مجھے معلوم ہے کہ بہت سے لوگ اپنے دین کے بارے میں بہت سی تمنائیں کرتے ہیں، کہتے ہیں:- ہم نمازیوں کے ساتھ نماز پڑھیں گے اور مجاہدوں کے ساتھ مل کر جہاد کریں گے اور ہم ہجرت کی نسبت حاصل کریں گے، وہ ان کاموں کو کرتے تو ہیں لیکن ان کا حق ادا نہیں کرتے اور ایمان صرف صورت بنا لینے سے نہیں ملتا۔

اور ہر نماز کا ایک وقت ہے جو اللہ نے اس کے لیے مقرر فرمایا ہے، اس کے بغیر نماز ٹھیک نہیں ہو سکتی۔ فجر کا وقت اس وقت شروع ہوتا ہے جب رات ختم ہو جاتی ہے اور روزے دار کے لیے کھانا پینا حرام ہو جاتا ہے۔ فجر میں خوب زیادہ قرآن پڑھا کرو۔ اور ظہر کا وقت سورج کے زوال سے شروع ہو جاتا ہے،

لیکن گرمیوں میں اس وقت پڑھو جب تمہارا سایہ تمہارے جتنا لمبا ہو جائے، اس وقت تک انسان کا دوپہر کا آرام پورا ہو جاتا ہے، اور سردیوں میں اس وقت پڑھو جب کہ سورج تمہارے دائیں ابرو پر آجائے یعنی زوال کے تھوڑی دیر بعد پڑھ لو۔ اور وضو، رکوع اور سجدے میں اللہ نے جو پابندیاں لگا رکھی ہیں وہ سب پوری کرو، اور یہ سب اس لیے ہے تا کہ سوتا نہ رہ جائے اور نماز قضا ہو جائے۔ اور عصر کا وقت یہ ہے کہ سورج زرد ہونے سے پہلے ایسے وقت میں پڑھی جائے کہ ابھی سورج سفید اور صاف ہو، اور نماز کے بعد آدمی سست رفتار اونٹ پر چھ میل کا فاصلہ غروب سے پہلے طے کر سکے۔ اور مغرب کی نماز سورج ڈوبتے ہی روزہ کھولنے کا وقت ہوتے ہی پڑھی جائے۔ اور عِشا کی نماز سرخی غائب ہو کر رات کا اندھیرا چھانے سے لے کر تہائی رات تک پڑھی جائے۔ جو اِس سے پہلے سو جائے اللہ اسے آرام و سکون والی نیند نہ دے۔ یہ نمازوں کے اوقات ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

{إنَّ الصَّلاةَ كَانَتْ عَلَى المُؤْمِنِينَ كِتَاباً مَّوْقُوتاً آیت کا نشان} 1

یقیناً نماز مسلمانوں پر فرض ہے اور وقت کے ساتھ محدود ہے۔

اور ایک آدمی کہتا ہے: میں نے ہجرت کی ہے، حالاں کہ اس کی ہجرت کامل

نہیں ہے۔ کامل ہجرت والے تو وہ لوگ ہیں جو تمام برائیاں چھوڑ دیں۔ اور بہت سے لوگ کہتے ہیں: ہم جہاد کر رہے ہیں، حالاں کہ جہاد فی سبیل اللہ یہ ہے کہ آدمی دشمن کا مقابلہ بھی کرے اور حرام سے بھی بچے۔ بہت سے لوگ خوب اچھی طرح دشمن سے جنگ کرتے ہیں، لیکن نہ ان کا ارادہ اجر لینے کا ہوتا ہے اور نہ اللہ کو یاد کرنے کا۔ اور قتل ہو جانا بھی موت کی ایک صورت ہے، یعنی قتل ہونا شہادت اس وقت شمار ہو گا جب کہ صرف اللہ کے کلمہ کو بلند کرنے کی نیت سے جنگ کر رہا ہوں اور ہر آدمی اسی نیت پر شمار کیا جائے گا جس نیت سے اس نے جنگ کی ہے۔ ایک آدمی اس لیے جنگ کرتا ہے کہ اس کی طبیعت میں بہادری ہے، اور جسے جانتا ہے اور جسے نہیں جانتا ہر ایک کو جنگ کر کے دشمن سے بچاتا ہے۔ ایک آدمی طبعاً بزدل ہوتا ہے، وہ تو اپنے ماں باپ کی مدد نہیں کر سکتا بلکہ انھیں دشمن کے حوالے کر دیتا ہے، حالاں کہ کتا بھی اپنے گھر والوں کے پیچھے سے بھونکتا ہے، یعنی بزدل آدمی کتے سے بھی گیا گزرا ہوتا ہے۔ اور جان لو کہ روزہ قابلِ احترام عمل ہے۔ آدمی روزہ رکھ کر جیسے کھانے، پینے اور عورتوں کی لذت سے بچتا ہے، ایسے ہی اگر مسلمانوں کو تکلیف دینے سے بھی بچے تو پھر اس کا روزہ کامل درجہ کا ہو گا۔ اور

زکوٰۃ حضور ﷺ نے (اللہ کے فرمانے سے) فرض کی ہے، اسے خوشی خوشی ادا کیا جائے اور زکوٰۃ لینے والے پر اپنا احسان نہ سمجھا جائے۔
تمھیں جو نصیحتیں کی جارہی ہیں انھیں اچھی طرح سمجھ لو۔ جس کا دین لٹ گیا اس کا سب کچھ لٹ گیا۔ خوش قسمت وہ ہے جو دوسرے کے حالات سے عبرت اور نصیحت حاصل کرلے۔ بدبخت وہ ہے جو کہ ماں کے پیٹ میں یعنی اَزل سے بدبخت ہوا ہو۔ اور سب سے برے کام وہ ہیں جو نئے گھڑے جائیں۔ اور سنت میں میانہ روی اختیار کرنا بدعت میں بہت زیادہ کوشش کرنے سے بہتر ہے۔ اور لوگوں کے دلوں میں اپنے بادشاہ سے نفرت ہوا کرتی ہے، میں اس بات سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ مجھ میں اور تم میں طبعی کینہ پیدا ہوجائے، یا میں اور تم خواہشات کے پیچھے چلنے لگ جائیں یا دنیا کو آخرت پر ترجیح دینے لگ جائیں۔ اور مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ تم لوگ کہیں ظالموں کی طرف مائل نہ ہو جائو اور مال داروں پر تمھیں مطمئن نہیں ہونا چاہیے۔ تم اس قرآن کو لازم پکڑو، کیوں کہ اس میں نور اور شفا ہے، باقی سب کچھ تو بدبختی کا سامان ہے۔
اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہارے جن کاموں کا والی بنایا ہے ان میں جو حق میرے ذمہ تھا وہ میں نے ادا کر دیا ہے اور تمہاری خیر خواہی کے جذبہ سے تمھیں وعظ

ونصیحت بھی کر چکا ہوں۔ ہم نے اس بات کا حکم دے دیا ہے کہ تمھیں تمہارے حصے (بیت المال میں سے) دے دیے جائیں۔ اور تمہارے لشکروں کو ہم جمع کر چکے ہیں اور جہاں جا کر تم نے غزوہ کرنا ہے وہ جگہیں ہم مقرر کر چکے ہیں اور تمہارے پڑائو کی جگہیں بھی مقرر کر دی ہیں۔ اور تلواروں سے لڑ کر جو تم نے مالِ غنیمت حاصل کیا ہے اس میں ہم نے تمہارے لیے پوری طرح وسعت کی ہے، لہٰذا اب تمہارے پاس اللہ کے حکم کے مقابلہ میں کوئی عذر نہیں ہے، بلکہ سارے وہ دلائل ہیں جن سے اللہ کا ہر حکم ماننا تم پر لازم آتا ہے۔ میں اسی پر بات ختم کرتا ہوں، اور اپنے لیے اور سب کے لیے اللہ سے اِستغفار کرتا ہوں۔ 1

سیف راوی نے اسی روایت کے ضمن میں بیان کیا کہ حضرت عمرؓ نے حضرت علی بن ابی طالبؓ کو مدینہ میں اپنی جگہ خلیفہ بنایا، پھر گھوڑے پر سوار ہو کر چلے تاکہ سفر تیزی سے پورا ہو۔ چلتے چلتے جابیہ شہر پہنچ گئے۔ وہاں قیام فرمایا، وہاں ایک زبردست موئثر بیان فرمایا۔ اس میں فرمایا:

اے لوگو! اپنے باطن کی اصلاح کر لو تمہارا ظاہر خود بخود ٹھیک ہو جائے گا۔ تم اپنی آخرت کے لیے عمل کرو تمہاری دنیا کے کام من جانب اللہ خود ہی

ہو جائیں گے۔ اور کسی آدمی کے اور حضرت آدمؑ کے درمیان ایسا کوئی زندہ باپ نہیں ہے جو موت کے وقت اس کے کام آسکے، اور نہ کسی آدمی کے اور اللہ کے درمیان نرمی کا کوئی معاہدہ ہے۔ اور جو آدمی اپنے لیے جنت کا راستہ واضح کرنا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ وہ جماعت کو لازم پکڑے رکھے، کیوں کہ شیطان اکیلے آدمی کے ساتھ ہوتا ہے اور دو آدمیوں سے بہت دور ہوتا ہے۔ اور کوئی آدمی ہرگز کسی اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی اختیار نہ کرے، ورنہ شیطان ان دو کے ساتھ تیسرا ہوگا۔ جسے اپنی نیکی سے خوشی ہو اور اپنی برائی سے رنج و صدمہ ہو وہ کامل ایمان والا ہے۔ راوی کہتے ہیں: یہ بیان بہت لمبا ہے جسے ہم نے اختصار سے ذکر کیا ہے۔ 1

حضرت ابنِ عمرؓ فرماتے ہیں: حضرت عمرؓ نے جابیہ میں بیان فرمایا، اس میں ارشاد فرمایا:

جیسے میں تم میں کھڑے ہو کر بیان کر رہا ہوں ایسے ہی ایک مرتبہ حضور ﷺ نے ہم میں کھڑے ہو کر بیان فرمایا تھا۔ جس میں آپ نے فرمایا تھا کہ تم لوگ میرے صحابہؓ کے بارے میں اچھا معاملہ کرنے کی وصیت قبول کرو اور جو اِن کے بعد والے ہیں ان کے بارے میں بھی یہی وصیت قبول کرو اور پھر جو اِن

کے بعد والے ہیں ان کے بارے میں بھی یہی وصیت قبول کرو، یعنی تابعین اور تبع تابعین کے بارے میں۔ ان تین طبقات کے بعد پھر جھوٹ پھیل جائے گا، یہاں تک کہ آدمی سے گواہی دینے کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا اور خود ہی (جھوٹی) گواہی دینی شروع کر دے گا۔ تم میں سے جو آدمی جنت کے عین بیچ میں جانا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ وہ جماعت کو لازم پکڑے رکھے، کیوں کہ شیطان اکیلے کے ساتھ ہوتا ہے اور دو آدمیوں سے بہت دور ہوتا ہے۔ اور تم میں سے کوئی آدمی کسی اجنبی عورت کے ساتھ ہر گز تنہائی اختیار نہ کرے، ورنہ شیطان ان دو کے ساتھ تیسرا ہو گا۔ جسے اپنی نیکی سے خوشی ہو اور اپنی برائی سے رنج وصدمہ ہو وہ ایمان والا ہے۔ 2

حضرت سُوَید بن غَفَلہ کہتے ہیں: حضرت عمرؓ نے جابیہ شہر میں لوگوں میں بیان فرمایا۔ ارشاد فرمایا:

حضور ﷺ نے (مردوں کو) ریشم پہننے سے منع فرمایا ہے، صرف دو تین یا چار انگلی کے برابر ریشم پہننے کی اجازت دی ہے۔

اس موقع پر حضرت عمرؓ نے سمجھانے کے لیے ہاتھ سے اشارہ بھی فرمایا۔ 1

سیف راوی نے بیان کیا کہ طاعون عمواس کے بعد ۱۷ھ کے آخر میں حضرت

عمرؓ ملکِ شام آئے۔ جب ذی الحجہ میں وہاں سے مدینہ واپس جانے کا ارادہ فرمالیا تو لوگوں میں بیان فرمایا۔ پہلے اللہ کی حمد وثنا بیان کی، پھر فرمایا:

غور سے سنو! مجھے تمہارا امیر بنایا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہارا والی بنایا ہے، اس کی وجہ سے جو ذمہ داریاں آتی ہیں میں نے ماشاء اللہ وہ سب ادا کر دی ہیں، اور تمہارے حصہ کا مالِ غنیمت تم میں پھیلا دیا ہے، اور پڑائو ڈالنے کی جگہیں اور غزوہ کرنے کی جگہیں سب تفصیل سے تمھیں بتا دی ہیں، جو کچھ ہمارے پاس تھا وہ سب تمھیں پہنچا دیا ہے۔ تمہارے لشکر جمع کر دیے ہیں اور تمہارے لیے ترقی کی راہیں مہیا کر دی ہیں اور تمھیں ٹھکانے دے دیے ہیں اور ملکِ شام میں جنگ کر کے تم نے جو مالِ غنیمت حاصل کیا تھا وہ سب تم لوگوں میں وسعت سے تقسیم کر دیا ہے۔ تمہاری خوراک مقرر کر دی ہے، اور تمھیں عطایا، روزینہ اور مالِ غنیمت دینے کا ہم نے حکم دے دیا ہے۔ کوئی آدمی ایسی چیز جانتا ہو جس پر عمل کرنا مناسب ہو وہ ہمیں بتائے ہم اس پر ان شاء اللہ ضرور عمل کریں گے۔ اور نیکی کرنے کی طاقت صرف اللہ سے ہی ملتی ہے۔2

حضرت عروہ بن زبیر اور دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ بیان فرمایا۔ پہلے اللہ کی حمد وثنا اس کی شان کے مناسب بیان کی، پھر

لوگوں کو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن کے بارے میں یاد دہانی کرائی، پھر فرمایا:
اے لوگو! مجھے تمہارا والی اور امیر بنایا گیا ہے۔ اگر مجھے یہ اُمید نہ ہوتی کہ میں تم میں سے تمہارے لیے سب سے بہتر، سب سے زیادہ قوی اور پیش آنے والے اہم امور میں سب سے زیادہ مضبوط رہوں گا تو ہرگز میں آپ لوگوں کا امیر نہ بنتا۔ اور عمر کے فکر مند اور غمگین ہونے کے لیے یہ بات کافی ہے کہ اسے حساب کے ٹھیک نکلنے کا انتظار ہے، اور حساب اس بات کا کہ تم سے حقوق لے کر کہاں رکھوں اور تم لوگوں کے ساتھ کیسے چلوں۔ میں اپنے ربّ سے ہی مدد چاہتا ہوں۔ اگر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت، مدد اور تائید سے عمر کا تدارک نہ فرمادیں تو عمر کو کسی طاقت اور تدبیر پر کوئی اعتماد نہیں۔ 1

حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ بیان فرمایا، اس میں ارشاد فرمایا:
اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہارا امیر بنادیا ہے۔ جتنی چیزیں تمہارے سامنے ہیں اُن میں سے جو چیز تمھیں سب سے زیادہ نفع دینے والی ہے میں اسے خوب اچھی طرح جانتا ہوں، اور میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ اس سب سے زیادہ نفع دینے والی چیز میں میری مدد کرے، اور جیسے اور چیزوں میں میری حفاظت کررہا ہے ایسے ہی اس میں میری حفاظت فرمائے، اور جیسے کہ اللہ نے عدل

کرنے کا حکم دیا ہے وہ مجھے تم لوگوں کی تقسیم میں عدل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ میں ایک مسلمان آدمی اور کمزور بندہ ہوں، لیکن اگر اللہ میری مدد فرمائے تو پھر کوئی کمزوری نہیں ہے۔ یہ امارت و خلافت جو مجھے دی گئی ہے یہ ان شاء اللہ میرے اچھے اخلاق کو نہیں بدل سکے گی، اور عظمت اور بڑائی تو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور بندوں کے لیے اس میں سے کچھ بھی نہیں۔ لہٰذا تم میں سے کوئی آدمی ہرگز یہ نہ کہے کہ جب سے عمر امیر بنا ہے بدل گیا ہے۔ میں اپنے نفس کے حق کو خوب سمجھتا ہوں (یا میں اپنے بارے میں حق بات کو خوب سمجھتا ہوں)۔ میں خود آگے بڑھ کر اپنی بات بیان کرتا ہوں، لہٰذا جس آدمی کو کوئی ضرورت ہے یا اس پر کسی نے ظلم کیا ہے اور یا ہماری بد خلقی کی وجہ سے اسے ہم پر غصہ آیا ہوا ہے، تو وہ مجھے بتا دے، کیوں کہ میں بھی تم میں کا ایک آدمی ہوں۔

اور تم لوگ اپنے ظاہر اور باطن میں، اور اپنی قابلِ احترام چیزوں اور آبرو میں اللہ سے ڈرتے رہو، اور جو حقوق تمہارے اوپر ہیں تم انھیں ادا کرو۔ اور تم ایک دوسرے کو اپنے مقدمات میرے پاس لے کر آنے پر آمادہ نہ کرو، کیوں کہ میرے اور لوگوں میں سے کسی کے درمیان نرمی یا طرف داری کا کوئی

معاہدہ نہیں۔ تم لوگوں کی درستگی مجھے محبوب ہے اور تمہاری ناراضگی مجھ پر بہت گراں ہے۔ تم میں سے اکثر لوگ شہروں میں مقیم ہیں، اور تمہارے علاقہ میں نہ کوئی خاص کھیتی باڑی ہے اور نہ دودھ والے جانور زیادہ ہیں۔ بس وہی غلّے اور جانور یہاں ملتے ہیں جو اللہ تعالیٰ باہر سے لے آتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے تم سے بہت زیادہ اکرام کا وعدہ کیا ہوا ہے۔ اور میں اپنی امانت کا ذمہ دار ہوں، امانت کے بارے میں مجھ سے پوچھا جائے گا، لیکن امانت کا جو حصہ میرے سامنے ہے اس کی دیکھ بھال تو میں خود کروں گا یہ کسی کے سپرد نہیں کروں گا، لیکن امانت کا جو حصہ مجھ سے دور ہے میں اس کی دیکھ بھال خود نہیں کر سکتا، اسے سنبھالنے کے لیے میں تم میں سے ایسے لوگ استعمال کروں گا جو امانت دار ہیں، اور عام لوگوں کے لیے خیر خواہی کا جذبہ رکھنے والے ہیں۔ اور ان شاء اللہ اپنی امانت ایسے لوگوں کے علاوہ اور کسی کے سپرد نہیں کروں گا۔ 1

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے بیان فرمایا۔ پہلے اللہ کی حمد وثنا بیان کی، پھر نبی کریم ﷺ پر درود بھیجا، پھر فرمایا:

اے لوگو! لالچ کی بعض صورتیں ایسی ہیں جن سے انسان فقیر اور محتاج ہو جاتا ہے، اور (لوگوں کے پاس جو کچھ ہے اس سے) نااُمیدی کی بعض صورتیں

ایسی ہیں جن سے انسان غنی اور بے نیاز ہو جاتا ہے۔ تم وہ چیز جمع کرتے ہو جس کو کھا نہیں سکتے اور ان باتوں کی اُمید لگاتے ہو جنھیں پا نہیں سکتے۔ تم دھوکے والے گھر یعنی دنیا میں ہو اور تمھیں موت تک کی مہلت ملی ہوئی ہے۔ حضور ﷺ کے زمانے میں تو تم لوگ وحی کے ذریعہ سے پکڑے جاتے تھے، جو اپنے باطن میں کوئی چیز چھپاتا تھا اس کی اس چیز پر پکڑ ہو جاتی تھی (اُس کے اندر کی اس چیز کا پتا وحی سے چل جاتا تھا) اور جو کسی چیز کو ظاہر کرتا تھا اُس کی اس چیز پر گرفت ہو جاتی تھی، لہٰذا اب تم لوگ ہمارے سامنے اپنے سب سے اچھے اخلاق ظاہر کرو۔ باقی رہے تمھارے اندرونی حالات اور باطن کی نیتیں تو انھیں اللہ خوب جانتا ہے۔ اب جو ہمارے سامنے کسی بری چیز کو ظاہر کرے گا اور یہ دعویٰ کرے گا کہ اس کی اندرونی حالت بہت اچھی ہے ہم اس کی تصدیق نہیں کریں گے، اور جو ہمارے سامنے کسی اچھی چیز کو ظاہر کرے گا ہم اس کے بارے میں اچھا گمان رکھیں گے۔ اور یہ بات جان لو کہ کنجوسی کی بعض صورتیں نفاق کا شعبہ ہیں، لہٰذا تم خرچ کرو جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

{ وَأَنفِقُوا خَيْراً لأَنفُسِكُمْ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُوْلَئِكَ هُمُ المُفْلِحُونَ آیت کا نشان}2

اور (بالخصوص مواقع حکم میں) خرچ (بھی) کیا کرو یہ تمہارے لیے بہتر ہو گا، اور جو شخص نفسانی حرص سے محفوظ رہا ایسے ہی لوگ (آخرت میں) فلاح پانے والے ہیں۔

اے لوگو! اپنے ٹھکانے پاک صاف رکھو اور اپنے تمام امور کو درست کرو اور اللہ سے ڈرو جو تمہارا ربّ ہے۔ اور اپنی عورتوں کو قبطی) مصری) کپڑے نہ پہنائو، کیوں کہ ان سے اندر جسم نظر تو نہیں آتا، لیکن اس کی نوعیت معلوم ہو جاتی ہے۔ اے لوگو! میری تمنا یہ ہے کہ میں برابر سرابر نجات پا جائوں نہ مجھے انعام ملے اور نہ سزا، اور مجھے اس بات کی اُمید ہے کہ آیندہ مجھے تھوڑی یا زیادہ جتنی عمر ملے گی میں اس میں ان شاء اللہ حق پر عمل کروں گا۔ اور ہر مسلمان کا اللہ کے مال میں جتنا حصہ ہے وہ خود اس کے پاس اس کے گھر پہنچے گا، اور اسے اس حصہ کے لینے کے لیے نہ کچھ کرنا پڑے گا اور نہ کبھی تھکنا پڑے گا۔ اور جو مال اللہ نے تمھیں دے رکھے ہیں انھیں درست کرتے رہو۔ اور سہولت کی تھوڑی کمائی اس زیادہ کمائی سے بہتر ہے جس کے لیے بڑی مشقت اٹھانی پڑے۔ اور قتل ہو جانا مرنے کی ایک صورت ہے جو نیک اور بد ہر آدمی کو حاصل ہو جاتی ہے، لیکن ہر قتل ہونے والا اللہ کے ہاں شہید نہیں ہوتا، بلکہ

شہید وہ ہے جس کی نیت اجر و ثواب لینے کی ہو۔ اور جب تم کوئی اونٹ خریدنا چاہو تو لمبا اور بڑا اونٹ دیکھو، اور اسے اپنی لاٹھی مارو، اگر تم اسے چوکنّے دل والا پائو تو اسے خرید لو۔ 1

حضرت عروہؓ اور دوسرے حضرات فرماتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے بیان فرمایا، اس میں ارشاد فرمایا:

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے تم لوگوں پر شکر واجب کیا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے بغیر مانگے اور بغیر طلب کے جو دنیا اور آخرت کی شرافت تمھیں عطا فرمائی ہے، اس کے بارے میں تمہارے اوپر کئی دلیلیں بنادی ہیں۔ تم لوگ کچھ نہیں تھے، لیکن اس نے تمھیں پیدا کیا، اور پیدا بھی اپنے لیے اور اپنی عبادت کے لیے کیا، حالاں کہ وہ تمھیں (انسان نہ بناتا بلکہ) اپنی سب سے بے قیمت مخلوق بنا سکتا تھا۔ اور اپنی ساری مخلوق تمہارے فائدہ اور خدمت کے لیے بنائی، اور تمھیں اپنے علاوہ اور کسی مخلوق کے لیے نہیں بنایا۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

{سَخَّرَ لَكُم مَّا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الأَرْضِ وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً} 2

اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں کو تمہارے کام میں لگا رکھا ہے جو کچھ آسمانوں میں

ہیں اور جو کچھ زمین میں ہیں، اور اس نے تم پر اپنی نعمتیں ظاہری اور باطنی پوری کر رکھی ہیں۔

اور اس نے تمھیں خشکی اور سمندر کی سواریاں دیں اور پاکیزہ نعمتیں عطا فرمائیں تاکہ تم شکر گذار بنو، پھر تمہارے کان اور آنکھیں بنائیں۔ پھر اللہ کی کچھ نعمتیں ایسی ہیں جو تمام بنی آدم کو ملی ہیں اور کچھ نعمتیں ایسی ہیں جو صرف تم دینِ اسلام والوں کو ملی ہیں۔ پھر یہ تمام خاص اور عام نعمتیں تمہاری حکومت میں، تمہارے زمانہ میں، تمہارے طبقہ میں خوب فراوانی سے ہیں۔ اور ان نعمتوں میں سے ہر نعمت تم میں سے ہر آدمی کو اتنی زیادہ مقدار میں ملی ہے کہ اگر وہ نعمت تمام لوگوں میں تقسیم کر دی جائے تو وہ اس کا شکر ادا کرتے کرتے تھک جائیں اور اس کا حق ادا کرنا ان پر بھاری ہو جائے۔ ہاں اگر وہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائیں اور اللہ ان کی مدد کرے تو پھر وہ اس نعمت کا شکر اور اُس کا حق ادا کر سکتے ہیں۔

اور اللہ نے تمام روئے زمین پر تمھیں اپنا خلیفہ بنایا ہوا ہے اور زمین والوں پر تم غالب آئے ہوئے ہو اور اللہ نے تمہارے دین کی خوب مدد کی ہے۔ اور جن لوگوں نے تمہارا دین اختیار نہیں کیا ان کے دو حصے ہو گئے ہیں: کچھ لوگ تو

اسلام اور اسلام والوں کے غلام بن گئے ہیں (اس سے مراد ذمی لوگ ہیں) جو تمھیں جزیہ دیتے ہیں، خون پسینہ ایک کر کے کماتے ہیں اور طلبِ معاش میں ہر طرح کی مشقت اٹھاتے ہیں، مشقت ساری ان کے ذمہ ہے اور ان کی کمائی سے جزیہ کا فائدہ آپ لوگوں کو ملتا ہے۔ اور کچھ لوگ وہ ہیں جو دن رات ہر وقت اللہ کے لشکروں کے حملوں کے منتظر ہیں (اس سے مراد وہ کافر ہیں جن کے پاس صحابہؓ کرام گلے لشکر جانے والے تھے) اللہ نے اُن کے دلوں کو رعب سے بھر دیا ہے، اب ان کے پاس کوئی جگہ ایسی نہیں ہے جہاں انھیں پناہ مل جائے یا بھاگ کر وہاں چلے جائیں اور اسلامی لشکروں سے کسی طرح بچ جائیں۔ اللہ کے لشکر ان پر چھا گئے ہیں اور ان کے علاقے میں داخل ہو گئے ہیں، اور اللہ کے حکم سے ان لشکروں کو زندگی کی وسعت، مال کی بہتات، لشکروں کا تسلسل اور اسلامی سرحدوں کی حفاظت جیسی نعمتوں کے ساتھ عافیت وامن وامان جیسی بڑی نعمت بھی حاصل ہے، اور جب سے اسلام شروع ہوا ہے کبھی اس امت کے ظاہری حالات اس سے زیادہ اچھے نہیں رہے۔ اور ہر شہر میں مسلمانوں کو جو بڑی بڑی فتوحات ہو رہی ہیں ان پر اللہ ہی کی تعریف ہونی چاہیے۔

اور یہ جو بے حساب نعمتیں حاصل ہیں جن کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا، ان کے مقابلہ میں مسلمان کتنا ہی اللہ کا شکر اور ذکر کر لیں اور دین کے لیے کتنی ہی محنت کر لیں، وہ ان نعمتوں کے شکر کا حق ادا نہیں کر سکتے۔ ہاں! اللہ اگر ان کی مدد فرمائے اور ان کے ساتھ رحم اور مہربانی کا معاملہ فرمائے تو اور بات ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور اسی نے ہم پر یہ اتنے انعام واحسان فرمائے ہیں، ہم اس سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اپنی اطاعت والے عمل کرنے کی اور اپنی رضا کی طرف جلدی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اے اللہ! کے بندو! اللہ کی جو نعمتیں تمہارے پاس ہیں انھیں اپنی مجلسوں میں دو دو ایک ایک ہو کر یاد کرو اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو پورا کر لو، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو فرمایا ہے:

{أَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وذَكِّرْهُم بِأَيَّامِ اللَّهِ } 1

اپنی قوم کو (کفر کی) تاریکیوں سے (ایمان کی) روشنی کی طرف لائو اور ان کو اللہ کے معاملات (نعمت اور نقمت کے) یاد دلائو۔

اور حضرت محمد ﷺ کو فرمایا ہے:

{واذْكُرُوا إِذْ أَنتُمْ قَلِيلٌ مُّسْتَضْعَفُونَ فِي الأَرْضِ }2

اور اس حالت کو یاد کرو جب کہ تم قلیل تھے سرزمین میں کمزور شمار کیے جاتے تھے۔

جب تم لوگ اسلام سے پہلے کمزور شمار کیے جاتے تھے اور دنیا کی خیر سے محروم تھے، اگر اس وقت تم حق کے کسی شعبہ پر ہوتے، اس شعبہ پر ایمان لاتے اور اس سے آرام پاتے، اور اللہ اور اس کے دین کی معرفت تمھیں حاصل ہوتی، اور اس شعبہ سے مرنے کے بعد کی زندگی میں تم لوگ خیر کی اُمید رکھتے تو یہ کوئی بات ہوتی، لیکن تم تو زمانۂ جاہلیت میں لوگوں میں سب سے زیادہ سخت زندگی والے اور اللہ کی ذات وصفات سے سب سے زیادہ جاہل تھے، پھر اللہ نے اسلام کے ذریعہ تمھیں ہلاکت سے بچایا، اب اچھا یہ تھا کہ صرف اسلام ہوتا اس کے ساتھ تمہاری دنیا کا کوئی حصہ نہ ہوتا اور آخرت میں جہاں تم نے لوٹ کر جانا ہے وہاں یہ اسلام تمہارے لیے بھروسہ کی چیز ہوتی۔ اور تم جس مشقت والی زندگی پر تھے اس زندگی میں تم اس بات کے قابل تھے کہ اسلام میں سے اپنے حصہ پر کنجوسی کرو، اسی سے چمٹے رہو اور اسے دوسروں پر ظاہر کرو، لہٰذا تم میں سے جو آدمی یہ چاہتا ہے کہ اسے دنیا کی فضیلت اور آخرت کی شرافت دونوں باتیں حاصل ہو جائیں، تو اسے اس کے حال پر چھوڑو، جو وہ

چاہتا ہے اسے چاہنے دو۔ میں تمھیں اس اللہ کی یاد دہانی کراتا ہوں جو تمہارے اور تمہارے دلوں کے درمیان حائل ہے۔ تم اللہ کا حق پہچانو اور اس حق والے عمل کرو اور اپنے نفسوں کو اللہ کی اطاعت پر مجبور کرو۔ تمھیں نعمتوں پر خوش بھی ہونا چاہیے، لیکن یہ ڈر بھی ہونا چاہیے کہ نہ معلوم کب یہ نعمتیں تم سے چھن جائیں اور دوسروں کو مل جائیں، کیوں کہ کوئی چیز ناشکری سے زیادہ نعمت سے محروم کرانے والی نہیں ہے، اور شکر کرنے سے نعمت بدل جانے سے محفوظ ہو جاتی ہے اور اس سے نعمت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور یہ کام اللہ کی طرف سے میرے ذمہ واجب ہے کہ میں تمھیں مفید کاموں کا حکم دوں اور نقصان دہ کاموں سے روکوں۔ 1

حضرت کُلَیب کہتے ہیں: ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے جمعہ کے دن بیان کیا اور اس میں سورئہ آلِ عمران کی آیتیں پڑھیں۔ جب اس آیت پر پہنچے:

{ إِنَّ الَذِينَ تَوَلَّوْا مِنكُمْ يَوْمَ التَقَى الجَمْعَانِ } 2

یقیناً تم میں جن لوگوں نے پشت پھیر دی تھی جس روز کہ دونوں جماعتیں باہم مقابل ہوئیں۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا:

جنگِ اُحد میں ہمیں شکست ہو گئی۔ میں بھاگ کر پہاڑ پر چڑھ گیا۔ میں نے دیکھا کہ میں پہاڑی بکرے کی طرح چھلانگیں لگا کر بھاگ رہا ہوں اور لوگ کہہ رہے تھے کہ حضرت محمد ﷺ قتل کر دیے گئے۔ میں نے کہا: جو یہ کہے گا حضرت محمد ﷺ قتل کر دیے گئے ہیں میں اسے قتل کر دوں گا۔ پھر ہم سب پہاڑ پر جمع ہو گئے، اس پر یہ آیت { إِنَّ الَذِينَ تَوَلَّوْا مِنكُمْ يَوْمَ التَقَى الجَمْعَانِ } نازل ہوئی۔3

حضرت کُلَیب کہتے ہیں: ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے ہم لوگوں میں بیان فرمایا اور منبر پر سورۂ آلِ عمران پڑھی، پھر فرمایا:

اس سورت کا جنگِ اُحد سے بہت تعلق ہے۔ ہم جنگِ اُحد کے دن حضور ﷺ کو چھوڑ کر اِدھر اُدھر بکھر گئے تھے۔ میں ایک پہاڑ پر چڑھ گیا۔ میں نے ایک یہودی کو سنا وہ کہہ رہا تھا: حضرت محمد قتل کر دیے گئے۔ میں نے کہا: میں جسے بھی یہ کہتے ہوئے سنوں گا کہ حضرت محمد ﷺ قتل کر دیے گئے میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔ پھر میں نے دیکھا تو مجھے ایک جگہ حضور ﷺ نظر آئے اور لوگ آپ کے پاس لوٹ کر آ رہے تھے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

وَمَا مُحَمَّدٌ إلاَّ رَسُولٌ

اور محمد نِرے رسول ہی تو ہیں۔ آپ سے پہلے اور بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں۔ سو اگر آپ کا انتقال ہو جائے یا آپ شہید ہی ہو جاویں تو کیا تم لوگ اُلٹے پھر جائو گے۔ 2

حضرت عبد اللہ بن عدی بن خیار کہتے ہیں: میں نے منبر پر حضرت عمر بن خطاب ؓ کو فرماتے ہوئے سنا:

جب بندہ اللہ کی وجہ سے تواضع اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی قدر و منزلت بڑھا دیتے ہیں اور فرماتے ہیں: بلند ہو جا! اللہ تجھے بلند کرے۔ یہ اپنے آپ کو حقیر سمجھتا ہے، لیکن لوگوں کی نگاہ میں بڑا ہوتا ہے۔ اور جب بندہ تکبر کرتا ہے اور اپنی حد سے آگے بڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے توڑ کر نیچے زمین پر گرا دیتے ہیں اور فرماتے ہیں: دُور ہو جا! اللہ تجھے دور کرے۔ اور یہ اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے، لیکن لوگوں کی نگاہ میں حقیر ہوتا ہے، یہاں تک کہ وہ ان کے نزدیک سُوئر سے بھی زیادہ حقیر ہو جاتا ہے۔ 3

حضرت ابو سعید خدری ؓ فرماتے ہیں: حضرت عمر بن خطّاب ؓ نے ہم میں بیان فرمایا جس میں ارشاد فرمایا:

ہو سکتا ہے کہ میں آپ لوگوں کو ایسی چیزوں سے روک دیتا ہوں جن میں آپ لوگوں کا فائدہ ہو، اور ایسی چیزوں کا حکم دے دیتا ہوں جن میں آپ لوگوں کا فائدہ نہ ہو۔ اور قرآن میں سب سے آخر میں سود کے حرام ہونے کی آیت نازل ہوئی۔ اور حضور ﷺ ہمارے لیے ابھی سود کی اس آیت کی (موٹی موٹی) اور بنیادی باتیں تو بیان فرما پائے تھے، لیکن اس کی تفصیلی اور باریک باریک باتیں بیان نہ کر پائے تھے کہ آپ کی وفات ہو گئی، (کیوں کہ حضور ﷺ اس سے زیادہ اہم کاموں میں مشغول تھے) اس لیے جس صورت میں تمھیں سود کا کچھ کھٹکا ہو اُسے چھوڑ دیا کرو اور جس میں کوئی کھٹکا نہ ہو وہ اختیار کر لیا کرو۔ 1

حضرت اَسود بن یزید کہتے ہیں: حضرت عمر بن خطّابؓ نے لوگوں میں بیان فرمایا اور ارشاد فرمایا:

تم میں سے جو بھی حج کا ارادہ کرے تو وہ صرف میقات سے ہی احرام باندھے اور احرام باندھنے کے لیے حضور ﷺ نے جو میقات مقرر فرمائے ہیں وہ یہ ہیں: مدینہ والوں کے لیے اور دوسری جگہ کے رہنے والے مدینہ سے گزریں تو ان کے لیے ذُوالحُلیفہ میقات ہے۔ اور شام والوں کے لیے اور دوسری جگہ کے

رہنے والے شام سے گزریں تو ان کے لیے جُحفَہ میقات ہے۔ اور نجد والوں کے لیے اور جو نجِد سے گزریں تو ان کے لیے قرن میقات ہے۔ اور یمن والوں کے لیے یَلَمْلَم، اور عراق والوں اور باقی تمام لوگوں کے لیے ذاتِ عرق میقات ہے۔2

حضرت ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے بیان فرمایا اور اس میں رجم کا یعنی زنا کرنے والے کو سنگسار کرنے کی سزا کا ذکر کیا اور فرمایا: رجم کے بارے میں دھوکہ نہ کھالینا، کیوں کہ (اگرچہ اس کا قرآن میں ذکر نہیں ہے لیکن) یہ بھی اللہ کی مقرر کردہ سزائوں میں سے ایک سزا ہے۔ غور سے سنو! حضور ﷺ نے خود رجم کیا ہے اور آپ کے بعد ہم نے رجم کیا ہے۔ اگر مجھے اس بات کا ڈر نہ ہوتا کہ لوگ یوں کہیں گے کہ عمر نے اللہ کی کتاب میں وہ چیز بڑھادی جو اس میں نہیں تھی، تو میں قرآن کے کنارے پر یہ لکھ دیتا کہ عمر بن خطّاب، حضرت عبد الرحمن بن عوف، فلاں اور فلاں صحابی اس بات کے گواہ ہیں کہ حضور ﷺ نے رجم کیا ہے، اور آپ کے بعد ہم نے رجم کیا ہے۔ غور سے سنو! تمہارے بعد عن قریب ایسے لوگ آئیں گے جو رجم کو، دجال کو، شفاعت کو، عذابِ قبر کو اور ان لوگوں کو جو جل جانے کے بعد

جہنم سے نکلیں گے ان سب چیزوں کو جھٹلائیں گے۔3

حضرت سعید بن مسیّب کہتے ہیں: حضرت عمرؓ جب منیٰ سے واپس ہوئے تو انھوں نے پتھریلے میدان میں اپنی سواری بٹھائی، پھر کنکریوں کی ایک ڈھیری بنا کر اپنے کپڑے کا ایک کنارا اس ڈھیری پر ڈالا اور اس پر لیٹ گئے اور آسمان کی طرف دونوں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کی: اے اللہ! میری عمر زیادہ ہو گئی ہے اور میری قوت کمزور ہو گئی ہے اور میری رعایا بہت پھیل گئی ہے، اس لیے اب مجھے اپنی طرف اس طرح اٹھا لے کہ میں تیرے اَحکام کو نہ ضائع کرنے والا بنوں اور نہ ان میں کمی کرنے والا۔ پھر جب حضرت عمر مدینہ پہنچے تو لوگوں میں بیان فرمایا، جس میں ارشاد فرمایا:

اے لوگو! کچھ اعمال تم پر فرض کیے گئے ہیں، اور سنتیں تمہارے لیے صاف بیان کر دی گئی ہیں، اور تمھیں ایک واضح اور صاف ملت پر چھوڑا گیا ہے۔

پھر دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر مار کر فرمایا:

اس کے بعد بھی تم دائیں بائیں ہو کر لوگوں کو گمراہ کرتے پھرو تو یہ الگ بات ہے۔ پھر تم اس بات سے بچو کہ رجم کی آیت کی وجہ سے ہلاک ہو جائو اور تم میں سے کوئی یوں کہے کہ ہمیں کتاب اللہ میں زنا کے بارے میں دو سزائیں

نہیں ملتیں (ایک رجم کی اور دوسری کوڑے مارنے کی بلکہ ہمیں تو صرف ایک سزا ملتی ہے یعنی کوڑے مارنے کی)۔ میں نے خود دیکھا کہ حضور ﷺ نے رجم کیا ہے اور آپ کے بعد ہم نے بھی رجم کیا ہے۔ اللہ کی قسم! اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ لوگ کہیں گے عمر نے اللہ کی کتاب میں نئی چیز بڑھادی تو میں یہ عبارت قرآن میں لکھ دیتا: اَلشَّیۡخُ وَالشَّیۡخَۃُ اِذَا زَنَیَا فَارۡجُمُوۡھُمَا اَلۡبَتَّۃَ۔

شادی شدہ مرد اور عورت جب زنا کریں تو دونوں کو ضرور رجم کرو۔

کیوں کہ (پہلے یہ آیت قرآن میں نازل ہوئی تھی اور) ہم قرآن میں اس کی تلاوت کیا کرتے تھے (بعد میں یہ الفاظ منسوخ ہو گئے لیکن ان کا حکم اب بھی باقی ہے)۔

حضرت سعید کہتے ہیں: ابھی ذوالحجہ کا مہینہ ختم نہیں ہوا تھا کہ حضرت عمرؓ کو نیزہ مار کر زخمی کر دیا گیا (اور اسی میں ان کا انتقال ہو گیا)۔ 1

حضرت مَعدان بن ابی طلحہ یَعۡمُری کہتے ہیں: ایک دفعہ جمعہ کے دن حضرت عمر بن خطابؓ منبر پر کھڑے ہوئے۔ پہلے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی، پھر حضور ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ کا ذکر کیا، پھر فرمایا:

میں نے ایک خواب دیکھا ہے جس سے میں یہی سمجھا ہوں کہ میرے دنیا سے جانے کا وقت قریب آگیا ہے۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک سرخ مرغے نے مجھے دو دفعہ چونچ ماری ہے۔ میں نے اس خواب کا ذکر (اپنی بیوی) اَسماء بنتِ عمیس سے کیا۔ اس نے کہا: اس کی تعبیر یہ ہے کہ عجم کا ایک آدمی آپ کو قتل کرے گا۔ لوگ مجھے کہہ رہے ہیں کہ میں کسی کو اپنا خلیفہ مقرر کر دوں (خلیفہ مقرر کرنا ٹھیک تو ہے، لیکن ضروری نہیں ہے)۔ مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو اپنا دین اور خلافت دے کر اپنے نبی کریم ﷺ کو بھیجا ہے اسے ہرگز ضائع نہیں ہونے دیں گے۔ اگر (دنیا سے جانے کا) میرا معاملہ جلدی ہو گیا تو یہ چھ آدمی جن سے دنیا سے جاتے وقت حضور ﷺ راضی تھے، آپس کے مشورے سے اپنے میں سے کسی ایک کو خلیفہ بنالیں: حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت زبیر، حضرت طلحہ، حضرت عبد الرحمن بن عوف اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ۔ تم ان میں سے جس سے بھی بیعت کرو اس کی بات سنو اور مانو۔ اور مجھے معلوم ہے کہ کچھ لوگ اس امرِ خلافت میں اعتراض کریں گے، حالاں کہ یہ وہ لوگ ہیں جن سے میں نے اپنے اس ہاتھ سے اسلام پر جنگ کی ہے۔ اگر وہ لوگ ایسا کریں تو وہ اللہ کے دشمن کافر اور گمراہ ہوں گے

(اگر وہ اس اعتراض کو جائز سمجھتے ہیں پھر تو واقعی وہ کافر ہو جائیں گے، ورنہ ان کا یہ عمل کافروں کے عمل کے مشابہ ہو جائے گا)۔

میں کوئی ایسی چیز چھوڑ کر نہیں جا رہا ہوں جو میرے نزدیک کَلالہ کے معاملہ سے زیادہ اہم ہو (کَلالہ وہ آدمی ہے جس کے نہ اولاد ہو اور نہ ماں باپ ہوں)۔ اللہ کی قسم! جب سے میں حضور ﷺ کے ساتھ رہا ہوں حضور ﷺ نے کسی بھی چیز کے بارے میں میرے ساتھ اتنی سختی نہیں کی جتنی سختی میرے ساتھ اس کَلالہ کے بارے میں کی ہے۔ یہاں تک کہ آپ نے اپنی انگلی میرے سینہ پر مار کر فرمایا: سورۂ نساء کے آخر میں گرمیوں میں جو آیت {يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الكَلالَةِ } نازل ہوئی ہے وہ تمہارے لیے کافی ہے۔ اگر میں زندہ رہا تو کَلالہ کے بارے میں ایسا فیصلہ کروں گا کہ ہر پڑھے لکھے اور اَن پڑھ کو اس کے بارے میں سب کچھ معلوم ہو جائے گا۔ اور میں اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں شہروں کے گورنروں کو اس لیے بھیجتا ہوں تاکہ وہ لوگوں کو دین اور ان کے نبی کریم ﷺ کی سنت سکھائیں، اور جو کوئی نیا یا پیچیدہ معاملہ ایسا پیش آجائے جس کا انھیں حل سمجھ میں نہ آئے تو وہ اسے میرے پاس بھیج دیں۔

پھر اے لوگو! تم یہ دو سبزیاں کھاتے ہو، میں تو انھیں برا ہی سمجھتا ہوں۔ وہ لہسن اور پیاز ہیں۔ اللہ کی قسم! میں نے اللہ کے نبی ﷺ کو دیکھا ہے کہ انھیں (مسجد میں) جس آدمی سے لہسن یا پیاز کی بو آجاتی تھی تو اسے حضور ﷺ کے فرمانے پر ہاتھ سے پکڑ کر مسجد سے باہر نکال کر جنت البقیع پہنچا دیا جاتا تھا۔ لہذا جو شخص لہسن یا پیاز ضرور ہی کھانا چاہتا ہے وہ انھیں پکا کر (ان کی بو) مار دے۔

حضرت عمرؓ نے یہ بیان جمعہ کے دن فرمایا اور اس کے بعد بدھ کے دن انھیں حملہ کر کے زخمی کر دیا گیا جب کہ ذی الحجہ کے ختم ہونے میں چار دن باقی تھے۔1

حضرت یسار بن معرورؓ کہتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے ہم لوگوں میں بیان فرمایا جس میں ارشاد فرمایا:

اے لوگو! حضور ﷺ نے یہ مسجد بنائی، اور مسجد بنانے میں ہم مہاجرین اور انصار بھی آپ کے ساتھ تھے۔ جب مسجد میں مجمع زیادہ ہو جائے تو تم میں سے ہر آدمی کو چاہیے کہ وہ اپنے آگے والے بھائی کی پشت پر سجدہ کر لے۔

اور حضرت عمرؓ نے کچھ لوگوں کو راستہ میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو فرمایا:

مسجد میں نماز پڑھو۔2

حضرت ابنِ عمرؓ فرماتے ہیں: جب حضرت عمرؓ خلیفہ بنے تو انھوں نے لوگوں میں بیان فرمایا جس میں ارشاد فرمایا:

حضور ﷺ نے ہمیں مُتعہ کی تین دن کے لیے اجازت دی تھی پھر اس کے بعد آپ نے ہمیشہ کے لیے متعہ کو حرام فرما دیا تھا۔ (متعہ یہ ہے کہ آدمی ایک مقرر وقت تک کے لیے شادی کرے۔ خیبر سے پہلے مُتعہ والا نکاح حلال تھا، خیبر کے بعد حضور ﷺ نے حرام قرار دے دیا تھا۔ پھر فتحِ مکہ کے موقع پر حضور ﷺ نے متعہ کی صحابہ کو اجازت دی تھی پھر تین دن کے بعد اسے ہمیشہ کے لیے حرام قرار دے دیا تھا) اللہ کی قسم! اب مجھے جس کے بارے میں پتا چلا کہ وہ شادی شدہ ہے اور اس نے متعہ والا نکاح کیا ہے تو میں اسے سنگسار کر دوں گا یا وہ میرے پاس چار ایسے گواہ لے کر آئے جو اس بات کی گواہی دیں کہ حضور ﷺ نے مُتعہ کو حرام کرنے کے بعد پھر حلال کر دیا تھا۔ اور جو غیر شادی شدہ آدمی مجھے ایسا ملا جو مُتعہ والا نکاح کرے تو میں اسے سو کوڑے ماروں گا یا وہ میرے پاس ایسے چار گواہ لے کر آئے جو اس بات کی گواہی دیں کہ حضور ﷺ نے متعہ حرام کرنے کے بعد پھر حلال کر

دیا تھا۔ 1

حضرت عبد اللہ بن سعید کے دادا کہتے ہیں: میں نے حضرت عمر بن خطّابؓ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا:

اے مسلمانوں کی جماعت! اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کو عجمی ملکوں میں سے اُن کی عورتیں اور بچے مالِ غنیمت میں (باندی اور غلام بنا کر) اتنے دے دیے ہیں کہ نہ تو اتنے حضور ﷺ کو دیے تھے اور نہ حضرت ابو بکرؓ کو۔ اور مجھے پتا چلا ہے کہ بہت سے مردان عورتوں سے صحبت کرتے ہیں (کیوں کہ یہ باندیاں ہیں اور باندیوں سے صحبت کرنا مالک کے لیے جائز ہے)۔ اب جس عجمی باندی سے تمہارا بچہ پیدا ہو جائے تو تم اُسے نہ بیچنا، کیوں کہ اگر تم ایسا کرو گے تو ہو سکتا ہے کہ آدمی کو پتا بھی نہ چلے اور وہ اپنی کسی محرم عورت سے صحبت کرلے (ہو سکتا ہے کہ آدمی باندی کو بیچ دے اور باندی سے جو لڑکا پیدا ہوا تھا وہ اسی آدمی کا بیٹا تھا وہ اُسی کے پاس رہ گیا، بعد میں اس لڑکے نے اسی باندی کو خرید لیا اور اسے پتا نہیں ہے کہ یہ اُس کی ماں ہے)۔ 2

حضرت مَعرور یا ابن مَعرور تمیمی کہتے ہیں: حضرت عمر بن خطابؓ منبر پر چڑھے اور حضور ﷺ والی جگہ سے دو سیڑھی نیچے بیٹھ گئے۔ وہاں میں نے ان کو یہ

فرماتے ہوئے سنا:

میں تمھیں اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں، اور جسے اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کا والی و حاکم بنا دیں اس کی بات سنو اور مانو۔3

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں: حضرت عمر بن خطابؓ اپنے بیان میں فرمایا کرتے تھے:

تم میں سے وہ آدمی کامیاب رہا جو خواہش پر چلنے سے، غصہ میں آنے اور لالچ میں پڑنے سے محفوظ رہا، اور جسے گفتگو میں سچ بولنے کی توفیق دی گئی، کیوں کہ سچ اسے خیر کی طرف لے جائے گا۔ اور جو شخص جھوٹ بولے گا وہ گناہ کے کام کرے گا اور جو گناہ کے کام کرے گا وہ ہلاک ہو گا۔ اور گناہ کے کاموں سے بچو، اور اس شخص کا کیا گناہ کرنا جو مٹی سے پیدا ہوا اور مٹی کی طرف لوٹ جائے گا۔ آج وہ زندہ ہے کل مردہ ہو گا۔ روزانہ کا کام روزانہ کرو اور مظلوم کی بد دعا سے بچو اور اپنے آپ کو مُردوں میں شمار کرو۔1

حضرت قَبِیصہ کہتے ہیں: میں نے حضرت عمرؓ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا:

جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ جو معاف نہیں کرتا اسے معاف نہیں کیا جاتا۔ جو توبہ نہیں کرتا اس کی توبہ قبول نہیں کی جاتی۔ جو (برے

کاموں سے) نہیں بچتا اسے (عذاب سے) نہیں بچایا جاتا۔2

حضرت عروہؒ فرماتے ہیں: حضرت عمرؓ نے اپنے بیان میں فرمایا:

یہ بات اچھی طرح سمجھ لو کہ لالچ فقر کی نشانی ہے اور نااُمیدی سے انسان غنی ہو جاتا ہے۔ آدمی جب کسی چیز سے نااُمید ہو جاتا ہے تو آدمی کو اس کی ضرورت نہیں رہتی۔3

حضرت عبد اللہ بن خراش کے چچا کہتے ہیں: میں نے حضرت عمر بن خطابؓ کو بیان میں یہ فرماتے ہوئے سنا:

اے اللہ! اپنی امان کے ذریعہ ہماری حفاظت فرما اور ہمیں اپنے دین پر ثابت قدم رکھ۔4

اپنے فضل سے ہمیں رزق عطا فرما۔5

حضرت ابو سعید کہتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے لوگوں میں بیان فرمایا جس میں ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو جس چیز کی چاہی اجازت دے دی (چنانچہ حضور ﷺ نے پہلے صرف حج کا احرام باندھا تھا بعد میں اللہ تعالیٰ کی اجازت سے اسی احرام میں عمرہ کی نیت بھی کر لی اب ایسا کرنے کی اُمّت کو اجازت

نہیں ہے) اور اب اللہ کے نبی اپنے راستہ پر (دنیا سے) تشریف لے جا چکے ہیں۔ لہٰذا حج اور عمرہ کو اللہ کے لیے ایسے پورا کرو جیسے تمھیں اللہ نے حکم دیا ہے، اور ان عورتوں کی شرم گاہوں کی حفاظت کرو۔ 1

حضرت ابنِ زبیرؓ فرماتے ہیں: میں نے حضرت عمر بن خطّابؓ کو بیان میں فرماتے ہوئے سنا کہ

میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو مرد دنیا میں ریشم پہنے گا اسے آخرت میں ریشم نہیں پہنایا جائے گا۔ 2

حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ کے غلام حضرت ابو عبید کہتے ہیں: میں نے ایک مرتبہ حضرت عمر بن خطابؓ کے ساتھ عید کی نماز پڑھی۔ انھوں نے اذان اور اِقامت کے بغیر خطبہ سے پہلے نماز پڑھائی، پھر خطبہ دیا اور فرمایا:

اے لوگو! حضور ﷺ نے ان دو دنوں کے روزے سے منع فرمایا ہے۔ ایک تو عید الفطر کا دن جس دن تم رمضان کے روزوں سے افطار کرتے ہو اور عید مناتے ہو، اور دوسرا وہ دن جس دن تم لوگ اپنی قربانی کا گوشت کھاتے ہو۔ 3

حضرت علقمہ بن وقاص لیثی کہتے ہیں:- میں نے حضرت عمر بن خطابؓ کو لوگوں میں بیان کرتے ہوئے سنا، وہ فرمارہے تھے:

میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ عمل کا دارو مدار نیت پر ہے اور آدمی کو عمل پر وہی ملے گا جس کی وہ نیت کرے گا۔ لہٰذا جس کی ہجرت اللہ ورسول کی طرف ہو گی تو اس کی ہجرت اللہ ورسول کی طرف ہی شمار ہو گی، اور جس کی ہجرت دنیا حاصل کرنے یا کسی عورت سے شادی کرنے کے لیے ہو گی تو اس کی ہجرت اسی چیز کے لیے شمار ہو گی جس کی نیت سے اس نے ہجرت کی ہو گی۔4

حضرت سلیمان بن یسار کہتے ہیں: حضرت عمر بن خطابؓ نے رَمادَہ کی قحط سالی کے زمانے میں بیان فرمایا جس میں ارشاد فرمایا:

اے لوگو! اپنے بارے میں اللہ سے ڈرو اور تمہارے جو کام لوگوں سے چھپے ہوئے ہیں اُن میں بھی اللہ سے ڈرو۔ مجھے تمہارے ذریعہ سے آزمایا جارہا ہے اور تمھیں میرے ذریعہ سے۔ اب مجھے معلوم نہیں کہ اللہ نے ناراض ہو کر جو یہ قحط سالی بھیجی ہے وہ کس سے ناراض ہے؟ وہ مجھ سے ناراض ہے اور تم سے نہیں یا تم سے ناراض ہے مجھ سے نہیں یا مجھ سے اور تم سے دونوں سے ہی ناراض ہے۔ آئو ہم اللہ سے دعا کریں کہ وہ ہمارے دلوں کو ٹھیک کر دے اور ہم پر رحم فرمائے اور یہ قحط ہم سے دور کر دے۔

راوی کہتے ہیں: اُس دن دیکھا گیا کہ حضرت عمرؓ دونوں ہاتھ اٹھا کر اللہ سے دعا کر رہے ہیں اور لوگ بھی دعا کر رہے ہیں، پھر حضرت عمرؓ اور لوگ تھوڑی دیر روتے رہے، پھر حضرت عمرؓ منبر سے نیچے تشریف لے آئے۔1

حضرت ابو عثمان نہدی کہتے ہیں: حضرت عمرؓ لوگوں میں بیان کر رہے تھے میں ان کے منبر کے نیچے بیٹھا ہوا تھا۔ آپ نے بیان میں فرمایا:

میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: مجھے اس اُمّت پر سب سے زیادہ ڈر اُس منافق کا ہے جو زبان کا خوب جاننے والا ہو، یعنی جسے باتیں بنانی خوب آتی ہوں۔2

حضرت عمرؓ کے بیانات صحابہ کرامؓ کے باہمی اتحاد اور اتفاق رائے کے باب میں گزر چکے ہیں۔

امیر المؤمنین حضرت عثمان بن عفانؓ کے بیانات

حضرت ابراہیم بن عبد الرحمن مخزومی کہتے ہیں: جب لوگ حضرت عثمانؓ سے بیعت کر چکے تو آپ نے باہر آکر لوگوں میں بیان فرمایا۔ پہلے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی، پھر فرمایا:

اے لوگو! پہلی مرتبہ سوار ہونا مشکل ہوتا ہے۔ آج کے بعد اور بھی دن ہیں،

اگر میں زندہ رہا تو تم ایسا بیان سنو گے جو صحیح ترتیب سے ہو گا۔ ہم تو بیان کرنے والے نہیں ہیں، اللہ ہمیں بیان کا صحیح طریقہ سکھا دیں گے۔ 1

حضرت بدر بن عثمان کے چچا بیان کرتے ہیں: جب اہلِ شوریٰ حضرت عثمانؓ سے بیعت ہو گئے تو اس وقت وہ بہت غمگین تھے، ان کی طبیعت پر بڑا بوجھ تھا۔ وہ حضور ﷺ کے منبر پر تشریف لائے اور لوگوں میں بیان فرمایا۔ پہلے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی، پھر نبی کریم ﷺ پر درود بھیجا، اس کے بعد فرمایا:

تم ایسے گھر میں ہو جہاں سے تمھیں کوچ کر جانا ہے اور تمہاری عمر تھوڑی باقی رہ گئی ہے۔ لہٰذا تم جو خیر کے کام کر سکتے ہو موت سے پہلے کر لو۔ صبح اور شام موت تمھیں آنے ہی والی ہے۔ غور سے سنو! دنیا سراسر دھوکہ ہی دھوکہ ہے۔ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:)

{فَلا تَغُرَّنَّكُمُ الحَيَاةُ الدُّنْيَا ولا يَغُرَّنَّكُم بِاللَّهِ الغَرُورُ آیت کا نشان} 2

سو تم کو دنیوی زندگانی دھوکہ میں نہ ڈالے اور نہ وہ دھوکہ باز (شیطان) اللہ سے دھوکہ میں ڈالے۔

اور جو لوگ جا چکے ان سے عبرت حاصل کرو۔ اور خوب محنت کرو اور غفلت سے کام نہ لو، کیوں کہ موت کا فرشتہ تم سے کبھی غافل نہیں ہوتا۔ کہاں ہیں

دنیا کے وہ بھائی اور بیٹے جنھوں نے دنیا میں کھیتی باڑی کی، اور اسے خوب آباد کیا، اور لمبی مدت تک اس سے فائدہ اٹھایا؟ کیا دنیا نے انھیں پھینک نہیں دیا؟ چوں کہ اللہ نے دنیا کو پھینکا ہوا ہے، اس لیے تم بھی اسے پھینک دو اور آخرت کو طلب کرو، کیوں کہ اللہ نے دنیا کی اور آخرت کی جو کہ دنیا سے بہتر ہے دونوں کی مثال اس آیت میں بیان کی:

{واضْرِبْ لَهُم مَّثَلَ الحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَاءٍ أَنزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَاءِ } سے لے کر {اَملاً آیت کا نشان} تک۔3

اور آپ ان لوگوں سے دنیاوی زندگی کی حالت بیان فرمایئے کہ وہ ایسی ہے جیسے آسمان سے ہم نے پانی برسایا ہو، پھر اس کے ذریعہ سے زمین کی نباتات خوب گنجان ہو گئی ہوں، پھر وہ ریزہ ریزہ ہو جاوے کہ اس کو ہوا اُڑائے لیے پھرتی ہو، اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتے ہیں۔ مال اور اولاد حیاتِ دنیا کی ایک رونق ہے، اور جو اَعمالِ صالحہ باقی رہنے والے ہیں وہ آپ کے ربّ کے نزدیک ثواب کے اعتبار سے بھی ہزار درجہ بہتر ہیں اور اُمید کے اعتبار سے بھی۔

بیان کے بعد لوگ حضرت عثمانؓ سے بیعت ہونے لگے۔1

حضرت عتبہ کہتے ہیں: حضرت عثمانؓ نے بیعت کرنے کے بعد لوگوں میں بیان کیا جس میں ارشاد فرمایا:

اما بعد! مجھ پر خلافت کی ذمہ داری ڈالی گئی ہے جسے میں نے قبول کر لیا ہے۔ غور سے سنو! میں (حضور ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ کے) پیچھے چلوں گا اور اپنے پاس سے گھڑ کر نئی باتیں نہیں لائوں گا۔ توجہ سے سنو! اللہ کی کتاب اور اس کے نبی ﷺ کی سنت کے بعد میرے اوپر تمہارے تین حق ہیں: پہلا حق یہ ہے کہ جس چیز میں آپ لوگ متفق ہیں اور اس کا ایک راستہ مقرر کر لیا ہے، اس میں میں اپنے سے پہلوں کے طریقہ پر چلوں۔ اور دوسرا حق یہ ہے کہ جس چیز میں آپ سب لوگوں نے مل کر کوئی راستہ مقرر نہیں کیا ہے، اس میں میں خیر والوں کے راستے پر چلوں۔ اور تیسرا حق یہ ہے کہ میں آپ لوگوں سے اپنے ہاتھ روکے رکھوں، آپ لوگوں کو کسی قسم کی سزا نہ دوں۔ ہاں! آپ لوگ ہی خود کوئی ایسا کام کر بیٹھیں جس پر سزا دینا میرے ذمہ واجب ہو تو یہ الگ بات ہے۔ غور سے سنو! دنیا سر سبز و شاداب ہے اور تمام لوگوں کے دلوں میں اس کی رغبت رکھی ہوئی ہے اور بہت لوگ اس کی طرف مائل ہو چکے ہیں، لہٰذا تم دنیا کی طرف مت جھکو اور اس پر بھروسہ نہ کرو، یہ

بھروسے کے قابل نہیں۔ اور یہ اچھی طرح سمجھ لو کہ یہ دنیا صرف اسے چھوڑتی ہے جو اسے چھوڑ دے۔ 2

حضرت مجاہد کہتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت عثمان بن عفانؓ نے بیان فرمایا اور ارشاد فرمایا:

اے ابنِ آدم! یہ بات جان لو کہ موت کا فرشتہ تمہارے لیے مقرر کیا گیا ہے۔ جب سے تم دنیا میں آئے ہو وہ تمھیں چھوڑ کر دوسروں کے پاس جا رہا تھا، لیکن اب اس نے دوسروں کو چھوڑ کر تمہارے پاس آنے کا ارادہ کر لیا ہے۔ اس لیے اپنے بچائو کا سامان لے لو اور موت کی تیاری کر لو اور غفلت سے کام نہ لو، کیوں کہ موت کا فرشتہ تم سے بالکل غافل نہیں ہے۔ اور اے ابنِ آدم! جان لو کہ اگر تم اپنے بارے میں غفلت میں پڑ گئے اور تم نے موت کی تیاری نہ کی تو تمہارے علاوہ کوئی اور یہ تیاری نہیں کرے گا۔ اور اللہ سے ملاقات ضرور ہونی ہے، اس لیے اپنے لیے نیک اعمال لے لو اور یہ کام دوسروں پر نہ چھوڑو۔ فقط والسلام۔ 1

حضرت حسن کہتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت عثمان بن عفّانؓ نے لوگوں میں بیان فرمایا۔ پہلے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی، پھر فرمایا:

اللہ کا تقویٰ اختیار کرو، کیوں کہ اللہ کا تقویٰ غنیمت ہے۔ سب سے زیادہ عقل مند وہ ہے جو اپنے نفس پر قابو پالے اور موت کے بعد والی زندگی کے لیے عمل کرے اور قبر کے اندھیرے کے لیے اللہ کے نور میں سے نور حاصل کرے۔ اور بندے کو اس بات سے ڈرنا چاہیے کہ کہیں اللہ تعالیٰ اسے حشر کے دن اندھا بنا کر نہ اٹھائیں حالاں کہ وہ دنیا میں آنکھوں والا تھا۔ اور سمجھ دار آدمی کو تو چند جامع کلمات کافی ہو جاتے ہیں جن کے الفاظ کم اور معنی زیادہ ہوں، اور بہرے آدمی کو تو دور سے پکارنا پڑتا ہے۔ اور یقین رکھو کہ جس کے ساتھ اللہ ہو گا وہ کسی چیز سے نہیں ڈرے گا، اور اللہ جس کے خلاف ہو گا وہ اللہ کے علاوہ اور کس سے مدد کی اُمید کر سکتا ہے؟2

حضرت حسن کہتے ہیں: میں نے حضرت عثمانؓ کو منبر پر دیکھا، وہ فرما رہے تھے: اے لوگو! تم چھپ کر جو عمل کرتے ہو ان میں اللہ سے ڈرو، کیوں کہ میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے! جو بھی کوئی عمل چھپ کر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اس عمل کی چادر علی الاعلان ضرور پہنائیں گے۔ اگر خیر کا عمل کیا ہو گا تو اسے خیر کی چادر پہنائیں گے اور بُرا عمل کیا ہو گا تو اسے بُری چادر پہنائیں گے۔ پھر حضرت عثمانؓ

نے یہ آیت پڑھی: وَرِيشاً وَلِبَاسُ التَّقْوَى ذَلِكَ خَيْرٌ اس میں حضرت عثمانؓ نے وَرِيَاشًا پڑھا اور {وَرِيْشًا} نہ پڑھا (جو کہ مشہور قرأت ہے)۔ اور زینت اور تقویٰ کا لباس یہ اس سے بڑھ کر ہے۔ راوی کہتے ہیں: ''زینت اور تقویٰ والے لباس'' سے مراد اچھی عادتیں ہیں۔ 1 حضرت عباد بن زاہر کہتے ہیں: میں نے حضرت عثمانؓ کو بیان کرتے ہوئے سنا، انھوں نے فرمایا:

اللہ کی قسم! ہم لوگ سفر و حضر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے، آپ ہمارے بیماروں کی عیادت فرماتے تھے اور ہمارے جنازوں کے ساتھ تشریف لے جاتے تھے اور ہمارے ساتھ غزوہ میں جاتے تھے اور آپ کے پاس کم یا زیادہ جتنا ہوتا اسی سے ہم سے غم خواری فرماتے۔ اور اب کچھ لوگ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کچھ بتا رہے ہیں، حالاں کہ ان لوگوں نے تو شاید حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا بھی نہیں ہو گا۔ 2

احمد اور ابو یعلیٰ کی روایت میں اس کے بعد یہ ہے: اس پر اَعین بن اِمرأۃ الفرزدق نے حضرت عثمانؓ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: اے نعثل! (مصر کے ایک آدمی کا نام نعثل تھا، اس کی ڈاڑھی لمبی تھی حضرت عثمانؓ کی ڈاڑھی بھی

لمبی تھی۔ معترضین کو حضرت عثمان میں اس کے علاوہ اور کوئی کمی ملتی نہیں تھی، اس لیے اس سے تشبیہ دیتے ہوئے اس کے نام سے پکارا کرتے تھے)
آپ نے تو سب کچھ بدل دیا ہے۔ حضرت عثمان نے پوچھا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے بتایا: یہ اَعین ہے۔ تو فرمایا: نہیں، اے غلام! تُو نے بدلا ہے۔ اس پر لوگ اَعین پر جھپٹے۔ بنو لیث کا ایک آدمی لوگوں کو اَعین سے ہٹانے لگا اور وہاں سے بچا کر اَعین کو اپنے گھر لے گیا۔ 3

حضرت مالک کہتے ہیں: میں نے حضرت عثمان بن عفّانؓ کو بیان میں فرماتے ہوئے سنا کہ

چھوٹی عمر کے غلام کو کما کر لانے کا مکلّف نہ بنائو، کیوں کہ اگر تم اسے کمانے کا مکلّف بنائو گے تو وہ چھوٹا ہونے کی وجہ سے کما نہیں سکے گا اِس لیے چوری شروع کر دے گا۔ ایسے ہی جو باندی کوئی کام یا ہنر نہ جانتی ہو اسے بھی کما کر لانے کا مکلف نہ بناؤ، کیوں کہ اگر تم اُسے کما کر لانے کا مکلف بناؤ گے تو اُسے کوئی کام اور ہنر تو آتا نہیں، اس لیے وہ اپنی شرم گاہ کے ذریعہ یعنی زنا کے ذریعہ کمانے لگ جائے گی۔ اور پاک دامنی اختیار کیے رہو، کیوں کہ اللہ نے تمھیں پاک دامنی عطا فرما رکھی ہے۔ اور کھانے کی صرف وہ چیزیں استعمال کرو جو

حلال اور پاکیزہ ہیں۔1

حضرت زُبَید بن صَلت کہتے ہیں: میں نے حضرت عثمانؓ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا:

اے لوگو! جُوا کھیلنے سے بچو یعنی نَرد نہ کھیلا کرو، کیوں کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ تم میں سے کچھ لوگوں کے گھروں میں نرد کھیل کے آلات ہیں، اس لیے جس کے گھر میں یہ آلات موجود ہیں وہ یا تو انھیں جلا دے یا توڑ دے۔

اور دوسری مرتبہ حضرت عثمانؓ نے منبر پر فرمایا:

اے لوگو! میں نے اس نَرد کھیل کے بارے میں بات کی تھی، لیکن ایسا نظر آرہا ہے کہ تم لوگوں نے اس کھیل کے آلات کو گھروں سے ابھی نہیں نکالا ہے، اس لیے میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ حکم دے کر لکڑیوں کے گٹھڑ جمع کرائوں اور جن گھروں میں یہ آلات ہیں ان سب کو آگ لگا دوں۔2

حضرت عبد الرحمن بن حُمید کے آزاد کردہ غلام حضرت سالم کہتے ہیں: حضرت عثمانؓ نے منیٰ میں نماز پوری پڑھائی (حضور ﷺ اور حضرت ابو بکر اور حضرت عمرؓ حج کے موقع پر منیٰ کے دنوں میں ظہر، عصر، عِشا تینوں نمازوں میں دو رکعت نماز پڑھاتے رہے۔ شروع میں حضرت عثمانؓ بھی دو رکعت پڑھاتے

رہے، لیکن پھر چار رکعت پڑھانے لگے تھے)۔ پھر لوگوں میں بیان کیا جس میں فرمایا:

اے لوگو! اصل سنت تو وہ ہے جو حضور ﷺ اور آپ کے دو ساتھیوں (حضرت ابو بکر اور حضرت عمرؓ) نے کیا، لیکن اس سال لوگ حج پر بہت آئے ہیں۔ اس لیے مجھے ڈر ہوا کہ لوگ دو رکعت پڑھنے کو مستقل سنت نہ بنا لیں (اس لیے میں نے چار پڑھائیں)۔1

حضرت قُتیبہ بن مسلم کہتے ہیں: حجاج بن یوسف نے ہم میں بیان کیا اور اس نے قبر کا تذکرہ کیا اور مسلسل کہتا رہا کہ یہ قبر تنہائی کا گھر ہے اور اَجنبیت اور بیگانگی کا گھر ہے، یہاں تک کہ خود بھی رونے لگا اور آس پاس والوں کو بھی رُلا دیا، پھر کہا:

میں نے امیر المؤمنین عبد الملک بن مروان کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے مروان کو بیان میں کہتے ہوئے سنا کہ ایک مرتبہ حضرت عثمان بن عفانؓ نے ہم میں بیان کیا جس میں فرمایا: حضور ﷺ نے جب بھی کسی قبر کو دیکھا یا اس کا تذکرہ کیا تو آپ ضرور روئے۔2

حضرت سعید بن مسیّب کہتے ہیں: میں نے حضرت عثمانؓ کو منبر پر بیان میں

فرماتے ہوئے سنا کہ

میں بنو قینقاع کے ایک یہودی خاندان سے کھجوریں خرید تا تھا اور آگے نفع پر بیچتا تھا۔ حضور ﷺ کو یہ خبر پہنچی تو فرمایا: اے عثمان! جب خرید اکرو تو پیمانہ سے ناپ کر لیا کرو اور جب بیچا کرو تو دوبارہ پھر پیمانہ سے ناپ کر دیا کرو۔ 3

حضرت حسن کہتے ہیں: میں ایک مرتبہ حضرت عثمانؓ کی خدمت میں حاضر تھا، آپ بیان میں تکلیف دہ کتوں کو مارنے کا اور کھیل کے طور پر اُڑائے جانے والے کبوتروں کو ذبح کر دینے کا حکم دے رہے تھے (جو دوسرے کبوتروں کو لے آتے ہوں)۔4

حضرت بدر بن عثمان کے چچا کہتے ہیں کہ مجمع میں حضرت عثمانؓ نے آخری بیان میں یہ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمھیں دنیا اس لیے دی ہے تاکہ تم اس کے ذریعہ سے آخرت حاصل کرو اور اس لیے نہیں دی کہ تم اسی کے ہو جائو۔ دنیا فنا ہونے والی ہے اور آخرت ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔ نہ تو فانی دنیا کی وجہ سے اِترانے لگو اور نہ اس کی وجہ سے آخرت سے غافل ہو جائو۔ فانی دنیا پر ہمیشہ رہنے والی آخرت کو ترجیح دو، کیوں کہ دنیا ختم ہو جائے گی اور ہم سب نے لوٹ کر اللہ ہی کے پاس جانا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو، کیوں کہ اللہ سے ڈرنا ہی اس

کے عذاب سے ڈھال اور اس کی بارگاہ میں پہنچنے کا وسیلہ ہے۔ اور احتیاط سے چلو، کہیں اللہ تمہارے حالات نہ بدل دے۔ اور اپنی جماعت سے چمٹے رہو اور مختلف گروہ نہ بن جائو:

{ واذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُم بِنِعْمَتِهِ إِخْوَاناً } 1

اور تم پر جو اللہ تعالیٰ کا انعام ہے اس کو یاد کرو جب کہ تم دشمن تھے پس اللہ تعالیٰ نے تمہارے قلوب میں الفت ڈال دی، سو تم خدا تعالیٰ کے انعام سے آپس میں بھائی بھائی ہو گئے۔ 2

اور جہاد کے باب میں اللہ تعالیٰ کے راستہ میں پہرہ دینے کی فضیلت میں حضرت عثمانؓ کا بیان گزر چکا ہے۔

امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالبؓ کے بیانات

حضرت علی بن حسین کہتے ہیں: امیر المؤمنین بننے کے بعد حضرت علیؓ نے جو سب سے پہلا بیان فرمایا اس میں پہلے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا:

اللہ نے ہدایت دینے والی کتاب نازل فرمائی اور اس میں خیر و شر سب بیان کر دیا، لہٰذا تم خیر کو لو اور شر کو چھوڑو اور تمام فرائض ادا کر کے اللہ کے ہاں بھیج

دو، اللہ ان کے بدلے میں تمھیں جنت میں پہنچا دیں گے۔ اللہ نے بہت سی چیزوں کو قابلِ احترام بنایا ہے جو سب کو معلوم ہے، لیکن ان تمام چیزوں پر مسلمان کی حرمت کو فوقیت عطا فرمائی ہے۔ اور اللہ نے اخلاص اور وحدانیت کے یقین کے ذریعہ مسلمانوں کو مضبوط کیا ہے۔ اور کامل مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ کی ناحق تکلیف سے تمام لوگ محفوظ رہیں۔ کسی مسلمان کو اِیذا پہنچانا حلال نہیں ہے، البتہ قصاص اور بدلہ میں جو تکلیف دینا شرعاً واجب ہو جائے اس کی اور بات ہے۔ قیامت اور موت کے آنے سے پہلے پہلے اعمال صالحہ کر لو، کیوں کہ بہت سے لوگ تم سے آگے جا چکے ہیں اور تمہارے پیچھے قیامت آرہی ہے جو تمھیں ہانک رہی ہے۔ ہلکے پھلکے رہو یعنی گناہ نہ کرو، اگلوں سے جا ملو گے کیوں کہ اگلے لوگ پچھلوں کا انتظار کر رہے ہیں۔ اللہ کے بندو! اللہ کے بندوں اور شہروں کے بارے میں اللہ سے ڈرو، تم سے ہر چیز کے بارے میں پوچھا جائے گا حتیٰ کہ زمین کے ٹکڑوں اور جانوروں کے بارے میں بھی پوچھا جائے گا۔ اللہ کی اطاعت کرو اور اس کی نافرمانی نہ کرو۔ جب تمھیں خیر کی کوئی چیز نظر آئے تو اسے لے لو اور جب شر نظر آئے تو اسے چھوڑ دو، اور اس وقت کو یاد رکھو جب تم تھوڑے تھے اور سرزمینِ مکہ میں تم کمزور سمجھے

جاتے تھے۔ 1 ایک مرتبہ حضرت علیؓ نے بیان فرمایا جس میں ارشاد فرمایا:
آدمی سے اس کے کنبہ کو اتنے فائدے حاصل نہیں ہوتے جتنے کنبہ سے آدمی کو حاصل ہوتے ہیں، کیوں کہ اگر آدمی کنبہ کی مدد سے اپنا ہاتھ روکتا ہے تو صرف ایک ہاتھ رکتا ہے اور کنبہ والے اپنے ہاتھ روک لیں تو پھر کئی ہاتھ رک جاتے ہیں، اور کنبہ کی طرف سے آدمی کو محبت، حفاظت اور نصرت ملتی ہے۔ بعض دفعہ ایک آدمی دوسرے آدمی کی خاطر ناراض ہوتا ہے، حالاں کہ وہ اس دوسرے آدمی کو صرف اس کے خاندانی نسب کی وجہ سے ہی جانتا ہے۔ میں تمھیں اس بارے میں اللہ کی کتاب میں بہت سی آیتیں پڑھ کر سنائوں گا۔ پھر حضرت علیؓ نے یہ آیت پڑھی:

{لَوْ أَنَّ لِي بِكُمْ قُوَّةً أَوْ آوِي إِلَى رُكْنٍ شَدِيدٍ} 2

کیا خوب ہوتا اگر میرا تم پر کچھ زور چلتا یا کسی مضبوط پایہ کی پناہ پکڑتا۔

اس کے بعد حضرت علیؓ نے فرمایا:

یہ جو حضرت لوطؑ نے رکن شدید یعنی مضبوط پایہ فرمایا ہے اس سے مراد کنبہ ہے، کیوں کہ حضرت لوطؑ کا کوئی کنبہ نہیں تھا۔ اس ذات کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں! حضرت لوطؑ کے بعد اللہ نے جو نبی بھی بھیجا وہ اپنی قوم کے

بڑے کنبہ میں سے ہوتا تھا۔ پھر حضرت علی نے حضرت شعیبؑ کے بارے میں یہ آیت پڑھی:

{وإنَّا لَنَرَاكَ فِينَا ضَعِيفاً} 3

اور ہم تم کو اپنے میں کمزور دیکھ رہے ہیں۔

حضرت علیؓ نے فرمایا:

حضرت شعیبؑ چوں کہ نابینا تھے، اس لیے ان لوگوں نے آپ کو کمزوری کی طرف منسوب کیا:

{ولَوْلا رَهْطُكَ لَرَجَمْنَاكَ} 1

اور اگر تمہارے خاندان کا پاس نہ ہوتا تو ہم تم کو سنگسار کر چکے ہوتے۔

حضرت علی نے فرمایا:

اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں! انھیں اپنے ربّ کے جلال کا ڈر تو تھا نہیں، البتہ حضرت شعیب کے خاندان کا ڈر تھا۔2

حضرت شَعبی کہتے ہیں: جب رمضان شریف آتا تو حضرت علیؓ بیان فرماتے اور اس میں یہ ارشاد فرماتے:

یہ وہ مبارک مہینہ ہے جس کے روزے کو اللہ نے فرض کیا اور اس کی تراویح کو

(ثواب کی چیز بنایا لیکن) فرض نہیں کیا۔ اور آدمی کو یہ بات کہنے سے بچنا چاہیے کہ جب فلاں روزہ رکھے گا تو میں بھی رکھوں گا اور جب فلاں روزہ رکھنا چھوڑ دے گا تو میں بھی چھوڑ دوں گا۔ غور سے سنو! روزہ صرف کھانے پینے کے چھوڑنے کا نام نہیں ہے، بلکہ انھیں تو چھوڑنا ہے ہی، لیکن اصل روزہ یہ ہے کہ آدمی جھوٹ، غلط اور بے ہودہ باتوں کو بھی چھوڑ دے۔ توجہ سے سنو! رمضان کے مہینہ کو اس کی جگہ سے آگے نہ لے جائو وہیں رہنے دو، اس لیے جب تمھیں رمضان کا چاند نظر آجائے تو روزے شروع کر دو اور جب عید کا چاند نظر آئے تو روزے رکھنے چھوڑ دو۔ اور اگر رمضان کی ۲۹ کو غروب کے وقت ابر ہو تو پھر مہینہ کی ۳۰ کی گنتی پوری کرو۔ حضرت شعبی کہتے ہیں: حضرت علیؓ یہ تمام باتیں فجر اور عصر کے بعد کہا کرتے۔3

ایک مرتبہ حضرت علیؓ نے بیان فرمایا۔ پہلے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی پھر موت کا تذکرہ فرمایا۔ چناں چہ ارشاد فرمایا:

اللہ کے بندو! اللہ کی قسم! موت سے کسی کو چھٹکارا نہیں ہے۔ اگر تم (تیاری کرکے) اس کے لیے ٹھہر جائو گے تو بھی وہ تمھیں پکڑ لے گی اور اگر (اس کے لیے تیاری نہیں کروگے بلکہ) اس سے بھاگو گے تو بھی وہ تمھیں آ پکڑے گی۔

اس لیے اپنی نجات کی فکر کرو، نجات کی فکر کرو اور جلدی کرو، جلدی کرو۔ اور ایک چیز تلاش میں تمہارے پیچھے لگی ہوئی ہے جو بہت تیز ہے اور وہ ہے قبر۔ لہٰذا قبر کے بھینچنے سے، اس کی اندھیری سے اور اس کی وحشت سے بچو۔ غور سے سنو! قبر یا تو جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے یا جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ غور سے سنو! قبر روزانہ تین مرتبہ یہ اعلان کرتی ہے: میں تاریکی کا گھر ہوں، میں کیڑوں کا گھر ہوں، میں تنہائی کا گھر ہوں۔ غور سے سنو! قبر کے بعد وہ جگہ ہے جو قبر سے بھی زیادہ سخت ہے۔ وہ جہنم کی آگ ہے جو بہت گرم اور بہت گہری ہے، جس کے زیور (یعنی سزا دینے کے آلات) لوہے کے ہیں، جس کے نگران فرشتے کا نام مالک ہے، جس میں اللہ کی طرف سے کسی طرح کی نرمی اور رحم کا ظہور نہیں ہو گا۔ اور توجہ سے سنو! اس کے بعد ایسی جنت ہے جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے جو متقیوں کے لیے تیار کی گئی ہے۔ اللہ ہمیں اور آپ کو متقیوں میں سے بنائے اور دردناک عذاب سے بچائے۔ 1

حضرت اَصْبَغ بن نُباتہ بھی اسی بیان کو اس طرح نقل کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت علیؓ منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ پہلے انھوں نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی

اور موت کا ذکر کیا اور پھر پچھلی حدیث جیسا مضمون ذکر کیا۔ ”اور قبر جو یہ اعلان کرتی ہے کہ میں تنہائی کا گھر ہوں“ اس کے بعد اس روایت میں یہ ہے کہ

غور سے سنو! قبر کے بعد (قیامت کا) ایک ایسا دن ہے اس میں بچے بوڑھے ہو جائیں گے اور بوڑھے مدہوش، اور تمام حمل والیاں (دن پورے ہونے سے پہلے ہی) اپنا حمل ڈال دیں گی۔ اور (اے مخاطب!) تمھیں لوگ نشہ کی حالت میں نظر آئیں گے، حالاں کہ وہ نشہ میں نہیں ہوں گے، لیکن اس دن اللہ کا عذاب بہت سخت ہو گا۔

اور ایک روایت میں اس کے بعد یہ ہے کہ پھر حضرت علیؓ رونے لگے اور ان کے ارد گرد کے تمام مسلمان بھی رونے لگے۔2

حضرت صالح عجلی کہتے ہیں: ایک دن حضرت علی بن ابی طالبؓ نے بیان فرمایا۔ پہلے اللہ کی حمد وثنا بیان کی، پھر نبی کریم ﷺ پر درود بھیجا، پھر فرمایا:

اللہ کے بندو! دنیاوی زندگی تمھیں دھوکہ میں نہ ڈال دے، کیوں کہ یہ ایسا گھر ہے جو بلائوں سے گھرا ہوا ہے اور جس کا ایک دن فنا ہو جانا مشہور ہے اور جس کی خاص صفت بد عہدی کرنا ہے اور اس میں جو کچھ ہے وہ زوال پذیر ہے۔ اور

دنیا اپنی جگہ بدلتی رہتی ہے، کبھی کسی کے پاس اور کبھی کسی کے پاس۔ اور اس میں اُترنے والے اس کے شر سے ہرگز نہیں بچ سکتے، اور دنیا والے خوب فراوانی اور خوشیوں میں ہوتے ہیں اور اچانک آزمایش اور دھوکہ میں آجاتے ہیں۔ دنیا کے عیش و عشرت میں لگنا قابل مذمت کام ہے اور اس کی فراوانی ہمیشہ نہیں رہتی۔ اور دنیا والے خود دنیا کے لیے نشانہ ہیں، ان پر دنیا اپنے تیر چلاتی رہتی ہے اور موت کے ذریعہ انھیں توڑتی رہتی ہے۔

اللہ کے بندو! تمہارا دنیا کا راستہ ان لوگوں سے الگ نہیں ہے جو دنیا سے جا چکے ہیں، جن کی عمریں تم سے زیادہ لمبی تھیں اور جن کی پکڑ تم سے زیادہ سخت تھی اور جنھوں نے تم سے زیادہ شہر آباد کیے تھے اور جن کی آبادی کے نشانات بہت زیادہ عرصے تک رہے تھے اور ان کی آوازوں کا شور بہت زمانے تک رہا تھا، لیکن اب ان کی یہ آوازیں بالکل خاموش اور بجھ چکی ہیں، اور اب ان کے جسم بوسیدہ اور ان کے شہر خالی ہو چکے ہیں، اور ان کے تمام نشانات مٹ چکے ہیں، اور قلعی اور چونے والے محلات، مزین تختوں اور بچھے ہوئے گائو تکیوں کے بجائے اب انھیں چٹانیں اور پتھر مل گئے ہیں جو اُن کی بغلی قبروں میں رکھے ہوئے ہیں اور گارے سے بنے ہوئے ہیں۔ اور ان کی قبروں کے

سامنے کی جگہ ویران اور بے آباد پڑی ہوئی ہے، اور مٹی کے گارے سے ان قبروں پر لپائی کی گئی ہے۔ ان قبروں کی جگہ آبادی کے قریب ہے، لیکن ان میں رہنے والے بہت دور چلے جانے والے مسافر ہیں۔ ان کی قبریں آبادی کے درمیان ہیں، لیکن یہ قبروں والے وحشت اور تنہائی محسوس کرتے ہیں۔ ان کی قبریں کسی محلہ میں ہیں، لیکن یہ قبروں والے اپنے ہی میں مشغول ہیں اور انھیں آبادی سے کوئی اُنس نہیں ہے۔ حالاں کہ یہ قبروں والے ایک دوسرے کے پڑوسی ہیں اور ان کی قبریں پاس پاس ہیں، لیکن ان میں پڑوسیوں والا کوئی جوڑ نہیں ہے۔ اور ان میں آپس میں جوڑ ہو بھی کیسے سکتا ہے جب کہ بوسیدگی نے انھیں پیس رکھا ہے، اور چٹانوں اور گیلی مٹی نے انھیں کھا رکھا ہے۔ پہلے یہ لوگ زندہ تھے اب مر چکے ہیں اور عیش ولذت والی زندگی گزار کر اب ریزہ ریزہ ہو چکے ہیں۔ ان کے مرنے پر ان کے دوستوں کو بہت دکھ ہوا اور مٹی میں انھوں نے بسیرا اختیار کر لیا اور ایسے سفر پر گئے ہیں جہاں سے واپسی نہیں۔

ہائے افسوس! ہائے افسوس! ہرگز ایسا نہیں ہوگا، یہ اس کی صرف ایک بات ہی بات ہے جس کو وہ کہہ رہا ہے اور ان کے آگے آڑ یعنی عالمِ برزخ ہے، اس دن تک کے لیے جس دن لوگ دوبارہ زندہ کیے جائیں گے۔ اور تم بھی ایک دن ان

کی طرح قبرستان میں اکیلے رہو گے اور بوسیدہ ہو جاؤ گے اور تمھیں بھی اس لیٹنے کی جگہ کے سپرد کر دیا جائے گا اور یہ قبر کا امانت خانہ تمھیں اپنے میں سمیٹ لے گا۔

تمہارا اس وقت کیا حال ہو گا جب تمام کام ختم ہو جائیں گے اور قبروں کے مردے زندہ کر کے کھڑے کر دیے جائیں گے اور جو کچھ دلوں میں ہے وہ سب کھول کر رکھ دیا جائے گا اور تمھیں جلال و دبدبہ والے بادشاہ کے سامنے اندر کی ساری باتیں ظاہر کرنے کے لیے کھڑا کر دیا جائے گا۔ پھر گزشتہ گناہوں کے ڈر سے دل اُڑنے لگ جائیں گے، اور تمہارے اوپر سے تمام رکاوٹیں اور پردے ہٹا دیے جائیں گے، اور تمہارے تمام عیب اور راز ظاہر ہو جائیں گے، اور ہر انسان کو اپنے کیے کا بدلہ ملے گا، برے کام کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ برا بدلہ اور اچھے کام کرنے والوں کو اچھا بدلہ دیں گے۔ اور اعمال نامہ سامنے رکھ دیا جائے گا تو آپ مجرموں کو دیکھیں گے کہ وہ اس اعمال نامہ میں جو کچھ لکھا ہوا ہے اس سے ڈر رہے ہوں گے اور کہہ رہے ہوں گے: ہائے ہماری بدقسمتی! اس اعمال نامہ کی عجیب حالت ہے کہ اس نے لکھے بغیر نہ چھوٹا گناہ چھوڑا اور نہ بڑا۔ اور جو کچھ انھوں نے دنیا میں کیا تھا اسے وہاں سب

لکھا ہوا موجود پائیں گے اور آپ کا ربّ کسی پر ظلم نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو اپنی کتاب پر عمل کرنے والا اور اپنے دوستوں کے پیچھے چلنے والا بنائے، تاکہ ہمیں اور آپ کو اپنے فضل سے ہمیشہ رہنے کے گھر یعنی جنت میں جگہ عطا فرمائے۔ بے شک وہ تعریف کے قابل بزرگی والا ہے۔ 1

ابنِ جوزی نے حضرت علیؓ کے اسی بیان کو تفصیل سے ذکر کیا ہے، لیکن شروع میں اس مضمون کا اضافہ کیا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالبؓ نے بیان فرمایا اور ارشاد فرمایا:

تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں، میں اسی ذات کی تعریف کرتا ہوں اور اسی سے مدد طلب کرتا ہوں اور اسی پر ایمان لاتا ہوں اور اسی پر بھروسہ کرتا ہوں۔ اور اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اور حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں جنھیں اللہ نے ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ ان کے ذریعہ سے اللہ تمہاری تمام بیماریوں کو دور کر دے اور تمھیں غفلت سے بیدار کر دے۔ اور یہ بات جان لو کہ ایک دن تم لوگوں نے مرنا ہے، اور مرنے کے بعد قیامت کے دن تم لوگوں کو اٹھایا جائے گا اور اعمال پر لا کر کھڑا کر دیا جائے

گا اور پھر ان اعمال کا بدلہ تمھیں دیا جائے گا، لہٰذا دنیاوی زندگی تمھیں دھوکہ میں نہ ڈال دے۔

پھر آگے پچھلی حدیث جیسا مضمون ذکر کیا۔ 1

حضرت جعفر بن محمد کے دادا کہتے ہیں: حضرت علیؓ ایک جنازے کے ساتھ تشریف لے گئے۔ جب اس میت کو قبر میں رکھا جانے لگا تو اس کے گھر والے اور رشتہ دار سب اونچی آواز سے رونے لگے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا:

کیوں روتے ہوں؟ غور سے سنو! اللہ کی قسم! ان لوگوں کے مرنے والے نے اب قبر میں جا کر جو منظر دیکھ لیا ہے، اگر یہ لوگ بھی وہ منظر دیکھ لیں تو یہ اپنے مردے کو بھول جائیں۔ موت کے فرشتے نے بار بار ان لوگوں کے پاس آنا ہے، یہاں تک کہ ان میں سے ایک بھی باقی نہیں رہے گا۔

پھر (بیان کے لیے) کھڑے ہوئے اور فرمایا:

اللہ کے بندو! میں تمھیں اُس اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں جس نے تمہارے لیے مثالیں بیان کیں، تمہاری موت کا وقت مقرر کیا، اور تمہارے ایسے کان بنائے کہ ان میں جو بات پہنچتی ہے اسے سمجھ کر محفوظ کر لیتے ہیں، اور ایسی آنکھیں عطا فرمائیں کہ جو کچھ پردے میں ہے اسے وہ ظاہر کر دیتی

ہیں، اور ایسے دل دیے جو اِن مصائب اور مشکلات کو سمجھتے ہیں جو ان کی صورتوں کی ترکیب میں ان کو پیش آتے ہیں، اور اس چیز کو بھی سمجھتے ہیں جس نے ان دلوں کو آباد کیا یعنی ذکرِ الٰہی کو۔

اللہ تعالیٰ نے تمھیں بے کار پیدا نہیں کیا اور تم سے نصیحت والی کتاب یعنی قرآن کو ہٹایا بھی نہیں (بلکہ تمھیں نصیحت والی کتاب عطا فرمائی)، بلکہ پوری نعمتوں سے تمھیں نوازا اور مکمل عطیات دیے۔ اور اللہ تعالیٰ نے تمہارا پوری طرح اِحاطہ اور شمار کیا ہوا ہے۔ اور خوشی اور نفع کی حالت میں، اور نقصان اور رنج کی حالت میں آپ لوگ جو کچھ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس کا بدلہ تیار کیا ہوا ہے۔ اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو، اور دین کی طلب میں مزید کوشش کرو اور خواہشات کے ٹکڑے کر دینے والی اور لذتوں کو توڑ دینے والی چیز یعنی موت سے پہلے پہلے نیک عمل کر لو، کیوں کہ دنیا کی نعمتیں ہمیشہ نہیں رہیں گی اور اس کے دردناک حادثات سے امن نہیں ہے۔ دنیا ایک دھوکہ ہے جس کی شکل بدلتی رہتی ہے اور کمزور سا سایہ ہے اور ایسا سہارا ہے جو جھک جاتا ہے یعنی بوقتِ ضرورت کام نہیں آتا۔ شروع میں یہ دھوکہ نیا نظر آتا ہے، لیکن جلدی ہی پرانا ہو کر گزر جاتا ہے، اور اپنے پیچھے چلنے والے کو اپنی شہوتوں میں تھکا کر

اور دھوکہ کا دودھ پلا کر ہلاک کر دیتا ہے۔

اللہ کے بندو! عبرت کی چیزوں سے نصیحت پکڑو، اور قرآنی آیتوں اور نبوی حدیثوں سے عبرت حاصل کرو، اور ڈرانے والی چیزوں سے ڈر جائو، اور وعظ ونصیحت کی باتوں سے نفع حاصل کرو۔ یوں سمجھو کہ موت نے اپنے پنجے تم میں گاڑ دیے ہیں، اور مٹی کے گھر نے تمھیں اپنے اندر سمیٹ لیا ہے، اور بڑے سخت اور ہول ناک مناظر تم پر اچانک آگئے ہیں۔ (ان مناظر کی تفصیل یہ ہے کہ) صور پھونک دیا گیا ہے، اور قبروں میں سے تمام انسانوں کو اٹھایا جارہا ہے، اور اللہ تعالیٰ اپنی زبردست قدرت سے تمام انسانوں کو ہانک کر محشر میں لارہے ہیں اور حساب کے لیے کھڑا کر رہے ہیں، اور ہر انسان کے ساتھ اللہ نے ایک فرشتہ لگا رکھا ہے جو اسے محشر کی طرف ہانک رہا ہے، اور ہر انسان کے ساتھ ایک فرشتہ ہے جو اس کے خلاف اس کے برے اعمال کی گواہی دے رہا ہے، اور زمین اپنے ربّ کے نور سے چمک اٹھی ہے، اور اعمال کے حساب کا دفتر لا کر رکھ دیا گیا ہے، اور اَنبیا اور گواہ سب حاضر کر دیے گئے ہیں، اور ان کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جارہا ہے اور ان پر کسی طرح کا ظلم نہیں کیا جارہا ہے۔

اس دن کی وجہ سے تمام شہر تھرا رہے ہیں، اور ایک اعلان کرنے والا اعلان کر رہا ہے، اور یہ اوّلین اور آخرین کی باہمی ملاقات کا دن ہے۔ اور اللہ کی طرف سے خاص تجلی ظاہر ہو رہی ہے، اور سورج بے نور ہو رہا ہے، جگہ جگہ وحشی جانور گھبرا کر اکٹھے ہو گئے ہیں، اور چھپے ہوئے تمام راز کھل گئے ہیں، اور شریر لوگ ہلاک ہو رہے ہیں، اور انسانوں کے دل کانپ رہے ہیں، اور جہنم والوں پر اللہ کی طرف سے ہلاک کر دینے والا رعب اور رُلانے والی سزا اُتر رہی ہے۔ جہنم کو ظاہر کر دیا گیا ہے، اسے دیکھنے میں اب کوئی آڑ نہیں ہے۔ اس میں آنکڑے اور شور ہے، اور کڑک جیسی بھیانک آواز ہے۔ جہنم سخت غصہ میں ہے اور دھمکیاں دے رہی ہے اور اس کی آگ بھڑک رہی ہے اور اس کا گرم پانی اُبل رہا ہے۔ اس کی گرم ہوائیں اور تیزی آرہی ہے، اور اس میں ہمیشہ رہنے والے کا کوئی غم اور پریشانی دور نہیں کی جائے گی، اور اس جہنم میں رہنے والوں کی حسرتیں کبھی ختم نہیں ہوں گی، اور اس جہنم کی بیڑیاں کبھی توڑی نہیں جائیں گی۔ اور ان جہنمیوں کے ساتھ فرشتے ہیں جو انھیں گرم پانی کی اور آگ میں داخل ہونے کی خوش خبری دے رہے ہیں۔ اور انھیں اللہ کے دیدار سے روک دیا گیا ہے اور انھیں دوستوں سے جدا کر دیا گیا ہے اور سب جہنم کی

آگ کی طرف چلے جا رہے ہیں۔

اللہ کے بندو! اللہ سے اس آدمی کی طرح ڈرو جس نے دب کر عاجزی اختیار کرلی ہو، اور (دشمن سے) ڈر کر کوچ کر گیا ہو، اور جسے برے کاموں سے ڈرایا گیا ہو اور وہ دیکھ بھال کر ان سے رک گیا ہو، اور جلدی جلدی تلاش کرنے لگا ہو، اور بھاگ کر نجات حاصل کرلی ہو، اور آخرت کے لیے اس نے نیک اعمال آگے بھیج دیے ہوں جہاں لوٹ کر جانا ہے، اور نیک اعمال کے توشہ سے اس نے مدد حاصل کی ہو۔ اور بدلہ لینے اور دیکھنے میں اللہ کافی ہے، اور جھگڑنے اور حجت کرنے میں اللہ کی کتاب کافی ہے، اور جنت ثواب کے لیے اور جہنم وبال اور سزا کے لیے کافی ہے۔ اور میں اپنے لیے اور آپ لوگوں کے لیے اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔1

ایک مرتبہ حضرت علیؓ نے بیان فرمایا۔ پہلے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا: اما بعد! دنیا نے پشت پھیر لی ہے اور جدائی کا اعلان کر دیا ہے اور آخرت سامنے سے آرہی ہے اور بلندی سے جھانک رہی ہے۔ آج گھوڑے دوڑانے کا یعنی عمل کا میدان ہے، کل تو ایک دوسرے سے آگے نکلنا ہو گا۔ غور سے سنو! تم آج کل دنیاوی اُمیدوں کے دنوں میں ہو، لیکن ان کے پیچھے موت آرہی ہے

اور جس نے اُمید کے دنوں میں موت کے آنے سے پہلے نیک اعمال میں کوتاہی کی وہ ناکام ونامراد ہوگیا۔ توجہ سے سنو! جیسے تم خوف کے وقت عمل کرتے ہو ایسے ہی دوسرے اوقات میں بھی شوق اور رغبت سے عمل کیا کرو۔ غور سے سنو! میں نے ایسی کوئی چیز نہیں دیکھی جو جنت جیسی ہو اور پھر بھی اس کا طالب سویا ہوا ہو، اور نہ ہی ایسی کوئی چیز دیکھی جو جہنم جیسی ہو اور پھر بھی اس سے بھاگنے والا سوتا رہے۔ غور سے سنو! جو حق سے نفع نہیں اٹھاتا اسے باطل ضرور نقصان پہنچاتا ہے۔ جسے ہدایت سیدھے راستے پر نہ چلا سکی اسے گمراہی سیدھے راستہ سے ضرور ہٹادے گی۔ غور سے سنو! آپ لوگوں کو یہاں سے کوچ کرنے کا اور سفر آخرت کا حکم مل چکا ہے، اور اس سفر کا توشہ بھی آپ لوگوں کو بتادیا گیا ہے۔

اے لوگو! غور سے سنو! یہ دنیا تو ایسا سامان ہے جو سامنے موجود ہے اور اس میں سے اچھا برا ہر ایک کھا رہا ہے، اور اللہ نے آخرت کا جو وعدہ فرما رکھا ہے وہ بالکل سچا ہے اور وہاں وہ بادشاہ فیصلہ کرے گا جو بڑی قدرت والا ہے۔ غور سے سنو! شیطان تمھیں فقیر اور محتاج ہونے سے ڈراتا ہے، اور تمھیں بے حیائی کے کاموں کا حکم دیتا ہے، اور اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے مغفرت اور فضل کا

وعدہ فرماتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ بہت وسعت والے اور خوب جاننے والے ہیں۔ اے لوگو! اپنی موجودہ زندگی میں اچھے عمل کر لو انجام کار محفوظ رہو گے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے فرماں بردار سے جنت کا اور نافرمان سے جہنم کا وعدہ فرمار کھا ہے۔ جہنم کی آگ میں جہنمیوں کا چیخنا کبھی ختم نہ ہو گا، اس کے قیدی کو کبھی چھڑایا نہیں جا سکے گا اور اس میں جس کی ہڈی ٹوٹے گی تو کبھی جڑ نہ سکے گی۔ اس کی گرمی بہت سخت ہے، وہ بہت گہری ہے، اور اس کا پانی خون اور پیپ ہے۔ اور مجھے تم پر سب سے زیادہ خطرہ دو باتوں کا ہے: ایک خواہشات کے پیچھے چلنے کا، دوسرے اُمیدیں لمبی رکھنے کا۔ 1

اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ خواہشات کے پیچھے چلنے سے انسان حق سے ہٹ جاتا ہے اور لمبی اُمیدوں کی وجہ سے آخرت بھول جاتا ہے۔

حضرت زیاد اَعرابی کہتے ہیں: (خوارج کے) فتنہ کے بعد اور نہروان شہر سے فارغ ہونے کے بعد امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب ؓ کوفہ کے منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ پہلے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی، پھر آنسوؤں کی وجہ سے ان کے گلے میں پھندا لگ گیا اور اتنا روئے کہ آنسوؤں سے ڈاڑھی تر ہو گئی اور آنسو نیچے گرنے لگے۔ پھر انھوں نے اپنی ڈاڑھی جھاڑی تو اس کے قطرے کچھ

لوگوں پر جا گرے، تو ہم یہ کہا کرتے تھے حضرت علیؓ کے آنسو جس پر گرے ہیں اسے اللہ تعالیٰ جہنم پر حرام کر دیں گے۔ پھر حضرت علی نے فرمایا:

اے لوگو! ان میں سے نہ بنو جو بغیر کچھ کیے آخرت کی اُمید رکھتے ہیں اور لمبی اُمیدوں کی وجہ سے توبہ کو ٹالتے رہتے ہیں۔ دنیا کے بارے میں باتیں تو زاہدوں جیسی کرتے ہیں، لیکن دنیا کا کام ان لوگوں کی طرح کرتے ہیں جن میں دنیا کی رغبت اور شوق ہو۔ اگر انھیں دنیا ملے تو وہ سیر نہیں ہوتے اور اگر نہ ملے تو ان میں قناعت بالکل نہیں ہے۔ جو نعمتیں انھیں اللہ دے رہا ہے ان کا شکر کر نہیں سکتے، اور پھر چاہتے ہیں کہ نعمتیں اور بڑھ جائیں۔ دوسروں کو نیک کاموں کا حکم کرتے ہیں، لیکن خود نہیں کرتے۔ اوروں کو برے کاموں سے روکتے ہیں، لیکن خود نہیں رکتے۔ محبت تو نیک لوگوں سے کرتے ہیں، لیکن ان کے والے عمل نہیں کرتے۔ اور ظالموں سے بغض رکھتے ہیں، لیکن خود ظالم ہیں۔ اور (دنیا کے) جن کاموں پر کچھ ملنے کا صرف گمان ہی ہے، ان کا نفس ان سے وہ کام تو کروالیتا ہے اور (آخرت کے) جن کاموں پر ملنا یقینی ہے وہ کام ان سے نہیں کرواسکتا۔

اگر انھیں مال مل جائے تو فتنہ میں پڑ جاتے ہیں، اگر بیمار ہو جائیں تو غمگین

ہو جاتے ہیں، اگر فقیر ہو جائیں تو نا اُمید ہو کر کمزور پڑ جاتے ہیں۔ وہ گناہ بھی کرتے ہیں اور نعمتیں بھی استعمال کرتے ہیں۔ عافیت ملتی ہے تو شکر نہیں کرتے اور جب کوئی آزمایش آتی ہے تو صبر نہیں کرتے۔ ایسے نظر آتا ہے کہ جیسے دوسروں کو موت سے ڈرایا گیا ہے انھیں نہیں، اور آخرت کے سارے وعدے اور وعید دوسروں کے لیے ہیں۔

اے موت کا نشانہ بننے والو! اور موت کے پاس گروی رکھے جانے والو! اے بیماریوں کے برتنو! اے زمانے کے لوٹے ہوئے لوگو! اے زمانہ پر بوجھ بننے والو! اے زمانہ کے پھلو! اے حادثات کی کلیو! اے دلائل کے سامنے گونگے بن جانے والو! اے فتنہ میں ڈوبے ہوئے لوگو! اے وہ لوگو جن کے اور عبرت کی چیزوں کے درمیان رکاوٹیں ہیں! میں حق بات کہہ رہا ہوں۔ آدمی صرف اپنے آپ کو پہچان کر ہی نجات پا سکتا ہے اور آدمی اپنے ہاتھوں ہی ہلاک ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

{يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَاراً}

اے ایمان والو! تم اپنے کو اور اپنے گھر والوں کو (دوزخ کی) اس آگ سے بچائو۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو ان لوگوں میں سے بنائے جو وعظ و نصیحت سن کر قبول کر لیتے ہیں، اور جب ان کو عمل کی دعوت دی جاتی ہے تو وہ اسے قبول کر کے عمل کر لیتے ہیں۔2

حضرت یحییٰ بن یَعمر کہتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت علی بن ابی طالبؓ نے لوگوں میں بیان فرمایا۔ پہلے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا:

اے لوگو! تم سے پہلے لوگ صرف گناہوں کے اِرتکاب کی وجہ سے ہی ہلاک ہوئے۔ ان کے عُلما اور فقُہا نے انھیں روکا نہیں اللہ نے ان پر سزائیں نازل کیں۔ غور سے سنو! نیکی کا حکم کرو اور برائی سے روکو، اس سے پہلے کہ تم پر بھی وہ عذاب اُترے جو اُن پر اُترا تھا۔ اور یہ سمجھ لو کہ نیکی کا حکم کرنے اور برائی سے روکنے سے نہ رزق کم ہوتا ہے اور نہ موت جلدی آتی ہے۔ آسمان سے تقدیر کے فیصلے بارشوں کے قطروں کی طرح اترتے ہیں۔ چناں چہ ہر انسان کے اہل و عیال، مال و جان کے بارے میں کم ہو جانے یا بڑھ جانے کا جو فیصلہ اللہ نے مقدر میں لکھا ہوا ہے وہ آسمان سے اترتا ہے۔ اب جب تمہارے اہل و عیال، مال و جان میں کسی قسم کا نقصان ہو اور تمھیں دوسروں کے اہل و عیال مال و جان میں نقصان کے بجائے اور اضافہ نظر آئے، تو اس سے تم فتنہ میں نہ

پڑ جانا۔ مسلمان آدمی اگر دَناءت و کمینگی کا اِرتکاب کرنے والا نہ ہو تو اسے جب بھی یہ نقصان یاد آئے گا وہ عاجزی، انکساری، دعا اور اِلتجا کا مظاہرہ کرے گا (اور یوں اسے باطنی نفع ہو گا)، اور کمینے لوگوں کو اس پر بہت غصہ آئے گا۔ جیسے کہ کامیاب ہونے والا جُوئے باز تیروں سے جوا کھیلنے میں پہلی دفعہ ہی ایسی کامیابی کا انتظار کرتا ہے جس سے خوب مال ملے اور تاوان وغیرہ اسے نہ دینا پڑے، ایسے ہی خیانت سے پاک مسلمان آدمی جب اللہ سے دعا کرتا ہے تو دو اچھائیوں میں سے ایک کی اسے اُمید ہوتی ہے (کہ یا تو جو مانگا ہے وہ دنیا میں مل جائے گا اور اگر وہ نہ ملا تو پھر اس دعا کے دنیا میں قبول نہ ہونے کے بدلہ میں آخرت میں اسے ثواب ملے گا) جو اللہ کے پاس ہے وہ اس کے لیے بہتر ہے۔ یا پھر اللہ اسے مال دیں گے اور اس کے اہل و عیال میں خوب کثرت ہو گی اور وہ خوب مال دار ہو گا۔ کھیتی دو طرح کی ہے: (ایک دنیا کی دوسری آخرت کی) دنیا کی کھیتی مال اور بیٹے ہیں، اور آخرت کی کھیتی نیک اعمال ہیں۔ اور کبھی اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو دونوں قسم کی کھیتیاں عطا فرماتے ہیں۔

حضرت سفیان بن عیینہ کہتے ہیں: حضرت علی بن ابی طالب ؓ کے علاوہ اور کون ایسا ہے جو یہ بات اتنے اچھے طریقہ سے کہہ سکے؟ 1

''البدایہ'' کی روایت اسی جیسی ہے اور اس کے آخر میں یہ ہے:

یا تو اللہ اس کی دعا دنیا میں پوری کر دیں گے اور وہ بہت زیادہ مال اور اولاد والا ہو جائے گا، خاندانی شرافت اور دین کی نعمت بھی اسے حاصل ہو گی، یا پھر اسے اس دعا کا بدلہ آخرت میں دیں گے، اور آخرت (دنیا سے ہزار درجہ) بہتر اور ہمیشہ رہنے والی ہے۔ کھیتیاں دو ہیں: دنیا کی کھیتی مال اور تقویٰ ہے (بظاہر مال اور اولاد ہے)، اور آخرت کی کھیتی باقی رہنے والے اعمالِ صالحہ ہیں۔ 1

حضرت ابو وائل کہتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت علیؓ نے کوفہ میں لوگوں میں بیان فرمایا۔ میں نے انھیں اس بیان میں یہ کہتے ہوئے سنا:

اے لوگو! جو جان بوجھ کر محتاج بنتا ہے وہ محتاج ہو ہی جاتا ہے۔ اور جس کی عمر بہت زیادہ ہو جاتی ہے وہ مختلف بیماریوں اور کمزوریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ جو بلا اور آزمایش کے لیے تیاری نہیں کرتا جب اس پر آزمایش آتی ہے تو وہ صبر نہیں کر سکتا۔ جو کسی چیز پر قابو پا لیتا ہے وہ اپنے کو دوسروں پر ترجیح دیتا ہے۔ جو کسی سے مشورہ نہیں کرتا اسے ندامت اٹھانی پڑتی ہے۔

اور اس گفتگو کے بعد یہ فرمایا تھا:

عن قریب ایسا زمانہ آئے گا کہ اسلام کا صرف نام اور قرآن کا صرف ظاہری

نشان باقی رہ جائے گا۔

اور یہ بھی فرمایا تھا:

غور سے سنو! آدمی کو سیکھنے میں حیا نہیں کرنی چاہیے اور جس آدمی سے ایسی بات پوچھی جائے جسے وہ نہیں جانتا تو اسے یہ کہنے میں حیا نہیں کرنی چاہیے کہ میں نہیں جانتا۔ تمہاری مسجدیں ویسے تو اس دن آباد ہوں گی، لیکن تمہارے دل اور جسم اجڑے ہوئے اور ہدایت سے خالی ہوں گے۔ آسمان کے سایہ تلے رہنے والے تمام انسانوں میں سب سے برے تمہارے فُقہا ہوں گے، ان میں سے ہی فتنہ ظاہر ہو گا اور ان ہی میں لوٹ کر واپس آئے گا۔

اس پر ایک آدمی نے کھڑے ہو کر کہا: اے امیر المؤمنین! ایسا کب ہو گا؟

حضرت علیؓ نے فرمایا:

جب علم تمہارے گھٹیا لوگوں میں ہو گا، اور تمہارے سرداروں میں زنا اور بے حیائی عام ہو گی، اور بادشاہت تمہارے چھوٹے لوگوں میں ہو گی (جنھیں نہ تجربہ ہو گا نہ سمجھ ہو گی)، اس وقت قیامت قائم ہو گی۔ 1

حضرت علیؓ ایک دن لوگوں میں بیان کے لیے کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا:

تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جو مخلوق کو پیدا کرنے والا، (رات میں سے)

پھاڑ کر صبح کو نکالنے والا، مُردوں کو زندہ کرنے والا اور قبروں میں جو مدفون ہیں انھیں قیامت کے دن اٹھانے والا ہے۔ اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اور میں تمھیں اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ بندہ جن اعمال کو اللہ کے قُرب کے لیے وسیلہ بنا سکتا ہے، ان میں سب سے افضل ایمان اور جہاد فی سبیل اللہ ہے اور کلمۂ اخلاص ہے، اس لیے کہ وہ عین انسانی فطرت کے مطابق ہے۔ اور نماز قائم کرنا ہے، کیوں کہ وہ ہی اصل مذہب ہے۔ اور زکوٰۃ دینا ہے، کیوں کہ وہ اللہ کے دینی فرائض میں سے ہے۔ اور رمضان کے روزے رکھنا ہے، کیوں کہ یہ اللہ کے عذاب سے ڈھال ہے۔ اور بیت اُللہ کا حج ہے، کیوں کہ یہ فقر کے دور کرنے اور گناہوں کے ہٹانے کا سبب ہے۔ اور صلہ رحمی کرنا ہے، کیوں کہ اس سے مال بڑھتا ہے اور عمر لمبی ہوتی ہے اور گھر والوں کی محبت (دوسروں کے دلوں میں) بڑھتی ہے۔ اور چھپ کر صدقہ کرنا ہے، کیوں کہ اس سے خطائیں مٹ جاتی ہیں اور ربّ کا غصہ ٹھنڈا پڑ جاتا ہے۔ اور لوگوں کے ساتھ نیکی اور بھلائی کرنا ہے، کیوں کہ یہ بری موت اور ہولناک جگھوں سے بچاتا ہے۔

اور اللہ کا ذکر خوب کرو، کیوں کہ اللہ کا ذکر سب سے اچھا ذکر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے متقی لوگوں سے جن چیزوں کا وعدہ فرمایا ہے ان چیزوں کا اپنے اندر شوق پیدا کرو، کیوں کہ اللہ کا وعدہ سب سے سچا وعدہ ہے۔ اور اپنے نبی کریم ﷺ کی سیرت کی اِقتدا کرو، کیوں کہ ان کی سیرت سب سے اَفضل سیرت ہے۔ اور ان کی سنتوں پر چلو، کیوں کہ ان کی سنتیں سب سے اَفضل طریقۂ زندگی ہیں۔ اور اللہ کی کتاب سیکھو، کیوں کہ وہ سب سے اَفضل کلام ہے۔ اور دین کی سمجھ حاصل کرو، کیوں کہ یہی دلوں کی بہار ہے۔ اور اللہ کے نور سے شفا حاصل کرو، کیوں کہ یہ دلوں کی تمام بیماریوں کی شفا ہے۔ اس کی تلاوت اچھی طرح کرو، کیوں کہ (اس کے اندر) سب سے عمدہ قصے ہیں۔ جب اسے
تمہارے سامنے پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو تا کہ تم پر اللہ کی رحمت ہو۔ اور جب تمھیں اس کے علم کے حاصل کرنے کی توفیق مل گئی ہے تو اس پر عمل کرو تا کہ تمھیں ہدایتِ کامل درجہ کی مل جائے، کیوں کہ جو عالم اپنے علم کے خلاف عمل کرتا ہے وہ راہِ حق سے ہٹے ہوئے اس جاہل جیسا ہے جو اپنی جہالت کی وجہ سے درست نہیں ہو سکا۔ بلکہ میرا خیال تو یہ ہے کہ جو عالم اپنے علم کو چھوڑ بیٹھا ہے اس کے خلاف حجت زیادہ بڑی ہو گی، اور

اس پر حسرت زیادہ عرصہ تک رہے گی، اور اس کے مقابلہ میں جہالت میں حیران و پریشان رہنے والے جاہل کے خلاف حجت چھوٹی اور اس پر حسرت کم ہو گی۔ ویسے تو دونوں گمراہ ہیں اور دونوں ہلاک ہوں گے۔ اور تردد میں نہ پڑو، ورنہ تم شک میں پڑ جائو گے۔ اور اگر تم شک میں پڑ گئے تو ایک دن کافر بن جائو گے۔ اور اپنے لیے آسانی اور رخصت والا راستہ اختیار نہ کرو، ورنہ تم غفلت میں پڑ جائو گے۔ اور اگر تم حق سے غفلت برتنے لگ گئے تو پھر خسارہ والے ہو جائو گے۔

غور سے سنو! یہ سمجھ داری کی بات ہے کہ تم بھروسہ کرو، لیکن اتنا بھروسہ نہ کرو کہ دھوکہ کھالو۔ اور تم میں سے اپنے آپ کا سب سے زیادہ خیر خواہ وہ ہے جو اپنے ربّ کی سب سے زیادہ اطاعت کرنے والا ہے اور تم میں سے اپنے آپ کو سب سے زیادہ دھوکہ دینے والا وہ ہے جو اپنے ربّ کی سب سے زیادہ نافرمانی کرنے والا ہے، جو اللہ کی اطاعت کرے گا وہ امن میں رہے گا اور خوش رہے گا، اور جو اللہ کی نافرمانی کرے گا وہ ڈرتا رہے گا اور اسے ندامت اٹھانی پڑے گی۔ پھر تم اللہ سے یقین مانگو اور اس کے سامنے عافیت کا شوق ظاہر کرو۔ دل کی سب سے بہتر دائمی کیفیت یقین ہے۔ فرائض سب سے اَفضل عمل ہیں۔

اور جو نئے کام اپنے پاس سے گھڑے جاتے ہیں وہ سب سے برے ہیں۔ ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر نئی بات گھڑنے والا بدعتی ہے۔ جس نے کوئی نئی بات گھڑی اس نے (دین) ضائع کر دیا۔ جب کوئی بدعتی نئی بدعت نکالتا ہے تو وہ اس کی وجہ سے کوئی نہ کوئی سنت ضرور چھوڑتا ہے۔ اصل نقصان والا وہ ہے جس کا دینی نقصان ہوا ہو اور نقصان والا وہ ہے جو اپنے آپ کو خسارے میں ڈال دے۔ ریاکاری شرک میں سے ہے اور اخلاص عمل وایمان کا حصہ ہے۔ کھیل کود کی مجلسیں قرآن بھلا دیتی ہیں اور ان میں شیطان شریک ہوتا ہے اور یہ مجلسیں ہر گمراہی کی دعوت دیتی ہیں۔ اور عورتوں کے ساتھ زیادہ بیٹھنے سے دل ٹیڑھے ہو جاتے ہیں اور ایسے آدمی کی طرف سب کی نگاہیں اٹھتی ہیں۔ عورتیں شیطان کے جال ہیں۔ اللہ کے ساتھ سچائی کا معاملہ کرو، کیوں کہ اللہ تعالیٰ سچے کے ساتھ ہے۔ اور جھوٹ سے اجتناب کرو، کیوں کہ جھوٹ ایمان کا مخالف عمل ہے۔ غور سے سنو! سچ نجات اور عزت کی بلند جگہ پر ہے، اور جھوٹ ہلاکت اور بربادی کی بلند جگہ پر ہے۔

غور سے سنو! حق بات کہو، اس سے تم پہچانے جاؤ گے۔ اور حق پر عمل کرو، اس سے تم حق والوں میں سے ہو جاؤ گے۔ جس نے تمہارے پاس امانت

رکھوائی ہے اسے اس کی امانت واپس کرو۔ جو رشتہ دار تم سے قطع رحمی کرے تو اس کے ساتھ صِلَہ رحمی کرو اور جو تمھیں نہ دے بلکہ محروم کرے تم اس کے ساتھ احسان کرو۔ جب تم کسی سے معاہدہ کرو تو اسے پورا کرو۔ جب فیصلہ کرو تو عدل وانصاف والا کرو۔ آباء واجداد کے کارناموں پر ایک دوسرے پر فخر نہ کرو۔ اور ایک دوسرے کو برے لقب سے نہ پکارو۔ آپس میں حد سے زیادہ مذاق نہ کرو اور ایک دوسرے کو غصہ نہ دلائو۔ اور کمزور،
مظلوم، مقروض، مجاہد فی سبیل اللہ، مسافر اور سائل کی مدد کرو، اور غلاموں کو آزادی دلوانے میں مدد کرو۔ اور بیوہ اور یتیم پر رحم کرو۔ اور سلام پھیلائو اور جو تمھیں سلام کرے تم اسے ویسا ہی جواب دو یا اس سے اچھا جواب دو۔ نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو، گناہ اور زیادتی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔ اور اللہ سے ڈرو، کیوں کہ اللہ سخت سزا والا ہے۔ اور مہمان کا اکرام کرو، پڑوسی سے اچھا سلوک کرو۔ بیماروں کی عیادت کرو اور جنازے کے ساتھ جائو۔ اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن کر رہو۔
امابعد! دنیا منہ پھیر کر جارہی ہے اور اپنے رخصت ہونے کا اعلان کر رہی ہے، اور آخرت سایہ ڈال چکی ہے اور جھانک رہی ہے۔ آج دوڑانے کے لیے

گھوڑے تیار کرنے کا دن ہے، کل قیامت کو ایک دوسرے سے آگے بڑھنا ہو گا اور آگے بڑھ کر جنت میں جانا ہو گا۔ اگر آگے بڑھ کر جنت میں نہ جا سکا تو پھر اس کا انجام جہنم کی آگ ہے۔ توجہ سے سنو! تمھیں ان دنوں عمل کرنے کی مہلت ملی ہوئی ہے، اس کے بعد موت ہے جو بہت تیزی سے آرہی ہے۔ جو مہلت کے دنوں میں موت کے آنے سے پہلے اپنے ہر عمل کو اللہ کے لیے خالص کرے گا وہ اپنے عمل کو اچھا اور خوب صورت بنا لے گا اور اپنی اُمید کو پائے گا۔ اور جس نے اس میں کوتاہی کی اس کے عمل خسارے والے ہو جائیں گے، اس کی اُمید پوری نہ ہو گی بلکہ اُمید کی وجہ سے اس کا نقصان ہو گا۔ لہٰذا اللہ کے ثواب کے شوق میں اس کے عذاب سے ڈر کر عمل کرو۔

اگر کبھی نیک اعمال کی رغبت اور شوق کا تم پر غلبہ ہو تو اللہ کا شکر کرو، اور اس شوق کے ساتھ خوف پیدا کرنے کی کوشش کرو۔ اور اگر کبھی اللہ کے خوف کا غلبہ ہو تو اللہ کا ذکر کرو اور اس خوف کے ساتھ کچھ شوق ملانے کی کوشش کرو، کیوں کہ اللہ نے مسلمانوں کو بتایا ہے کہ اچھے عمل پر اچھا بدلہ ملے گا اور جو شکر کرے گا اللہ اس کی نعمت بڑھائے گا۔

میں نے جنت جیسی کوئی چیز نہیں دیکھی کہ جس کا طالب سو رہا ہو اور جہنم کی

آگ جیسی کوئی چیز نہیں دیکھی کہ جس سے بھاگنے والا سو رہا ہو۔ اور میں نے اس سے زیادہ کمانے والا نہیں دیکھا جو اس دن کے لیے نیک اعمال کماتا ہے جس دن کے لیے اعمال کے ذخیرے جمع کیے جاتے ہیں، اور جس دن دلوں کے تمام بھید کھل جائیں گے اور تمام بری چیزیں اس دن جمع ہو جائیں گی۔ جسے حق سے کوئی فائدہ نہ ہوا اسے باطل نقصان پہنچائے گا، جسے ہدایت سیدھے راستہ پر نہ چلا سکی اسے گمراہی سیدھے راستہ سے ہٹا دے گی، جسے یقین سے کوئی فائدہ نہ ہوا اسے شک نقصان پہنچائے گا اور جسے اس کی موجودہ چیز نفع نہ پہنچا سکی اسے اس کی دور والی غیر حاضر چیز بالکل نفع نہیں پہنچا سکے گی، یعنی جو براہِ راست مجھ سے بیان سن کر فائدہ نہ اٹھا سکے وہ میرے نہ سنے ہوئے بیانات سے تو بالکل فائدہ نہیں اٹھا سکے گا۔ تمھیں کوچ کر کے سفر میں جانے کا حکم دیا جا چکا ہے اور سفر میں کام آنے والا توشہ بھی تمھیں بتایا جا چکا ہے۔

توجہ سے سنو! مجھے آپ لوگوں پر سب سے زیادہ دو چیزوں کا ڈر ہے: ایک لمبی اُمیدیں، دوسرے خواہشات پر چلنا۔ لمبی اُمیدوں کی وجہ سے انسان آخرت بھول جاتا ہے اور خواہشات پر چلنے کی وجہ سے حق سے دور ہو جاتا ہے۔ توجہ سے سنو! دنیا پیٹھ پھیر کر جا رہی ہے اور آخرت سامنے سے آ رہی ہے، اور

دونوں کے طالب اور چاہنے والے ہیں۔ اگر تم سے ہو سکے تو آخرت والوں میں سے بنو اور دنیا والوں میں سے نہ بنو، کیونکہ آج عمل کرنے کا موقع ہے لیکن حساب نہیں ہے، کل حساب ہو گا لیکن عمل کا موقع نہیں ہو گا۔1

حضرت ابُو خَیرہ کہتے ہیں: میں حضرت علیؓ کے ساتھ رہا یہاں تک کہ وہ کوفہ پہنچ گئے اور منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ پہلے اللہ کی حمد وثنا بیان کی پھر فرمایا: تم اس وقت کیا کروگے جب تمہارے نبی ﷺ کی آل پر تمہارے سامنے فوج حملہ آور ہو گی؟ کوفہ والوں نے کہا: ہم اللہ کو ان کے بارے میں زبردست بہادری دکھائیں گے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! تمہارے سامنے ان پر فوج حملہ آور ہو گی اور تم مقابلہ پر آکر ان کو خود قتل کروگے۔ پھر یہ شعر پڑھنے لگے:

هُمُ أَوْرَدُوهُ بِالْغُرُورِ وَغَرَّدُوا

أَجِيبُوا دُعَاهُ لَا نَجَاةَ وَلَا عُذْرًا

وہ اسے دھوکہ سے لے آئیں گے اور پھر اونچی آواز سے یہ گائیں گے کہ اس (کے مخالف یعنی یزید) کی دعوت (بیعت) قبول کرلو، اسے قبول کیے بغیر

تمھیں نجات نہیں ملے گی اور اس میں تمہارا کوئی عذر قبول نہیں کیا جائے گا۔1

حضرت ابراہیم تیمی کے والد (حضرت یزید بن شریک) کہتے ہیں: ہم میں حضرت علیؓ نے بیان فرمایا جس میں ارشاد فرمایا کہ

ہمارے پاس اللہ کی کتاب اور اس صحیفے کے علاوہ کچھ اور لکھا ہوا ہے جسے ہم پڑھتے رہتے ہیں تو وہ بالکل غلط کہتا ہے۔ اور اس صحیفے میں زکوٰۃ اور دِیت کے اونٹوں کی عمر اور زخموں کے مختلف اَحکام کے بارے میں لکھا ہوا ہے۔ اور اس صحیفے میں یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: مدینہ کا حرم عَیر پہاڑ سے ثَور پہاڑ تک ہے۔ یہ سارا علاقہ قابلِ احترام ہے۔ لہٰذا جو اس علاقہ میں خود کوئی نئی چیز ایجاد کرے یا نئی چیز ایجاد کرنے والے کو ٹھکانا دے تو اس پر اللہ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو گی، اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے کسی فرض اور نفل عمل کو قبول نہیں فرمائیں گے۔ اور جو اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف اپنے نسب کی نسبت کرے گا، اور جو غلام اپنے آقا کے علاوہ کسی اور کے غلام ہونے کا دعویٰ کرے گا تو ان دونوں پر اللہ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو گی، اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کے کسی فرض اور نفل

عمل کو قبول نہیں فرمائیں گے۔ تمام مسلمانوں کی ذمہ داری ایک ہے جس کے لیے کم درجے کا مسلمان بھی سعی کرے گا(یعنی ادنیٰ درجہ کا مسلمان بھی کسی کافر یا دشمن کے آدمی کو امان دے دے تو اب اسے تمام مسلمانوں کی طرف سے امان مل جائے گی)۔1

حضرت ابراہیم نخعیؒ کہتے ہیں: حضرت علقمہ بن قیس نے اس منبر پر ہاتھ مار کر کہا: حضرت علیؓ نے اس منبر پر ہم میں بیان کیا۔ پہلے انھوں نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور کچھ دیر اللہ کی ذات و صفات کا تذکرہ کیا، پھر فرمایا:

حضور ﷺ کے بعد تمام لوگوں میں سب سے بہتر حضرت ابو بکرؓ ہیں، پھر حضرت عمرؓ ہیں، پھر ہم نے ان کے بعد بہت سے نئے کام کیے ہیں جن کا اللہ ہی فیصلہ کرے گا۔2

حضرت ابو جُحَیفہؓ فرماتے ہیں: حضرت علیؓ منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ پہلے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی، پھر نبی کریم ﷺ پر درود بھیجا، پھر فرمایا:

حضور ﷺ کے بعد اس اُمّت میں سب سے بہترین آدمی حضرت ابو بکرؓ ہیں، پھر دوسرے نمبر پر حضرت عمرؓ ہیں اور اللہ تعالیٰ جہاں چاہتے ہیں خیر رکھ دیتے ہیں۔3

"مسند احمد" میں حضرت وہب سوائیؓ سے اسی کے ہم معنی روایت مذکور ہے، البتہ اس میں یہ مضمون نہیں ہے کہ پھر ہم نے بہت سے نئے کام کیے۔ اور اس میں حضرت علیؓ کا یہ فرمان ہے کہ ہم اس بات کو بعید نہیں سمجھتے تھے کہ حضرت عمرؓ کی زبان پر فرشتہ بولتا ہے۔

حضرت عَلقَمہ کہتے ہیں: حضرت علیؓ نے ہم لوگوں میں بیان فرمایا۔ پہلے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا:

مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ کچھ لوگ مجھے حضرت ابو بکر و حضرت عمرؓ پر فضیلت دیتے ہیں۔ اگر میں اس کام سے لوگوں کو منع کر چکا ہوتا تو آج میں اس پر ضرور سزا دیتا اور روکنے سے پہلے سزا دینا مجھے پسند نہیں۔ بہر حال اب سب سن لیں کہ آیندہ میرے اس بیان کے بعد جو بھی اس بارے میں ذرا سی بھی بات کرے گا وہ میرے نزدیک بہتان باندھنے والا ہو گا۔ اسے وہی سزا ملے گی جو بہتان باندھنے والے کی ہوتی ہے۔ حضور ﷺ کے بعد لوگوں میں سب سے بہترین حضرت ابو بکر ہیں، پھر حضرت عمر ہیں۔ پھر ہم نے ان حضرات کے بعد بہت سے نئے کام کیے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں جو چاہیں گے فیصلہ فرمائیں گے۔ 1

حضرت زید بن وَہب کہتے ہیں: حضرت سُوَید بن غَفَلَہ حضرت علیؓ کے زمانۂ خلافت میں ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے امیر المؤمنین! میں چند لوگوں کے پاس سے گزرا جو حضرت ابو بکر اور حضرت عمرؓ کی شان میں نامناسب کلمات کہہ رہے تھے۔ یہ سن کر حضرت علی اٹھے اور منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا:

اس ذات کی قسم جس نے دانے کو (زمین میں جانے کے بعد) پھاڑا اور جان کو پیدا کیا! ان دونوں حضرات سے وہی محبت کرے گا جو مؤمن اور صاحبِ فضل وکمال ہو گا، اور ان سے بُغض صرف بد بخت اور بے دین ہی رکھے گا۔ حضرات شیخین کی محبت اللہ کے قرب حاصل ہونے کا ذریعہ ہے اور ان حضرات سے بغض و نفرت بے دینی ہے۔ لوگوں کو کیا ہوا کہ وہ حضور ﷺ کے دو بھائیوں، دو وزیروں، دو خاص ساتھیوں، قریش کے دو سرداروں اور مسلمانوں کے دو روحانی باپوں کا نامناسب کلمات سے ذکر کرتے ہیں۔ جو بھی ان حضرات کا ذکر برائی سے کرے گا میں اس سے بری ہوں اور میں اسے اس وجہ سے سزا دوں گا۔2

حضرت علیؓ کا یہ بیان اکابر کی وجہ سے ناراض ہونے کے باب میں پوری تفصیل

سے گزر چکا ہے۔

حضرت علی بن حسین کہتے ہیں: جب حضرت علی بن ابی طالبؓ جنگ صِفّین سے واپس آئے تو ان سے بنو ہاشم کے ایک نوجوان نے کہا: اے امیر المؤمنین! میں نے آپ کو جمعہ کے خطبہ میں یہ کہتے ہوئے سنا: اے اللہ! تو نے جس عمل کے ذیعہ سے خلفائے راشدین کی اصلاح فرمائی اسی کے ذریعہ سے ہماری بھی اصلاح فرما، تو یہ خلفائے راشدین کون ہیں؟ اس پر حضرت علیؓ کی دونوں آنکھیں ڈبڈبا آئیں اور فرمایا: خلفائے راشدین حضرت ابو بکر اور حضرت عمرؓ ہیں جو کہ ہدایت کے امام اور اسلام کے بڑے زبردست عالم ہیں جن سے حضور ﷺ کے بعد ہدایت حاصل کی جاتی ہے۔ جو اِن دونوں کا اِتباع کرے گا اسے صراطِ مستقیم کی ہدایت ملے گی اور جو اِن دونوں کی اِقتدا کرے گا وہ رُشد والا ہو جائے گا، جو اِن دونوں کو مضبوطی سے پکڑے گا وہ اللہ کی جماعت میں شامل ہو جائے گا اور اللہ کی جماعت والے ہی فلاح پانے والے ہیں۔ 1

بنو تمیم کے ایک بڑے میاں کہتے ہیں: حضرت علیؓ نے ایک مرتبہ ہم میں بیان فرمایا جس میں ارشاد فرمایا:

لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا جس میں لوگ ایک دوسرے کو کاٹ کھائیں گے اور مال دار اپنے مال کو روک کر رکھے گا بالکل خرچ نہیں کرے گا، حالاں کہ اسے اس کا حکم نہیں دیا گیا تھا (بلکہ اسے تو ضرورت سے زائد سارا مال دوسروں پر خرچ کرنے کا حکم دیا گیا تھا)۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

{ وَلَا تَنسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ }2

اور آپس میں احسان کرنے سے غفلت مت کرو۔

برے لوگ زور پر ہوں گے غالب آجائیں گے، نیک لوگ بالکل دب جائیں گے اور مجبور لوگوں سے خرید وفروخت کی جائے گی (یا تو انھیں خرید وفروخت پر کسی طرح مجبور کیا جائے گا یا وہ قرضے وغیرہ کی وجہ سے مجبور ہو کر اپنا سامان وغیرہ سستے داموں بیچیں گے)۔ حالاں کہ حضور ﷺ نے مجبور انسان سے اس طرح خریدنے سے اور دھوکہ کی خرید وفروخت سے اور پکنے سے پہلے پھل بیچ دینے سے منع فرمایا ہے۔3

حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ کے آزاد کردہ غلام حضرت ابو عبید کہتے ہیں: میں حضرت علیؓ کے ساتھ عید الاضحی کی نماز میں شریک ہوا۔ حضرت علی نے خطبہ سے پہلے اذان اور اِقامت کے بغیر عید کی نماز پڑھائی پھر خطبہ دیا، اس

میں ارشاد فرمایا:

اے لوگو! حضور ﷺ نے تمھیں تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے، لہٰذا تم لوگ تین دن (تو گوشت کھاؤ اس) کے بعد نہ کھاؤ۔ (حضور ﷺ نے پہلے تو منع فرمایا تھا، لیکن بعد میں تین دن کے بعد بھی کھانے کی اجازت دے دی تھی)۔1

حضرت رِبعی بن حرِاش کہتے ہیں: میں نے حضرت علیؓ کو بیان میں یہ کہتے ہوئے سنا کہ

حضور ﷺ نے فرمایا: میرے بارے میں جھوٹ نہ بولو، کیوں کہ جو میرے بارے میں جھوٹ بولے گا وہ جہنم کی آگ میں داخل ہو گا۔2

حضرت ابو عبد الرحمن سُلَمِی کہتے ہیں: حضرت علیؓ نے بیان کیا جس میں ارشاد فرمایا:

اے لوگو! اپنے غلام اور باندیوں پر شرعی حدود قائم کرو چاہے وہ شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ، کیوں کہ حضور ﷺ کی ایک باندی سے زنا صادر ہو گیا تھا تو حضور ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں اس پر حدِ شرعی قائم کرو۔ میں اس کے پاس گیا تو دیکھا کہ اس کے ہاں کچھ دیر پہلے بچہ پیدا ہوا ہے، تو مجھے ڈر ہوا کہ اگر

میں اسے کوڑے ماروں گا تو وہ مر جائے گی۔ میں نے حضور ﷺ کی خدمت میں آکر یہ بات عرض کی۔ آپ نے فرمایا: تم نے اچھا کیا۔3

حضرت عبد اللہ بن سبع کہتے ہیں: حضرت علیؓ نے ہم سے بیان فرمایا جس میں ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس نے دانے کو پھاڑا اور جان کو پیدا کیا! میری یہ ڈاڑھی سر کے خون سے ضرور رنگین ہو گی یعنی مجھے قتل کیا جائے گا۔ اس پر لوگوں نے کہا: آپ ہمیں بتائیں کہ وہ (آپ کو قتل کرنے والا) آدمی کون ہے؟ اللہ کی قسم! ہم اس کے سارے خاندان کو تباہ کر دیں گے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: میں تمھیں اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ میرے قاتل کے علاوہ کوئی اور ہر گز قتل نہ ہو۔ لوگوں نے کہا: اگر آپ کو یقین ہے کہ عن قریب آپ کو قتل کر دیا جائے گا تو آپ کسی کو اپنا خلیفہ مقرر فرما دیں۔ فرمایا: نہیں، بلکہ میں تو تمھیں اسی کے سپرد کرتا ہوں جس کے سپرد حضور ﷺ کر کے گئے تھے (یعنی حضور ﷺ نے اپنے بعد کسی کو خلیفہ مقرر نہیں کیا تھا بلکہ اللہ کے حوالے کیا تھا، میں بھی ایسے ہی کرتا ہوں)۔1

حضرت عَلاء کہتے ہیں: حضرت علیؓ نے بیان فرمایا جس میں ارشاد فرمایا: اے لوگو! اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں! میں نے تمہارے مال میں

سے اس شیشی کے علاوہ اور کچھ نہیں لیا۔ اور اپنے کُرتے کی آستین سے خوشبو کی ایک شیشی نکال کر فرمایا: یہ ایک گائوں کے چودھری نے مجھے ہدیہ کی ہے۔2

حضرت عمیر بن عبد الملک کہتے ہیں: حضرت علیؓ نے کوفہ کے منبر پر ہم لوگوں میں بیان فرمایا جس میں ارشاد فرمایا:

اگر میں خود حضور ﷺ سے نہ پوچھتا تو آپ مجھے خود بتا دیتے اور اگر میں آپ سے خیر کے بارے میں پوچھتا تو آپ اس کے بارے میں بتاتے۔ آپ نے اپنے ربّ کی طرف سے مجھے یہ حدیث سنائی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میرے اپنے عرش کے اوپر بلند ہونے کی قسم! جس بستی والے اور گھر والے اور جنگل میں اکیلے رہنے والے سب میری نافرمانی پر ہوں جو کہ مجھے ناپسند ہے، پھر یہ اسے چھوڑ کر میری اطاعت اختیار کر لیں جو مجھے پسند ہے، تو میرا عذاب جو انھیں ناپسند ہے ان سے ہٹا کر اپنی رحمت کو ان کی طرف متوجہ کر دوں گا جو انھیں پسند ہے۔ اور جس بستی والے اور جس گھر والے اور جنگل میں اکیلے رہنے والے سب میری اطاعت پر ہوں جو مجھے پسند ہے، وہ اسے چھوڑ کر میری نافرمانی اختیار کر لیں جو مجھے ناپسند ہے، تو میری رحمت جو انھیں پسند ہے وہ ان

سے ہٹا کر اپنا غصہ ان کی طرف متوجہ کر دوں گا جو انھیں ناپسند ہے۔3

امیر المؤمنین حضرت حسن بن علیؓ کے بیانات

حضرت ہُبَیرہ کہتے ہیں: جب حضرت علی بن ابی طالبؓ کا انتقال ہو گیا تو حضرت حسن بن علیؓ کھڑے ہو کر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا: اے لوگو! آج رات ایسی ہستی دنیا سے اٹھالی گئی ہے جن سے پہلے لوگ آگے نہیں جاسکے اور جنھیں پچھلے لوگ پا نہیں سکیں گے۔ حضور ﷺ انھیں کسی جگہ بھیجتے تو انھیں دائیں طرف سے حضرت جبرائیلؑ اور بائیں طرف سے حضرت میکائیلؑ اپنے گھیرے میں لے لیتے، اور جب تک اللہ انھیں فتح نہ دیتے یہ واپس نہ آتے۔ یہ صرف سات سو درہم چھوڑ کر گئے ہیں۔ آپ اس سے ایک خادم خریدنا چاہتے تھے۔ آج ستائیس رمضان کی رات میں ان کی روح قبض کی گئی ہے۔ اسی رات میں حضرت عیسیٰ بن مریمؑ کو آسمانوں کی طرف اٹھایا گیا۔

ایک روایت میں ہے:

وہ سونا چاندی کچھ نہیں چھوڑ کر گئے، صرف سات سو درہم چھوڑ کر گئے ہیں جو اُن کے بیت المال میں اسے ملنے والے وظیفہ میں سے بچے ہیں۔

اس روایت میں اس سے آگے نہیں ہے۔1

جب حضرت علیؓ شہید ہو گئے تو حضرت حسنؓ نے کھڑے ہو کر بیان فرمایا۔
پہلے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا:
امابعد! آج رات تم نے ایک آدمی کو قتل کر دیا ہے۔ اسی رات میں قرآنِ پاک نازل ہوا، اسی میں حضرت عیسیٰ بن مریمؑ کو اٹھایا گیا اور اسی رات میں حضرت موسیٰؑ موسیٰؑ کے خادم حضرت یوشع بن نونؑ کو شہید کیا گیا اور اسی میں بنی اسرئیل کی توبہ قبول ہوئی۔2
طبرانی کی روایت میں اس کے بعد یہ ہے کہ پھر حضرت حسنؓ نے فرمایا:
جو مجھے جانتا ہے وہ تو جانتا ہے اور جو مجھے نہیں جانتا میں اسے اپنا تعارف کرا دیتا ہوں۔ میں حضرت محمد ﷺ کا بیٹا حسن ہوں (میں حضور ﷺ کو اپنا باپ اس وجہ سے کہہ رہا ہوں کہ حضرت یوسفؑ نے حضرت ابراہیم اور حضرت اسحاقؑ کو اپنا باپ کہا ہے، حالاں کہ یہ دونوں ان کے دادا پر دادا تھے)۔
پھر انھوں نے یہ آیت پڑھی جس میں حضرت یوسفؑ کا قول ہے: {واتَّبَعْتُ مِلَّةَ آبَائِي إِبْرَاهِيمَ وإِسْحَاقَ ويَعْقُوبَ } 1 اور میں نے اپنے ان باپ دادوں کا مذہب اختیار کرر کھا ہے ابراہیم کا، اسحاق اور یعقوبؑ کا۔
پھر اللہ کی کتاب میں سے کچھ اور پڑھنے لگے، پھر (حضور ﷺ کے مختلف نام

لے کر) فرمایا:

میں بشارت دینے والے کا بیٹا ہوں۔ میں **ڈرانے والے کا بیٹا ہوں۔** میں نبی ﷺ کا بیٹا ہوں۔ میں اللہ کے حکم سے **اللہ کی دعوت دینے والے کا بیٹا ہوں۔** میں روشن چراغ کا بیٹا ہوں۔ میں اس ذات کا بیٹا ہوں جنھیں رحمۃٌ للعالمین بنا کر بھیجا گیا۔ میں اس گھرانے کا فرد ہوں جن سے اللہ نے گندگی دور کر دی اور جنھیں خوب اچھی طرح پاک کیا۔ میں اس گھرانے کا فرد ہوں جن کی محبت اور دوستی کو اللہ نے فرض قرار دیا۔ چناںچہ جو قرآن حضرت محمد ﷺ پر اللہ نے نازل کیا اس میں اللہ نے فرمایا ہے:

{ قُل لاَّ أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْراً إِلاَّ الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى }2 آپ (ان سے) یوں کہیے کہ میں تم سے کچھ مطلب نہیں چاہتا بجز رشتہ داری کی محبت کے۔3 طبرانی کی دوسری روایت میں یہ مضمون بھی ہے کہ

حضور ﷺ انھیں جھنڈا دیا کرتے اور جب جنگ میں گھمسان کا رَن پڑتا تو جبرائیلؑ ان کے دائیں جانب آکر لڑتے۔ راوی کہتے ہیں: یہ رمضان کی اکیسویں رات تھی۔4 حاکم کی روایت میں یہ بھی ہے کہ ہمیں نبوی گھرانہ میں سے ہوں۔ حضرت جبرائیلؑ (آسمان سے) اُتر کر ہمارے پاس آیا کرتے تھے

اور ہمارے پاس سے (آسمان کو) اوپر جایا کرتے تھے۔ اس روایت میں اسی آیت کا یہ حصہ بھی ہے: {وَمَن يَقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهُ فِيهَا حُسْناً} 1 اور جو شخص کوئی نیکی کرے گا ہم اس میں اور خوبی زیادہ کر دیں گے۔ یہاں نیکی کرنے سے مراد ہمارے سارے گھرانے سے محبت کرنا ہے۔2

حضرت ابو جمیلہ کہتے ہیں: حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد حضرت حسن بن علیؓ خلیفہ بنے۔ ایک دفعہ وہ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے کہ اتنے میں ایک آدمی نے آگے بڑھ کر ان کی سرین پر خنجر مارا جس سے وہ زخمی ہو گئے اور چند ماہ بیمار رہے۔ پھر کھڑے ہو کر انھوں نے بیان فرمایا تو اس میں فرمایا:

اے عراق والو! ہمارے مارنے میں اللہ سے ڈرو، کیوں کہ ہم تمہارے اُمَرا بھی ہیں اور مہمان بھی، اور ہم اس گھرانے کے ہیں جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

{إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيراً

آیت کا نشان} 3

اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ اے گھر والو! تم سے آلودگی کو دور رکھے اور تم کو (ہر طرح ظاہراً اور باطناً) پاک صاف رکھے۔

حضرت حسن اس موضوع پر کافی دیر گفتگو فرماتے رہے یہاں تک کہ مسجد کا ہر آدمی روتا ہوا نظر آنے لگا۔4

ابن ابی حاتم کی روایت میں یہ ہے کہ حضرت حسنؓ اُن باتوں کو بار بار کہتے رہے یہاں تک کہ مسجد کا ہر آدمی آواز سے رونے لگا۔5

حضرت شعبی کہتے ہیں: جب حضرت معاویہؓ نے حضرت حسن بن علیؓ سے نُخَیلہ مقام پر صلح کی تو حضرت معاویہ نے ان سے کہا: جب یہ (صلح کی) بات طے ہو گئی ہے تو آپ کھڑے ہو کر گفتگو کریں، اور لوگوں کو بتا دیں کہ آپ نے خلافت چھوڑ دی ہے اور اسے میرے حوالے کر دیا ہے۔ چناں چہ حضرت حسن اٹھے اور منبر پر بیان کیا۔ حضرت شعبی کہتے ہیں: میں اس بیان کو سن رہا تھا، حضرت حسنؓ نے پہلے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا:

اما بعد! سب سے زیادہ سمجھ داری تقویٰ اختیار کرنا ہے اور سب سے بڑی حماقت گناہوں میں مبتلا ہونا ہے۔ میرا اور حضرت معاویہؓ کا خلافت کے بارے میں آپس میں اختلاف تھا، یا تو یہ میرا حق تھا جسے میں نے حضرت معاویہ کے لیے اس لیے چھوڑ دیا تاکہ اس اُمّت کا آپس کا معاملہ ٹھیک رہے اور ان کے خون محفوظ رہیں، یا کوئی اور اس خلافت کا مجھ سے زیادہ حق دار ہے تو اب میں نے یہ

خلافت اس کے حوالے کر دی ہے۔

اور یہ آیت تلاوت فرمائی: { وإنْ أَدْرِي لَعَلَّهُ فِتْنَةٌ لَّكُمْ ومَتاعٌ إِلَى حِينٍ

آیت کا نشان } 1

اور میں (بالتعین) نہیں جانتا (کہ کیا مصلحت ہے) شاید وہ (تاخیرِ عذاب) تمہارے لیے (صورتاً) امتحان ہو اور ایک وقت (یعنی موت) تک (زندگی سے) فائدہ پہنچانا ہو۔ 2

حضرت شعبی کہتے ہیں: جب حضرت حسن بن علیؓ نے حضرت معاویہؓ سے صلح کی تو انھوں نے نُخَیلہ مقام میں ہم میں بیان کیا اور کھڑے ہو کر اللہ کی حمد و ثنا بیان کی۔ اور پچھلی حدیث جیسا مضمون بیان کیا اور آخر میں مزید یہ بھی ہے:

میں اسی پر اپنی بات ختم کرتا ہوں، اور میں اپنے لیے اور تمہارے لیے اللہ سے اِستغفار کرتا ہوں۔ 3

حضرت حسن بن علیؓ نے اپنے اس بیان میں یہ بھی فرمایا:

اما بعد! اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے ہمارے پہلوں کے ذریعہ سے (یعنی حضور ﷺ کے ذریعہ سے) تمھیں ہدایت دی اور ہمارے پچھلوں کے ذریعہ (یعنی میرے ذریعہ) تمہارے خون کی حفاظت کی۔ اس خلافت کی تو

ایک خاص مدت ہے اور دنیا تو آنے جانے والی چیز ہے کبھی کسی کے پاس ہوتی ہے کبھی کسی کے پاس۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ سے فرمایا ہے:

{وإنْ أَدْرِي لَعَلَّهُ فِتْنَةٌ لَّكُمْ ومَتاعٌ إلَى حِينٍ آیت کانشان} 1

ترجمہ گزر چکا ہے۔2

امیر المؤمنین حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ کا بیان

حضرت محمد بن کعب قُرَظی کہتے ہیں: حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ ایک دن مدینہ میں بیان فرما رہے تھے، اس میں ارشاد فرمایا:

اے لوگو! اللہ تعالیٰ جو چیز دینا چاہے اسے کوئی روک نہیں سکتا اور جسے وہ روک لے اسے کوئی دینے والا نہیں۔ اور کسی مال دار کو اس کی مال داری اللہ کے ہاں کوئی کام نہیں دے سکتی۔ اللہ جس کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں اسے دین کی سمجھ عطا فرماتے ہیں۔ میں نے یہ ساری باتیں (منبر کی) ان لکڑیوں پر حضور ﷺ سے سنی ہیں۔3

حضرت حُمید بن عبد الرحمن کہتے ہیں: حضرت مُعاویہؓ نے ہم میں بیان فرمایا۔ میں نے انھیں بیان میں یہ کہتے ہوئے سنا کہ

میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی

کا ارادہ فرماتے ہیں اسے دین کی سمجھ عطا فرماتے ہیں۔ اور میں تو صرف تقسیم کرنے والا ہی ہوں اور دیتے تو صرف اللہ ہی ہیں۔ اور یہ اُمّت ہمیشہ حق پر اور اللہ کے دین پر قائم رہے گی، اور جو اِن کی مخالفت کرے گا وہ انھیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ اور یہ صورتِ حال اللہ کے حکم کے آنے تک یعنی قیامت کے قائم ہونے تک ایسے ہی رہے گی۔4

حضرت عمیر بن ہانی کہتے ہیں: حضرت مُعاویہ بن ابی سفیانؓ نے لوگوں میں بیان فرمایا جس میں ارشاد فرمایا:

میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: میری اُمّت میں سے ہمیشہ ایک جماعت اللہ کے دین کو لے کر کھڑی رہے گی، ان کی مخالفت کرنے والے اور ان کی مدد چھوڑنے والے کوئی بھی ان کا نقصان نہیں کر سکیں گے، اور اللہ کے حکم کے آنے تک یعنی قیامت کے قائم ہونے تک وہ ایسے ہی رہیں گے۔

اور ایک روایت میں یہ ہے کہ وہ لوگوں پر غالب رہیں گے۔ حضرت عمیر بن ہانی کہتے ہیں: اس پر حضرت مالک بن یُخامِر نے کھڑے ہو کر کہا: میں نے حضرت مُعاذ بن جبلؓ کو فرماتے ہوئے سنا کہ (میرے خیال میں) یہ جماعت آج کل شام میں ہے۔1

حضرت یونس بن حَلبَس جُبلانی سے اسی جیسی حدیث مروی ہے اور اس میں مزید یہ بھی ہے: پھر حضرت معاویہؓ نے اس آیت کو بطورِ دلیل کے ذکر کیا:

{يَا عِيسَى إِنِّي مُتَوَفِّيكَ ورَافِعُكَ إِلَيَّ ومُطَهِّرُكَ مِنَ الَذِينَ كَفَرُوا وجَاعِلُ الَذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَذِينَ كَفَرُوا إِلَى يَوْمِ القِيَامَةِ} 2

اے عیسیٰ! (کچھ غم نہ کرو) بے شک میں تم کو وفات دینے والا ہوں اور (فی الحال) میں تم کو اپنی طرف اٹھائے لیتا ہوں اور تم کو ان لوگوں سے پاک کرنے والا ہوں جو مُنکِر ہیں، اور جو لوگ تمہارا کہنا ماننے والے ہیں ان کو غالب رکھنے والا ہوں ان لوگوں پر جو کہ (تمہارے) منکر ہیں روز قیامت تک۔ 3

حضرت مکحول کہتے ہیں: حضرت معاویہؓ نے منبر پر بیان کرتے ہوئے فرمایا: میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: اے لوگو! علم تو سیکھنے سے آتا ہے اور دین کی سمجھ تو حاصل کرنے سے آتی ہے **اور جس کے ساتھ اللہ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں اسے دین کی سمجھ عطا فرماتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے اللہ سے صرف وہی ڈرتے ہیں (جو اس کی قدرت کا) علم رکھتے ہیں**۔ اور میری اُمّت میں سے ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی جو لوگوں پر غالب رہے گی، اور مخالفین اور دشمنوں کی انھیں کوئی پروانہیں ہو گی، اور یہ

لوگ قیامت تک یوں ہی غالب رہیں گے۔ 1

امیر المؤمنین حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کے بیانات

حضرت محمد بن عبد اللہ ثَقَفِی کہتے ہیں: ایک دفعہ حج کے موقع پر میں حضرت ابنِ زبیرؓ کے خطبہ میں شریک ہوا۔ ہمیں ان کے بارے میں اسی وقت پتا چلا جب وہ یومُ الترویہ (آٹھویں ذی الحجہ) سے ایک دن پہلے اِحرام باندھ کر ہمارے پاس باہر آئے۔ وہ ادھیڑ عمر کے خوب صورت آدمی تھے۔ وہ سامنے سے آرہے تھے۔ لوگوں نے کہا: یہ امیر المؤمنین ہیں۔ پھر وہ منبر پر تشریف فرما ہوئے اس وقت ان پر اِحرام کی دو سفید چادریں تھیں۔ پھر انھوں نے لوگوں کو سلام کیا، لوگوں نے انھیں سلام کا جواب دیا۔ پھر انھوں نے بڑی اچھی آواز سے لبیک پڑھا، ایسی اچھی آواز میں نے کبھی ہی سنی ہو گی، پھر اللہ کی حمد و ثنا بیان کی، اس کے بعد فرمایا:

امّا بعد! تم لوگ مختلف علاقوں سے وفد بن کر اللہ کے پاس آئے ہو، لہٰذا اللہ پر بھی اس کے فضل سے یہ لازم ہے کہ وہ اپنے پاس وفد بن کر آنے والوں کا اکرام کرے۔ اب جو اُن اُخروی نعمتوں کا طالب بن کر آیا ہے جو اللہ کے پاس ہیں تو اللہ سے طلب کرنے والا محروم نہیں رہتا، لہٰذا اپنے قول کی عمل سے

تصدیق کرو، کیوں کہ قول کا سہارا عمل ہے اور اصل نیّت دل کی ہوتی ہے۔

ان دنوں میں اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو، کیوں کہ ان دنوں میں اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف کر دیتے ہیں۔ آپ لوگ مختلف علاقوں سے آئے ہیں آپ لوگوں کا مقصد نہ تجارت ہے اور نہ مال حاصل کرنا اور نہ ہی دنیا لینے کی اُمید میں آپ لوگ یہاں آئے ہیں۔

پھر حضرت ابنِ زبیرؓ نے لبیک پڑھا اور لوگوں نے بھی پڑھا، پھر انھوں نے بڑی لمبی گفتگو فرمائی، پھر فرمایا: امّا بعد! اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے:

{الْحَجُّ أَشْهُرٌ مَّعْلُومَاتٌ} 1

(زمانہ) حج چند مہینے ہیں جو معلوم ہیں۔ فرمایا: وہ تین مہینے ہیں: شوال، ذیقعدہ اور ذی الحجہ کے دس دن۔ { فَمَن فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ } "سو جو شخص ان میں حج مقرر کرے تو پھر (اس کو) نہ کوئی فحش بات (جائز) ہے" یعنی بیوی سے صحبت کرنا۔ {وَلَا فُسُوقَ} "اور نہ کوئی بے حکمی (درست) ہے" یعنی مسلمانوں کو برا بھلا کہنا۔ {وَلَا جِدَالَ} "اور نہ کسی قسم کا نزاع زیبا ہے" یعنی لڑائی جھگڑا کرنا۔ { وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ يَعْلَمْهُ اللَّهُ وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَى } "اور جو نیک کام کرو گے خدائے تعالیٰ کو اس کی اطلاع ہوتی ہے اور

(جب حج کو جانے لگو) خرچ ضرور لے لیا کرو، کیوں کہ سب سے بڑی بات خرچ میں (گداگری سے) بچا رہنا ہے۔" اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: {لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَبْتَغُوا فَضْلاً مِّن رَّبِّكُمْ} "تم کو اس میں ذرا بھی گناہ نہیں کہ (حج میں) معاش کی تلاش کرو۔" چناں چہ اللہ نے حاجیوں کو تجارت کی اجازت دے دی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: {فَإِذَا أَفَضْتُم مِّنْ عَرَفَاتٍ} "پھر جب تم لوگ عرفات سے واپس آنے لگو" اور عرفات ٹھہرنے کی وہ جگہ ہے جہاں حاجی لوگ سورج کے غروب تک وقوف کرتے ہیں، پھر وہاں سے واپس آتے ہیں۔ {فَاذْكُرُوا اللَّهَ عِندَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ} "تو مشعرِ حرام کے پاس (مزدلفہ میں شب کو قیام کر کے) خدائے تعالیٰ کو یاد کرو۔" یہ مزدلفہ کے وہ پہاڑ ہیں جہاں حاجی رات کو ٹھہرتے ہیں۔ {واذْكُرُوهُ كَمَا هَدَاكُمْ} "اور اس طرح یاد کرو جس طرح تم کو بتلا رکھا ہے۔" حضرت ابنِ زبیرؓ نے فرمایا: یہ حکم عام نہیں ہے بلکہ صرف مکہ شہر والوں کے لیے ہے، کیوں کہ مکہ والے مزدلفہ میں وقوف کرتے تھے اور عرفات نہیں جاتے تھے، اس لیے وہ مزدلفہ سے واپس آتے تھے، جب کہ باقی لوگ عرفات جاتے تھے اور وہاں سے واپس آتے تھے، تو اللہ نے ان کے فعل پر انکار کرتے ہوئے فرمایا: {ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ

حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ } پھر تم سب کو ضرور ہے کہ اسی جگہ ہو کر واپس آئو جہاں اور لوگ جا کر وہاں سے واپس آتے ہیں۔ یعنی وہاں سے واپس آکر اپنے مناسکِ حج پورے کرو۔ زمانۂ جاہلیت کے حاجیوں کا دستور یہ تھا کہ وہ حج سے فارغ ہو کر اپنے آباءواجداد کے کارناموں کا ذکر کر کے ایک دوسرے پر فخر کرتے تھے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں: { فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ أَوْ أَشَدَّ ذِكْراً فَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهُ فِي الآخِرَةِ مِنْ خَلاقٍ وَمِنْهُم مَّن يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ آیت کا نشان } 1 تو حق تعالیٰ کا ذکر کیا کرو جس طرح تم اپنے آباءواَجداد کا ذکر کیا کرتے ہو، بلکہ یہ ذکر اس سے (بدرجہا) بڑھ کر ہے۔ سو بعضے آدمی (جو کہ کافر ہیں) ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ہم کو (جو کچھ دینا ہو) دنیا میں دے دیجیے اور ایسے شخص کو آخرت میں (بوجہ انکارِ آخرت کے) کوئی حصہ نہ ملے گا۔ اور بعضے آدمی (جو کہ مؤمن ہیں) ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ہم کو دنیا میں بھی بہتری عنایت کیجیے اور آخرت میں بھی بہتری دیجیے اور ہم کو عذابِ دوزخ سے بچائیے۔ یعنی دنیا میں رہ کر دنیا کے لیے بھی

محنت کرتے ہیں اور آخرت کے لیے بھی۔

پھر حضرت ابنِ زبیرؓ نے اس آیت تک تلاوت فرمائی:

{ واذْكُرُوا اللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْدُودَاتٍ }2

اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو کئی روز تک۔

اور فرمایا:

اس سے ایامِ تشریق مراد ہیں اور ان دنوں کے ذکر میں سُبحَانَ اللّٰہِ، اَلْحَمدُ لِلّٰہِ کہنا، لا إِلٰـہَ إِلَّا اللّٰہُ کہنا، اَللّٰہُ أَکبَرُ کہنا اور اللہ کی عظمت والے کلمات کہنا سب شامل ہے۔

پھر حضرت ابنِ زبیرؓ نے مِیقات یعنی لوگوں کے اِحرام باندھنے کی جگہوں کا ذکر کیا۔ چناںچہ فرمایا:

مدینہ والوں کے لیے اِحرام باندھنے کی جگہ ذُوالحلیفہ ہے، اور عراق والوں کے لیے عقیق ہے، اور نجد والوں اور طائف والوں کے لیے قَرن ہے، اور یمن والوں کے لیے یَلَملَم ہے۔ اس کے بعد اہلِ کتاب کے کافروں کے لیے یہ بددعا کی: اے اللہ! اہلِ کتاب کے ان کافروں کو عذاب دے جو تیری آیتوں کا انکار کرتے ہیں اور تیرے رسولوں کو جھٹلاتے ہیں اور تیرے راستہ سے روکتے

ہیں۔ اے اللہ ! انھیں عذاب بھی دے اور ان کے دل بدکار عورتوں جیسے بنا دے۔

اس طرح بہت لمبی دعا کی پھر فرمایا:

یہاں کچھ لوگ ایسے ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے ایسے اندھا کر دیا جیسے اُن کی آنکھوں کو اندھا کیا۔ وہ حجِ تمتع کا یہ فتویٰ دیتے ہیں کہ ایک آدمی مثلاً خراسان سے حج کا احرام باندھ کر آیا، تو یہ اس سے کہتے ہیں: عمرہ کر کے حج کا احرام کھول دو، پھر یہاں سے حج کا احرام باندھ لینا (حالاں کہ جب وہ حج کا احرام باندھ کر آیا ہے تو وہ حج کر کے ہی احرام کھول سکتا ہے اس سے پہلے نہیں)۔ اللہ کی قسم! حج کا احرام باندھ کر آنے والے کو صرف ایک صورت میں تمتع کی یعنی عمرہ کر کے احرام کھول دینے کی اجازت ہے جب کہ اسے حج سے روک دیا جائے۔

پھر حضرت ابنِ زبیرؓ نے لبیک پڑھا اور تمام لوگوں نے پڑھا۔ راوی کہتے ہیں: میں نے لوگوں کو اس دن سے زیادہ روتے ہوئے کسی دن نہیں دیکھا۔ 1

حضرت ہشام بن عروہ کہتے ہیں: حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ نے اپنے بیان میں فرمایا:

اچھی طرح سمجھ لو کہ بطنِ عُرنہ کے علاوہ سارا عرفات ٹھہرنے کی جگہ ہے۔ اور خوب جان لو کہ بطنِ مُحسّر کے علاوہ سارا مزدَلفہ ٹھہرنے کی جگہ ہے۔2

حضرت عبّاس بن سَہَل بن سعد ساعدی انصاری کہتے ہیں: میں نے مکہ کے منبر پر حضرت ابنِ زبیرؓ کو بیان میں یہ فرماتے ہوئے سنا:

اے لوگو! حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم فرمایا کرتے تھے: اگر ابنِ آدم کو سونے کی ایک وادی دے دی جائے تو وہ دوسری وادی کی تمنّا کرنے لگے گا، اور اگر اسے دوسری وادی دے دی جائے تو تیسری کی تمنا کرنے لگے گا، اور ابنِ آدم کے پیٹ کو (قبر کی) مٹی کے سوا اور کوئی چیز نہیں بھر سکتی۔ اور جو اللہ کے سامنے توبہ کرتا ہے اللہ اس کی توبہ قبول فرمالیتے ہیں۔1

حضرت عطاء بن ابی رباح کہتے ہیں: حضرت ابنِ زبیرؓ نے ہم لوگوں میں بیان کرتے ہوئے فرمایا:

حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا: میری اس مسجد میں ایک نماز مسجدِ حرام کے علاوہ دوسری مساجد کی ہزار نماز سے افضل ہے اور مسجدِ حرام کی ایک نماز (میری مسجد کی نماز پر) سو گنا فضیلت رکھتی ہے۔

حضرت عَطاء کہتے ہیں: اس طرح مسجدِ حرام کی نماز کو (دوسری مسجد کی نماز

پر) لاکھ گنا فضیلت حاصل ہو جائے گی۔ حضرت عطاء کہتے ہیں: میں نے حضرت ابنِ زبیرؓ سے پوچھا: اے ابو محمد! یہ لاکھ گنا فضیلت صرف مسجدِ حرام میں ہے یا سارے حرم میں ہے؟ انھوں نے فرمایا: نہیں، سارے حرم میں ہے، کیوں کہ سارا حرم مسجد (کے حکم میں) ہے۔2

حضرت ابنِ زبیرؓ کے آزاد کردہ غلام حضرت وہب بن کیسان کہتے ہیں: حضرت ابنِ زبیرؓ نے عید کے دن عید کی نماز پڑھائی، پھر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا۔ میں نے انھیں خطبہ میں یہ کہتے ہوئے سنا:

اے لوگو! عید کی نماز سے پہلے خطبہ پڑھنا ہرگز درست نہیں۔ عید کے بعد خطبہ پڑھنا اللہ اور رسول ﷺ کی طرف سے مقرّر کردہ طریقہ ہے۔3

حضرت ثابت کہتے ہیں: میں نے حضرت ابنِ زبیرؓ کو بیان میں یہ کہتے ہوئے سنا کہ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے:

جو مرد دنیا میں ریشم پہنے گا وہ آخرت میں نہیں پہن سکے گا۔4

حضرت ابو الزبیر کہتے ہیں: میں نے حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کو اس منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا:

حضور ﷺ جب نماز کے بعد سلام پھیرتے تو یہ کلمات پڑھتے:

لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ

عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيرٌ۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، وَلَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ، أَهْلُ النِّعْمَةِ وَالْفَضْلِ وَالثَّنَائِ الْحَسَنِ۔ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ۔

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، ساری بادشاہت اسی کے لیے ہے، تمام تعریفیں اسی کے لیے ہیں، وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے، برائی سے بچنے اور نیکی کے کرنے کی طاقت صرف اسی سے ملتی ہے۔ ہم صرف اسی کی عبادت کرتے ہیں، وہ نعمت و فضل اور اچھی تعریف والا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، ہم پورے اخلاص کے ساتھ دین پر چل رہے ہیں چاہے یہ کافروں کو برا لگے۔ 1

حضرت ثُوَیر کہتے ہیں: میں نے حضرت عبد اللہ بن زبیر ؓ کو منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا کہ

یہ عاشورا (دس محرم) کا دن ہے اس میں روزہ رکھو، کیوں کہ حضور ﷺ نے اس دن کے روزے کا حکم دیا ہے۔ 2

حضرت کُلثوم بن جبر کہتے ہیں: حضرت ابنِ زبیر ؓ دینی امور میں بڑی مشکل سے رعایت کرتے تھے۔ انھوں نے ایک مرتبہ ہم میں بیان فرمایا اس میں ارشاد فرمایا:

اے مکہ والو! مجھے قریش کے کچھ لوگوں کے بارے میں یہ خبر پہنچی ہے کہ وہ نردشیر کھیل کھیلتے ہیں (یہ شطرنج جیسا کھیل ہے)، حالاں کہ اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا ہے:

{إِنَّمَا الخَمْرُ والمَيْسِرُ } 3 بات یہی ہے کہ شراب اور جوا اور بت وغیرہ اور قرعہ کے تیر یہ سب گندی باتیں شیطانی کام ہیں، سو اِن سے بالکل الگ رہو تاکہ تم کو فلاح ہو۔

اور میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرے پاس جو آدمی ایسا لایا گیا جو یہ کھیل کھیلتا ہو گا، تو میں اس کے بال اور کھال ادھیڑ دوں گا، اور سخت سزا دوں گا، اور اس کا سامان اسے دے دوں گا جو اسے میرے پاس لائے گا۔ 1

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کے بیانات

حضرت ابو الدرداءؓ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ حضور ﷺ نے مختصر بیان فرمایا۔ بیان سے فارغ ہو کر آپ نے فرمایا: اے ابو بکر! تم کھڑے ہو کر بیان کرو۔ چناں چہ انھوں نے حضور ﷺ سے کم بیان کیا۔ جب وہ بیان سے فارغ ہو گئے تو حضور ﷺ نے فرمایا: اے عمر! اب تم اٹھو اور بیان کرو۔ چناں چہ وہ کھڑے ہوئے اور انھوں نے حضور ﷺ سے بھی اور حضرت ابو بکر سے بھی کم بیان

کیا۔ جب وہ بیان سے فارغ ہو گئے تو آپ نے فرمایا: اے فلانے! اب تم کھڑے ہو کر بیان کرو۔ اس نے کھڑے ہو کر خوب منہ بھر کر باتیں کیں۔ حضور ﷺ نے اسے فرمایا: خاموش ہو جائو اور بیٹھ جائو، کیوں کہ خوب منہ بھر کر باتیں کرنا شیطان کی طرف سے ہے اور بعض بیان جادو کی طرح اثر انداز ہوتے ہیں۔ پھر آپ نے (حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے) فرمایا: اے ابنِ اُمِ عبد! اب تم کھڑے ہو کر بیان کرو۔ انھوں نے کھڑے ہو کر پہلے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی، پھر کہا:

اے لوگو! اللہ تعالیٰ ہمارے ربّ ہیں اور اسلام ہمارا دین ہے اور قرآن ہمارا امام ہے اور بیت ُاللہ ہمارا قبلہ ہے اور ہاتھ سے حضور ﷺ کی طرف اشارہ کر کے کہا: اور یہ ہمارے نبی ﷺ ہیں۔ اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے جو کچھ ہمارے لیے پسند کیا ہم نے بھی اسے اپنے لیے پسند کیا، اور جو کچھ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ہمارے لیے ناپسند کیا ہم نے بھی اسے اپنے لیے ناپسند کیا۔

اس پر حضور ﷺ نے فرمایا: ابنِ اُمِ عبد نے ٹھیک کہا، ابنِ اُمِ عبد نے ٹھیک اور سچ کہا۔ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ میرے لیے اور میری اُمّت کے لیے پسند کیا وہ

مجھے بھی پسند ہے اور جو کچھ ابنِ اُمِّ عبد نے پسند کیا وہ بھی مجھے پسند ہے۔2

ابنِ عساکر کی روایت میں اس کے بعد یہ بھی ہے کہ جو کچھ اللہ نے میرے لیے اور میری اُمّت کے لیے ناپسند کیا وہ مجھے بھی ناپسند ہے، اور جو کچھ ابنِ اُمِ عبد نے ناپسند کیا وہ مجھے بھی ناپسند ہے۔1

ابنِ عساکر کی دوسری روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت ابنِ مسعودؓ سے فرمایا: اب تم بات کرو۔ چناںچہ شروع میں انھوں نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور حضور ﷺ پر درود وسلام بھیجا، پھر کلمۂ شہادت پڑھا، پھر یہ کہا: ہم اللہ کے ربّ ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر راضی ہیں، اور میں نے بھی آپ لوگوں کے لیے وہی پسند کیا جو اللہ اور اس کے رسول نے پسند کیا۔

اس پر حضور ﷺ نے فرمایا: میں بھی تمہارے لیے وہی پسند کرتا ہوں جو تمہارے لیے ابنِ اُمِ عبد یعنی حضرت ابنِ مسعودؓ نے پسند کیا۔2

حضرت ابوالاحوص جُشمی کہتے ہیں: ایک دن حضرت ابنِ مسعودؓ بیان فرما رہے تھے کہ اتنے میں انھیں دیوار پر سانپ چلتا ہوا نظر آیا۔ انھوں نے بیان چھوڑ کر چھڑی سے اسے اتنا مارا کہ وہ مر گیا۔ پھر فرمایا: میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے کسی سانپ کو مارا تو گویا اس نے ایسے مشرک آدمی

کو مارا ہے جس کا خون بہانا حلال ہو گیا ہو۔ 3

حضرت ابو وائل کہتے ہیں: جب حضرت عثمان بن عفانؓ خلیفہ بنے تو حضرت ابنِ مسعودؓ مدینہ سے کوفہ کو روانہ ہوئے۔ آٹھ دن سفر کرنے کے بعد انھوں نے ایک جگہ بیان کیا۔ پہلے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی، پھر فرمایا:

اما بعد! امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطابؓ کا انتقال ہوا تو ہم نے لوگوں کو اس دن سے زیادہ روتے ہوئے کسی دن نہیں دیکھا، پھر ہم حضرت محمد ﷺ کے صحابہ جمع ہوئے اور ایسے آدمی کے تلاش کرنے میں کوئی کمی نہیں کی جو ہم میں سب سے بہتر ہو اور ہر لحاظ سے ہم پر فوقیت رکھنے والا ہو۔ چناں چہ ہم نے امیر المؤمنین حضرت عثمانؓ سے بیعت کرلی ہے۔ آپ لوگ بھی ان سے بیعت ہو جائیں۔ 1

حضرت عُتبہ بن غَزوانؓ کے بیانات

حضرت خالد بن عمیر عدوی کہتے ہیں: حضرت عتبہ بن غزوانؓ بصرہ کے گورنر تھے۔ ایک مرتبہ انھوں نے ہم لوگوں میں بیان کیا تو پہلے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا:

اما بعد! دنیا نے اپنے ختم ہو جانے کا اعلان کر دیا ہے، اور پیٹھ پھیر کر تیزی سے

جارہی ہے، اور دنیا میں سے بس تھوڑا سا حصہ باقی رہ گیا ہے جیسے برتن میں اخیر میں تھوڑا سا رہ جاتا ہے اور آدمی اسے چُوس لیتا ہے۔ اور تم یہاں سے منتقل ہو کر ایسے جہان میں چلے جائو گے جو کبھی ختم نہیں ہو گا، لہٰذا جو اچھے اعمال تمہارے پاس موجود ہیں ان کو لے کر اگلے جہان میں جائو۔ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ جہنم کے کنارے سے ایک پتھر پھینکا جائے گا جو ستّر سال تک جہنم میں گرتا رہے گا، لیکن پھر بھی اس کی تہہ تک نہیں پہنچ سکے گا۔ اللہ کی قسم! یہ جہنم بھی ایک دن انسانوں سے بھر جائے گی، کیا تمھیں اس پر تعجب ہو رہا ہے؟ اور ہمیں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ جنت کے دروازے کے دو پٹوں کے درمیان چالیس سال کا فاصلہ ہے، لیکن ایک دن ایسا آئے گا کہ جنتیوں کے ہجوم کی وجہ سے اتنا چوڑا دروازہ بھی بھرا ہوا ہو گا۔ اور میں نے وہ زمانہ بھی دیکھا ہے کہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ صرف سات آدمی تھے اور میں بھی ان میں شامل تھا اور ہمیں کھانے کو صرف درختوں کے پتے ملتے تھے جنھیں مسلسل کھانے کی وجہ سے ہمارے جبڑے بھی زخمی ہو گئے تھے۔ اور مجھے ایک گری پڑی چادر ملی تھی، میں نے اس کے دو ٹکڑے کیے، ایک ٹکڑے کو میں نے لنگی بنالیا اور ایک کو حضرت سعد بن مالک ؓ نے۔ ایک زمانہ میں تو ہمارے فقر و فاقہ کا یہ حال تھا اور

آج ہم میں سے ہر ایک کسی نہ کسی شہر کا گورنر بنا ہوا ہے۔ اور میں اس بات سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ میں اپنی نگاہ میں تو بڑا ہوں اور اللہ کے ہاں چھوٹا ہوں۔

1

حاکم کی روایت کے آخر میں یہ مضمون بھی ہے کہ

ہر نبوت کی لائن دن بدن کم ہوتی چلی گئی ہے، اور بالآخر اس کی جگہ بادشاہت نے لے لی ہے، اور میرے بعد تم اور گورنروں کا تجربہ کر لو گے۔ 1

ابنِ سعد میں اس روایت کے شروع میں یہ مضمون ہے کہ حضرت عُتبہؓ نے بصرہ میں سب سے پہلا یہ بیان کیا کہ

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، میں اس کی تعریف بیان کرتا ہوں اور اس سے مدد مانگتا ہوں اور اس پر ایمان لاتا ہوں اور اسی پر بھروسہ کرتا ہوں۔ اور اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور حضرت محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اما بعد! اے لوگو! آگے پچھلی حدیث جیسا مضمون ذکر کیا ہے۔ 2

حضرت حذیفہ بن یمانؓ کے بیانات

حضرت ابو عبد الرحمن سُلَمی کہتے ہیں: حضرت حذیفہ بن یمانؓ مدائن شہر کے

گورنر تھے۔ ہمارے اور مدائن کے درمیان ایک فرسخ یعنی تین میل کا فاصلہ تھا۔ میں اپنے والد کے ساتھ مدائن جمعہ پڑھنے گیا۔ چناں چہ وہ منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ پہلے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا:

قیامت قریب آگئی اور چاند کے ٹکڑے ہوگئے۔ غور سے سنو! چاند کے تو ٹکڑے ہو چکے ہیں۔ توجہ سے سنو! دنیا نے جدائی کا اعلان کر دیا ہے۔ غور سے سنو! آج تو تیاری کا دن ہے کل کو ایک دوسرے سے آگے نکلنے کا مقابلہ ہے۔

میں نے اپنے والد سے کہا: ان کے نزدیک آگے نکلنے کا کیا مطلب ہے؟ انھوں نے کہا: اس کا مطلب یہ ہے کون جنت کی طرف آگے بڑھتا ہے۔ 1

ابنِ جریر کی روایت کے شروع میں یہ مضمون ہے:

غور سے سنو! اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

{اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وانشَقَّ القَمَرُ　آیت کا نشان} 2

"قیامت نزدیک آ پہنچی اور چاند شق ہو گیا۔" غور سے سنو! بے شک قیامت قریب آ چکی ہے۔

اس روایت کے آخر میں یہ ہے کہ میں نے اپنے والد سے پوچھا: کیا سچ مچ کل لوگوں کا آگے نکلنے میں مقابلہ ہو گا؟ میرے والد نے کہا: اے میرے بیٹے! تم

تو بالکل نادان ہو، اس سے تو اعمال میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنا مراد ہے۔ پھر اگلا جمعہ آیا ہم جمعہ میں آئے، حضرت حذیفہؓ نے پھر بیان کیا اور فرمایا:

غور سے سنو! اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

{اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وانشَقَّ القَمَرُ آیت کا نشان}

توجہ سے سنو! دنیا نے جدائی کا اعلان کر دیا ہے۔ غور سے سنو! آج تیاری کا دن ہے کل ایک دوسرے سے آگے نکلنے کا مقابلہ ہو گا اور (تیاری نہ کرنے والے کا) انجام جہنم کی آگ ہے، اور آگے نکل جانے والا وہ ہے جو جنت کی طرف سبقت لے جائے گا۔3

حضرت کردوس کہتے ہیں: ایک دفعہ حضرت حذیفہؓ نے مدائن شہر میں بیان فرمایا جس میں ارشاد فرمایا:

اے لوگو! تم نے اپنے غلاموں کے ذمہ لگایا ہے کہ وہ مال کما کر تمھیں دیں۔ وہ اپنی کمائی لا کر تمھیں دیتے ہیں ان کی کمائیوں کا خیال رکھو، اگر وہ حلال کی ہوں تو کھالو ورنہ چھوڑ دو، کیوں کہ میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو گوشت حرام سے پرورش پائے گا وہ جنت میں نہیں جا سکے گا۔1

حضرت ابو داود احمری کہتے ہیں: حضرت حذیفہؓ نے مدائن شہر میں ہم لوگوں میں بیان فرمایا جس میں ارشاد فرمایا: اے لوگو! اپنے غلاموں کی کمائی کی تحقیق کرتے رہو اور یہ معلوم کرو کہ وہ کہاں سے کما کر تمہارے پاس لاتے ہیں، کیوں کہ حرام سے پرورش پانے والا گوشت کبھی بھی جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا۔ اور یہ بات جان لو کہ شراب کا بیچنے والا، خریدنے والا اور اپنے لیے بنانے والا یہ سب شراب پینے والے کی طرح ہیں۔2

حضرت ابو موسیٰ اَشعری ؓ کا بیان

حضرت قسامہ بن زُہَیر کہتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت ابو موسیٰؓ نے بصرہ میں لوگوں میں بیان فرمایا جس میں ارشاد فرمایا:

اے لوگو! رویا کرو، اگر رونا نہ آئے تو رونے جیسی شکل ہی بنالیا کرو، کیوں کہ جہنم والے اتنا روئیں گے کہ ان کے آنسو ختم ہو جائیں گے، پھر وہ خون کے اتنے آنسو روئیں گے کہ اگر ان آنسوؤں میں کشتیاں چلائی جائیں تو وہ بھی چل جائیں۔3

حضرت ابنِ عباس ؓ کا بیان

حضرت شقیق کہتے ہیں: حضرت ابنِ عباسؓ ایک مرتبہ موسمِ حج کے امیر تھے۔

انھوں نے ہم میں بیان فرمایا۔ انھوں نے سورۂ بقرہ شروع کر دی، آیتیں پڑھتے جاتے تھے اور ان کی تفسیر کرتے جاتے تھے۔ میں اپنے دل میں کہنے لگا: نہ تو میں نے ان جیسا آدمی دیکھا اور نہ ان جیسا کلام کبھی سنا، اگر فارس اور روم والے ان کا کلام سن لیں تو سب مسلمان ہو جائیں۔4

حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان

حضرت ابو یزید مدینی کہتے ہیں: حضرت ابو ہریرہؓ نے مدینہ میں حضور ﷺ کے منبر پر کھڑے ہو کر بیان فرمایا اور حضور ﷺ کے کھڑے ہونے کی جگہ سے ایک سیڑھی نیچے کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا:

تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے ابو ہریرہ کو اسلام کی ہدایت دی اور تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے ابو ہریرہ کو قرآن سکھایا اور تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے حضرت محمد ﷺ کی صحبت میں رہنے کا موقع عنایت فرما کر ابو ہریرہ پر بڑا احسان فرمایا۔ تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے خمیری روٹی کھلائی اور اچھا کپڑا پہنایا، تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے بنتِ غزوان سے میری شادی کرادی، حالاں کہ پہلے میں پیٹ بھر کھانے کے بدلے اس کے پاس مزدوری پر کام کرتا تھا اور وہ مجھے

سواری دیا کرتی تھی، اور اب میں اسے سواری دیتا ہوں جیسے وہ دیا کرتی تھی۔

پھر فرمایا:

عربوں کے لیے ہلاکت ہو کہ ایک بہت بڑا شر قریب آگیا ہے۔ اور ان کے لیے ہلاکت ہو کہ عن قریب بچے حاکم بن جائیں گے، اور لوگوں میں اپنی مرضی اور خواہش کے فیصلے کریں گے، اور غصہ میں آکر لوگوں کو ناحق قتل کریں گے۔ اے (حضرت ابراہیمؑ کے بیٹے) فروخ کے بیٹو! یعنی عجم کے رہنے والو! (حضرت ابراہیمؑ کے اس بیٹے کی اولاد عجم کہلاتی ہے) تمھیں خوش خبری ہو! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میری جان ہے! اگر دین ثریّا ستارے کے پاس لٹکا ہوا ہوتا تو بھی تمہارے کچھ آدمی اسے ضرور حاصل کر لیتے۔ 1

حضرت ابو حبیبہ کہتے ہیں: جن دنوں حضرت عثمانؓ اپنے گھر میں محصور تھے میں ان کی خدمت میں ان کے گھر گیا۔ وہاں میں نے دیکھا کہ حضرت ابو ہریرہؓ حضرت عثمانؓ سے لوگوں سے بات کرنے کی اجازت مانگ رہے ہیں۔ حضرت عثمان نے انھیں اجازت دے دی۔ چناں چہ وہ بیان کے لیے کھڑے ہوئے، پہلے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا:

میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میرے بعد تم پر ایک بڑا فتنہ اور بڑا

اختلاف ظاہر ہو گا۔ ایک صحابی نے حضور ﷺ سے پوچھا: یارسول اللہ! ان حالات میں آپ ہمیں کیا کرنے کا حکم کرتے ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: امیر اور اس کے ساتھیوں کو مضبوطی سے پکڑے رہنا۔ یہ فرماتے ہوئے حضرت ابوہریرہ حضرت عثمان کی طرف اشارہ فرمارہے تھے۔ 1

حضرت عبداللہ بن سلامؓ کا بیان

حضرت عبداللہ بن سلامؓ کے پوتے حضرت محمد بن یوسف کہتے ہیں: میں نے حجاج بن یوسف سے اندر آنے کی اجازت مانگی اس نے مجھے اجازت دے دی۔ میں نے اندر جا کر سلام کیا۔ حجاج کے تخت کے قریب دو آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ حجاج نے ان سے کہا: انھیں جگہ دے دو۔ انھوں نے مجھے جگہ دے دی۔ میں وہاں بیٹھ گیا۔ حجاج نے مجھ سے کہا: اللہ نے آپ کے والد کو بہت خوبیاں عطا فرمائی تھیں، کیا آپ وہ حدیث جانتے ہیں جو آپ کے والد نے عبدالملک بن مروان کو آپ کے دادا حضرت عبداللہ بن سلام کی طرف سے سنائی تھی؟ میں نے کہا: آپ پر اللہ رحم فرمائے کون سی حدیث، حدیثیں تو بہت ہیں؟ حجاج نے کہا: مصریوں نے حضرت عثمانؓ کا محاصرہ کیا تھا ان کے بارے میں حدیث۔ میں نے کہا: ہاں، وہ حدیث مجھے معلوم ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت عثمان

محصور تھے حضرت عبد اللہ بن سلام تشریف لائے اور حضرت عثمان کے گھر میں داخل ہونا چاہا تو اندر موجود لوگوں نے ان کے لیے راستہ بنادیا جس سے وہ اندر داخل ہوگئے اور انھوں نے حضرت عثمان سے کہا: السلام علیک اے امیر المؤمنین! حضرت عثمانؓ نے فرمایا: وعلیک السلام اے عبد اللہ بن سلام! کیسے آنا ہوا؟ حضرت ابنِ سلامؓ نے کہا: میں تو یہ پختہ عزم کر کے آیا ہوں کہ یہاں سے ایسے ہی نہیں جائوں گا (بلکہ آپ کی طرف سے ان مصریوں سے لڑوں گا)، پھر یا تو شہید ہو جائوں گا یا اللہ آپ کو فتح نصیب فرمادیں گے۔ مجھے تو یہی نظر آرہاہے کہ یہ لوگ آپ کو قتل کردیں گے۔ اگر ان لوگوں نے آپ کو قتل کردیا تو یہ آپ کے لیے تو بہتر ہوگا، لیکن ان کے لیے بہت برا ہوگا۔
حضرت عثمان نے فرمایا: آپ کے اوپر میرا جو حق ہے اس کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ آپ ان کے پاس ضرور جائیں اور انھیں سمجھائیں، ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعہ سے خیر کو لے آئیں اور شر کو ختم کردیں۔ حضرت ابنِ سلام نے اپنا ارادہ چھوڑ دیا اور حضرت عثمان کی بات مان لی اور ان مصریوں کے پاس باہر آئے۔ جب مصریوں نے ان کو دیکھا تو وہ سب ان کے پاس اکٹھے ہوگئے۔ وہ یہ سمجھے کہ حضرت ابنِ سلام کوئی خوشی کی بات لائے ہیں۔ چناں چہ

حضرت ابنِ سلام بیان کے لیے کھڑے ہوئے، پہلے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا:

اما بعد! اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو خوش خبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا تھا، جو اِن کی اطاعت کرتا تھا اسے جنت کی بشارت دیتے تھے اور جو نافرمانی کرتا تھا اسے جہنم سے ڈراتے تھے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کا اِتباع کرنے والوں کو تمام دین والوں پر غالب کر دیا اگرچہ یہ بات مشرکوں کو بہت ناگوار گزری۔ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے لیے بہت سی رہنے کی جگہیں پسند فرمائیں اور ان میں سے مدینہ منورہ کو منتخب فرمایا، اور اسے ہجرت کا گھر اور ایمان کا گھر قرار دیا (ہر جگہ سے مسلمان ہجرت کر کے وہاں آتے رہے اور ایمان سیکھتے رہے)۔ اللہ کی قسم! جب سے حضور ﷺ مدینہ تشریف لائے ہیں اس وقت سے لے کر آج تک ہر وقت فرشتے اسے ہر طرف سے گھیرے رہتے ہیں اور جب سے حضور ﷺ مدینہ تشریف لائے ہیں اس وقت سے لے کر آج تک اللہ کی تلوار آپ لوگوں سے نیام میں ہے (یعنی مسلمان قتل نہیں ہو رہے ہیں)۔

پھر فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو حق دے کر بھیجا۔ لٰہذا جسے ہدایت ملی اسے اللہ کے دینے سے ملی، اور جو گمراہ ہوا واضح اور کھلی دلیل کے آنے کے بعد گمراہ ہوا۔ پہلے زمانے میں جو بھی نبی شہید کیا گیا اس کے بدلے میں ستّر ہزار جنگجو جوان قتل کیے گئے، ان میں سے ہر ایک اس نبی کے بدلے میں قتل ہوا۔ اور جو بھی خلیفہ شہید کیا گیا اس کے بدلے میں 25 ہزار جنگجو جوان قتل کیے گئے، ان میں سے ہر ایک اس خلیفہ کے بدلے میں قتل ہوا۔ لٰہذا تم جلد بازی میں کہیں ان بڑے میاں کو قتل نہ کرو۔ اللہ کی قسم! تم میں سے جو آدمی بھی انھیں قتل کرے گا وہ قیامت کے دن اللہ کے ہاں اس حال میں پیش ہو گا کہ اس کا ہاتھ کٹا ہوا اور شل ہو گا۔ اور یہ بات اچھی طرح جان لو کہ ایک باپ کا اپنے بیٹے پر جتنا حق ہوتا ہے اتنا ہی ان بڑے میاں کا تمہارے اوپر ہے۔

راوی کہتے ہیں: یہ سن کر وہ سارے باغی کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے: یہودی جھوٹے ہیں، یہودی جھوٹے ہیں (چوں کہ حضرت عبد اللہ بن سلام پہلے یہودی تھے اور بعد میں مسلمان ہوئے، اس لیے بطور طعنے کے انھوں نے ایسا کہا)۔

حضرت عبد اللہؓ نے فرمایا: تم غلط کہتے ہو۔ اللہ کی قسم! یہ بات کہہ کر تم گناہ گار ہو گئے ہو۔ میں یہودی نہیں ہوں میں تو مسلمان ہوں، یہ بات اللہ اور اس کے

رسول ﷺ اور سارے مؤمن جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے میرے بارے میں قرآن کی یہ آیت نازل فرمائی ہے:

{قُلْ كَفَى بِاللَّهِ شَهِيداً بَيْنِي وبَيْنَكُمْ ومَنْ عِندَهُ عِلْمُ الكِتَابِ آیت کا نشان} 1

آپ فرما دیجیے کہ میرے اور تمہارے درمیان (میری نبوت پر) اللہ تعالیٰ اور وہ شخص جس کے پاس کتاب (آسمانی) کا علم ہے کافی گواہ ہیں۔

(جس کے پاس گزشتہ آسمانی کتاب کا علم ہے اس سے مراد حضرت عبداللہ بن سلامؓ اور ان جیسے دوسرے یہودی عُلما ہیں جو تورات کی بتائی ہوئی نشانیاں دیکھ کر مسلمان ہوگئے تھے)

اور میرے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت بھی نازل فرمائی ہے:

{قُلْ أَرَأَيْتُمْ إن كَانَ مِنْ عِندِ اللَّهِ و كَفَرْتُم بِهِ و شَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَى مِثْلِهِ فَآمَنَ و اسْتَكْبَرْتُمْ} 2

آپ کہہ دیجیے کہ تم مجھ کو یہ بتائو کہ اگر یہ قرآن من جانب اللہ ہو اور تم اس کے منکر ہو اور بنی اسرائیل میں سے کوئی گواہ اس جیسی کتاب پر گواہی دے کر ایمان لے آوے اور تم تکبر ہی میں رہو۔ پھر راوی نے حضرت عثمانؓ کی

شہادت کے بارے میں حدیث ذکر کی۔3

حضرت حسین بن علیؓ کا بیان

حضرت محمد بن حسن کہتے ہیں: جب عمر بن سعد نے (لشکر لے کر) حضرت حسینؓ کے پاس پڑائو کیا اور حضرت حسین کو یقین ہو گیا کہ یہ لوگ انھیں قتل کر دیں گے، تو انھوں نے اپنے ساتھیوں میں کھڑے ہو کر بیان کیا۔ پہلے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا:

جو معاملہ تم دیکھ رہے وہ سر پر آن پڑا ہے (ہمیں قتل کرنے کے لیے لشکر آ گیا ہے)۔ دنیا بدل گئی ہے اور اَوپری ہو گئی ہے۔ اس کی نیکی پیٹھ پھیر کر چلی گئی ہے اور دنیا کی نیکی میں سے صرف اتنا رہ گیا جتنا برتن کے نچلے حصہ میں رہ جایا کرتا ہے۔ بس گھٹیا زندگی رہ گئی ہے جیسے مضرِ صحت چراگاہ ہوا کرتی ہے جس کا گھاس کھانے سے ہر جانور بیمار ہو جاتا ہے۔ کیا آپ لوگ دیکھتے نہیں ہیں کہ حق پر عمل نہیں کیا جارہا اور باطل سے رکا نہیں جارہا؟ (ان حالات میں) مؤمن کو اللہ سے ملاقات کا شوق ہونا چاہیے۔ میں تو اس وقت موت کو بڑی سعادت کی چیز اور ظالموں کے ساتھ زندگی کو پریشانی اور بے چینی کی چیز سمجھتا سمجھتا ہوں۔1

حضرت عقبہ بن ابی العیزار کی روایت "تاریخ ابنِ جریر" میں اس طرح ہے کہ حضرت حسینؓ نے ذی حُسُم مقام میں کھڑے ہو کر بیان کیا اور اللہ کی حمد وثنا بیان کی۔ اور پچھلی حدیث جیسا مضمون ذکر کیا۔2

حضرت عقبہ بن ابی العیزار کہتے ہیں: حضرت حسینؓ نے بیضہ مقام میں اپنے ساتھیوں میں اور حُر بن یزید کے ساتھیوں میں بیان کیا۔ پہلے اللہ کی حمد وثنا بیان کی پھر فرمایا:

اے لوگو! حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو آدمی ایسے ظالم سلطان کو دیکھے جو اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال سمجھے اور اللہ سے کیے ہوئے معاہدے کو توڑے، اور حضور ﷺ کی سنت کا مخالف ہو، اور اللہ کے بندوں کے بارے میں گناہ اور زیادتی کے کام کرتا ہو، اور پھر وہ آدمی اس بادشاہ کو اپنے قول اور فعل سے نہ بدلے، تو اللہ پر حق ہو گا کہ وہ اسے اس جرم کے لائق جگہ یعنی جہنم میں داخل کرے۔ غور سے سنو! ان لوگوں نے شیطان کی اطاعت کو لازم پکڑ لیا ہے اور رحمن کی اطاعت چھوڑ دی ہے اور فساد کو غالب کر دیا ہے اور اللہ کی مقرر کردہ حدود کو چھوڑ دیا ہے، اور مالِ غنیمت پر خود قبضہ کر لیا ہے، اور اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال اور اللہ کی حلال کردہ چیزوں کو حرام قرار دے

دیا ہے۔ ان لوگوں کو بدلنے کا سب سے زیادہ حق مجھ پر ہے۔ تمہارے خط میرے پاس آئے تھے اور تمہارے قاصد بھی مسلسل آتے رہے کہ تم مجھ سے بیعت ہونا چاہتے ہو اور مجھے بے یار و مددگار نہیں چھوڑو گے۔ اب اگر تم اپنی بیعت پر پورے اترتے ہو تو تمھیں پوری ہدایت ملے گی۔ اور پھر میں بھی علی کا بیٹا حسین ہوں اور حضور ﷺ کی صاحب زادی فاطمہ کا بیٹا ہوں۔ میری جان تمہاری جان کے ساتھ ہے اور میرے گھر والے تمہارے گھر والوں کے ساتھ ہیں۔ تم لوگوں کے لیے میں بہترین نمونہ ہوں۔ اور اگر تم نے ایسا نہ کیا اور عہد توڑ دیا اور میری بیعت کو اپنی گردن سے اتار پھینکا تو میری جان کی قسم! ایسا کرنا تم لوگوں کے لیے کوئی اجنبی اور اوپری چیز نہیں ہے، بلکہ تم لوگ تو ایسا میرے والد، میرے بھائی اور میرے چچازاد بھائی (مسلم بن عقیل) کے ساتھ بھی کر چکے ہو۔ جو تم لوگوں سے دھوکا کھائے وہ اصل دھوکہ میں پڑا ہوا ہے۔ تم اپنے حصے سے چوک گئے اور تم نے (خوش قسمتی میں سے) اپنا حصہ ضائع کر دیا۔ اور جو عہد توڑے گا تو اس کا نقصان خود اسی کو ہو گا اور عن قریب اللہ تعالیٰ تم لوگوں سے مستغنی کر دے گا تم لوگوں کی مجھے ضرورت نہ رہے گی۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ 1

حضرت یزید بن شجرہؓ کا بیان

حضرت مجاہد کہتے ہیں: حضرت یزید بن شجرہؓ ان لوگوں میں سے تھے جن کا عمل ان کے قول کی تصدیق کرتا تھا۔ انھوں نے ایک مرتبہ ہم میں بیان فرمایا جس میں ارشاد فرمایا:

اے لوگو! اللہ نے جو نعمتیں تمھیں دی ہیں انھیں یاد رکھو اور اللہ کی یہ نعمتیں کتنی اچھی ہیں۔ ہم سرخ، سبز اور زرد رنگ برنگے کپڑے دیکھ رہے ہیں، اور گھروں میں جو سامان ہے وہ اس کے علاوہ ہے۔

حضرت یزیدؓ یہ بھی فرماتے تھے کہ

جب لوگ نماز کے لیے صفیں بنالیتے ہیں اور لڑائی کے لیے صفیں بنالیتے ہیں تو آسمان کے، جنت کے اور دوزخ کے دوازے کھول دیے جاتے ہیں اور موٹی آنکھوں والی حوریں سجائی جاتی ہیں اور وہ جھانک کر دیکھنے لگ جاتی ہیں۔ جب آدمی آگے بڑھتا ہے تو وہ کہتی ہیں: اے اللہ! اس کی مدد فرما۔ اور جب آدمی پیٹھ پھیرتا ہے اور پیچھے ہٹتا ہے تو وہ اس سے پردہ کرلیتی ہیں اور کہتی ہیں: اے اللہ! اس کی مغفرت فرما۔ لہٰذا تم پورے زور سے جنگ کرو، میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں! اور موٹی آنکھوں والی حوروں کو رسوا نہ کرو، کیوں کہ جب خون

کا پہلا قطرہ زمین پر گرتا ہے تو اس نے جتنے گناہ کیے ہوتے ہیں وہ سب معاف ہو جاتے ہیں، اور دو حوریں آسمان سے اترتی ہیں اور اس کے چہرے کو صاف کرتی ہیں اور کہتی ہیں: ہم سے ملاقات کا وقت آگیا ہے۔ وہ شہید کہتا ہے: تمہارے لیے بھی ملاقات کا وقت قریب آگیا ہے۔ پھر اسے سو جوڑے پہنائے جاتے ہیں جو بنی آدم کی بنائی کے نہیں ہوتے، بلکہ جنت کی پیداوار کے ہوتے ہیں۔ اور وہ اتنے باریک اور لطیف ہوتے ہیں کہ وہ سو جوڑے دو انگلیوں کے درمیان رکھ دیے جائیں تو سارے دونوں کے درمیان آجائیں۔

اور حضرت یزیدؓ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ تلواریں جنت کی چابیاں ہیں۔ 1

حضرت مجاہد کہتے ہیں: حضرت یزید بن شجرہ رَہاویؓ شام کے گورنروں میں سے ایک گورنر تھے۔ حضرت مُعاویہؓ انھیں لشکروں کا امیر بنایا کرتے تھے۔ ایک دن انھوں نے ہم لوگوں میں بیان فرمایا جس میں ارشاد فرمایا:

اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں تمھیں عطا فرمائی ہیں انھیں یاد رکھو۔ اگر تم غور سے دیکھو تو تمھیں بھی وہ سیاہ، سرخ، سبز اور سفید رنگ برنگی نعمتیں نظر آجائیں گی جو مجھے نظر آرہی ہیں، اور گھروں میں بھی کتنی نعمتیں ہیں۔ اور جب

نماز کھڑی ہوتی ہے تو آسمان کے، جنت کے اور جہنم کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، اور حوروں کو سجایا جاتا ہے، اور وہ زمین کی طرف جھانکتی ہیں (اور جب میدانِ جنگ میں مسلمان صفیں بناتے ہیں تو اس وقت بھی یہ سب کچھ ہوتا ہے)۔ اور جب مسلمان جنگ کی طرف متوجہ ہو کر آگے بڑھتا ہے تو وہ حوریں کہتی ہیں: اے اللہ! اس کو جما دے۔ اے اللہ! اس کی مدد فرما۔ اور جب کوئی پشت پھیر کر میدان سے بھاگتا ہے تو وہ حوریں اس سے پردہ کر لیتی ہیں اور کہتی ہیں: اے اللہ! اس کی مغفرت فرما۔ اے اللہ! اس پر رحم فرما۔ لہٰذا تم دشمن کے چہروں پر پورے زور سے حملہ کرو۔

میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں! جب کوئی آگے بڑھتے ہوئے زخمی ہو کر گرتا ہے تو خون کے پہلے قطرے کے گرتے ہی اس کے گناہ ایسے گر جاتے ہیں جیسے خزاں میں درختوں کے پتے گرتے ہیں اور موٹی آنکھوں والی دو حوریں اتر کر اس کے پاس آتی ہیں اور اس کے چہرے سے گرد و غبار صاف کرتی ہیں۔ وہ ان دونوں سے کہتا ہے: میں تم دونوں کے لیے ہوں۔ وہ کہتی ہیں: نہیں ہم دونوں آپ کے لیے ہیں۔ اور اسے ایسے سو جوڑے پہنائے جاتے ہیں کہ اگر انھیں اکٹھا کر کے میری ان دو انگلیوں (درمیانی اور شہادت کی انگلیوں) کے

درمیان رکھا جائے تو وہ باریکی اور لطافت کی وجہ سے سارے ان کے درمیان آجائیں۔ اور وہ بنی آدم کے بُنے ہوئے نہیں ہیں، بلکہ جنت کے کپڑوں میں سے ہیں۔ تم لوگوں کے نام، نشانیاں، حلیے، تنہائی کی باتیں اور مجلسیں سب چیزیں اللہ کے پاس لکھی ہوئی ہیں۔ جب قیامت کا دن آئے گا تو کسی سے کہا جائے گا: اے فلانے! یہ تیرا نور ہے۔ اور کسی سے کہا جائے گا: اے فلانے! تیرے لیے کوئی نور نہیں ہے۔ اور جیسے سمندر کا ساحل ہوتا ہے ایسے ہی جہنم کا بھی ساحل ہے۔ وہاں کیڑے مکوڑے، حشراتُ الارض اور کھجور کے درخت جتنے لمبے سانپ اور خچر کے برابر بچھو ہیں۔ جب جہنم والے اللہ سے فریاد کریں گے کہ ہمارا جہنم کا عذاب ہلکا کر دیا جائے تو ان سے کہا جائے گا کہ جہنم سے نکل کر ساحل پر چلے جائو۔ وہ نکل کر وہاں آئیں گے تو وہ کیڑے مکوڑے، حشراتُ الارض ان کے ہونٹوں، چہروں اور دوسرے اَعضا کو پکڑ لیں گے اور انھیں نوچ کھائیں گے، تو اب وہ یہ فریاد کرنے لگیں گے کہ ہمیں ان سے چھڑایا جائے اور جہنم میں واپس جانے دیا جائے۔ اور جہنم والوں پر خارش کا عذاب بھی مسلط کیا جائے گا اور جہنمی اتنا کُھجائے گا کہ اس کی ہڈی ننگی ہو جائے گی۔ فرشتہ کہے گا: اے فلانے! کیا تجھے اس خارش سے تکلیف ہو رہی ہے؟ وہ کہے

گا:-ہاں۔ فرشتہ کہے گا: تو جو مسلمانوں کو تکلیف دیا کرتا تھا یہ اس کے بدلہ میں ہے۔ 1

حضرت عمیر بن سعدؓ کا بیان

حضرت سعد بن سُوَید کہتے ہیں: حضرت عمیر بن سعدؓ نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں سے تھے اور حِمص کے گورنر تھے۔ وہ منبر پر فرمایا کرتے تھے:

غور سے سنو! اسلام کی ایک مضبوط دیوار ہے اور اس کا ایک مضبوط دروازہ ہے۔ اسلام کی دیوار عدل وانصاف ہے اور اس کا دروازہ حق ہے۔

لہٰذا جب دیوار توڑ دی جائے گی اور دروازے کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے جائیں گے تو اسلام مفتوح ہو جائے گا۔ اور جب تک سلطان قوی ہو گا اسلام مضبوط رہے گا اور سلطان کی قوت تلوار سے قتل کرنے یا کوڑے مارنے سے نہیں ہے، بلکہ حق کے فیصلے کرنے اور عدل وانصاف کرنے سے ہے۔ 1

حضرت عمیرؓ کے والد حضرت سعد بن عبید القاریؓ کا بیان

حضرت سعد بن عبیدؓ نے لوگوں میں بیان فرمایا تو ارشاد فرمایا: کل دشمن سے ہماری مڈ بھیڑ ہو گی اور کل ہم شہید ہو جائیں گے، لہٰذا ہمارے جسم پر جو خون لگا ہوا ہو گا اسے مت دھونا اور ہمارے جسم پر جو کپڑے ہوں گے وہی ہمارا کفن

ہوں گے۔2

حضرت معاذ بن جبلؓ کا بیان

حضرت سَلَمہ بن سَبرہ کہتے ہیں: ملکِ شام میں حضرت معاذ بن جبلؓ نے ہم لوگوں میں بیان فرمایا تو ارشاد فرمایا:

تم لوگ ایمان والے ہو، تم لوگ جنتی ہو۔ اللہ کی قسم! مجھے اُمید ہے کہ تم لوگوں نے روم و فارس کے جن لوگوں کو قیدی بنالیا ہے، اللہ انھیں بھی جنت میں داخل کرے گا۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان میں سے کوئی جب تمہارا کوئی کام کر دیتا ہے تو تم شکریہ میں اسے یہ تعریفی اور دعائیہ کلمات کہتے ہو۔ تم نے اچھا کیا، تم پر اللہ رحم فرمائے۔ تم نے اچھا کیا، تم کو اللہ برکت عطا فرمائے۔ (تمہاری ان دعائوں کی برکت سے اللہ انھیں ایمان دے کر جنت میں داخل کر دے گا)۔ پھر حضرت معاذؓ نے یہ آیت پڑھی:

{ وَيَسْتَجِيبُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَيَزِيدُهُم مِّن فَضْلِهِ } 1

اور (اللہ تعالیٰ) ان لوگوں کی عبادت قبول کرتا ہے جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک عمل کیے، اور ان کو اپنے فضل سے اور زیادہ (ثواب) دیتا ہے۔2

حضرت ابو الدرداءؓ کا بیان

حضرت حوشب فزاری کہتے ہیں: میں نے حضرت ابو الدرداءؓ کو منبر پر بیان میں یہ فرماتے ہوئے سنا کہ

میں اس دن سے بہت ڈرتا ہوں جس دن میرا ربّ مجھے پکار کر کہے گا: اے عُویمر! میں کہوں گا: لبیک۔ پھر میرا ربّ کہے گا: تُو نے اپنے علم پر کیا عمل کیا؟ اللہ کی کتاب کی وہ آیت بھی آئے گی جو کسی برے عمل سے روکنے والی ہے اور وہ آیت بھی آئے گی جو کسی نیک عمل کا حکم کرنے والی ہے اور ہر آیت مجھ سے اپنے حق کا مطالبہ کرے گی۔ اب اگر میں نے اس نیک عمل کو نہیں کیا ہو گا تو وہ حکم دینے والی آیت میرے خلاف گواہی دے گی اور اگر میں نے اس برے کام کو نہیں چھوڑا ہو گا تو وہ روکنے والی آیت میرے خلاف گواہی دے گی۔ اب بتائو میں کیسے چھوٹ سکتا ہوں۔ 3

نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کس طرح سفر اور حضر میں لوگوں کو وعظ ونصیحت کیا کرتے تھے، اور دوسروں کی نصیحت قبول کیا کرتے تھے۔ اور کس طرح دنیا کی ظاہری چیزوں اور اس کی لذّتوں سے نگاہ ہٹا کر آخرت کی نعمتوں اور لذّتوں کی طرف پھیر لیتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ سے اس طرح ڈراتے تھے کہ آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے اور دل ڈرنے لگ جاتے گویا کہ آخرت ان

کے سامنے ایک نمایاں اور کھلی ہوئی حقیقت تھی، اور محشر کے حالات ان کی آنکھوں کے سامنے ہر وقت رہتے تھے۔ **اور وہ کس طرح اپنے وعظ و نصیحت کے ذریعے اُمّتِ محمدیہ کے ہاتھ کو پکڑ کر انھیں آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے کی طرف متوجہ کرتے**، اور اس طرح اپنے وعظ و نصیحت کے ذریعہ شرکِ جلی اور خفی کی تمام باریک رگوں کو کاٹ دیتے۔

فَأَمَّا إِذَا جَدَّ الْفِرَاقُ فَإِنَّنِي
لِمَا بَيْنَنَا مِنْ خُلَّةٍ غَيْرُ وَاصِلِ

اور جب جدائی ہو جائے گی تو پھر میں آپس کی دوستی کو باقی نہیں رکھ سکتا اسے نباہ نہیں سکتا۔

فَخُذْ مَا أَرَدْتَّ الْآنَ مِنِّيْ فَإِنَّنِيْ
سَيُسْلَكُ بِيْ فِيْ مَهْيَلٍ مِّنْ مَّهَائِلِ

اب تو تم مجھ سے جو چاہے لے لو، لیکن جدائی کے بعد مجھے کسی ہولناک راستہ پر چلا دیا جائے گا پھر کچھ نہیں لے سکو گے۔

فَإِنْ تُبْقِنِيْ لَا تُبْقِ فَاسْتَنْفِدَنَّنِيْ
وَعَجِّلْ صَلَاحًا قَبْلَ حَتْفٍ مُعَاجِلِ

پھر اگر تم مجھے باقی رکھنا چاہو گے تو باقی نہیں رکھ سکو گے، لہٰذا مجھے خرچ کر کے ختم کر دو اور جلد آنے والی موت سے پہلے جلدی سے اپنے عمل ٹھیک کر لو۔

وَقَالَ امْرُؤٌ قَدْ كُنْتُ جِدًّا أُحِبُّهُ
وَأُوثِرُهُ مِنْ بَيْنِهِمْ فِي التَّفَاضُلِ

پھر وہ آدمی بولا جس سے مجھے بہت محبت تھی، اور زیادہ دینے اور بڑھانے میں میں اسے باقی تمام لوگوں پر ترجیح دیتا تھا۔

غَنَائِيَ أَنِّي جَاهِدٌ لَكَ نَاصِحٌ
إِذَا جَدَّ جِدُّ الْكَرْبِ غَيْرُ مُقَاتِلِ

اس نے کہا: میں آپ کا اتنا کام کر سکتا ہوں کہ جب پریشان کن موت واقع آجائے گی تو آپ کو بچانے کی کوشش کروں گا، آپ کا بھلا چاہوں گا، لیکن میں آپ کی طرف سے لڑ نہیں سکوں گا۔

وَلٰكِنَّنِي بَاكٍ عَلَيْكَ وَمُعْوِلٌ
وَمُثْنٍ بِخَيْرٍ عِنْدَ مَنْ هُوَ سَائِلِ

البتہ آپ کے مرنے پر روئوں گا اور خوب اونچی آواز سے روئوں گا اور آپ کے بارے میں جو بھی پوچھے گا میں اس کے سامنے آپ کی خوبیاں بیان کر کے آپ کی تعریف کروں گا۔

وَ مُتَّبِعُ الْمَاشِينَ أَمْشِي مُشَيِّعًا
أُعِينُ بِرِفْقٍ عُقْبَةً كُلَّ حَامِلِ

اور آپ کے جنازے کو لے کر جو لوگ چلیں گے میں بھی رخصت کرنے کے

لیے ان کے پیچھے چلوں گا اور ہر اٹھانے والے کی باری میں نرمی سے اٹھا کر اس کی مدد کروں گا۔

إِلٰى بَيْتِ مَثْوَاکَ الَّذِيْ أَنْتَ مُدْخَلٌ
أَرْجِعُ مَقْرُوْنًا بِمَا هُوَ شَاغِلٌ

میں جنازے کے ساتھ اس گھر تک جائوں گا جو آپ کا ٹھکانا ہے، جس میں لوگ آپ کو داخل کر دیں گے، پھر واپس آکر میں ان کاموں میں لگ جائوں گا جن میں میں مشغول تھا۔

كَأَنْ لَّمْ يَكُنْ بَيْنِيْ وَبَيْنَکَ خُلَّةٌ
وَلَا حُسْنُ وُدٍّ مَرَّةً فِي التَّبَاذُلِ

اور چند ہی دنوں کے بعد ایسی حالت ہو جائے گی کہ گویا میرے اور آپ کے درمیان کوئی دوستی ہی نہیں تھی، اور نہ ہی کوئی عمدہ محبت تھی جس کی وجہ سے ہم ایک دوسرے پر خرچ کرتے تھے۔

فَذٰلِکَ أَهْلُ الْمَرْئِ ذَاکَ غَنَاؤُهُمْ
وَلَيْسَ وَإِنْ كَانُوْا حِرَاصًا بِطَائِلِ

یہ مرنے والے کے اہل و عیال اور رشتہ دار ہیں، یہ بس اتنا ہی کام آسکتے ہیں۔ اگرچہ انھیں مرنے والے کو فائدہ پہنچانے کا بہت تقاضا ہے، لیکن یہ اس سے زیادہ فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔

وَقَالَ امْرُؤٌ مِنْهُم: أَنَا الْأَخُ لَا تَرَىٰ
أَخًا لَكَ مِثْلِي عِنْدَ كَرْبِ الزَّلَازِلِ

ان میں سے تیسرے بھائی نے کہا: میں آپ کا اصلی بھائی ہوں اور ہلا دینے والی پریشانی یعنی موت کے آنے پر آپ کو میرے جیسا کوئی بھائی نظر نہیں آئے گا۔

لَدَى الْقَبْرِ تَلْقَانِي هُنَالِكَ قَاعِدًا
أُجَادِلُ عَنْكَ الْقَوْلَ رَجْعَ التَّجَادُلِ

آپ مجھے قبر کے پاس ملیں گے، میں وہاں بیٹھا ہوا ہوں گا اور باتوں میں آپ کی طرف سے جھگڑا کروں گا اور ہر سوال کا جواب دوں گا۔

وَأَقْعُدُ يَوْمَ الْوَزْنِ فِي الْكِفَّةِ الَّتِي
تَكُونُ عَلَيْهَا جَاهِدًا فِي التَّثَاقُلِ

اور اعمال تولے جانے کے دن یعنی قیامت کے دن میں اس پلڑے میں بیٹھوں گا جس کو بھاری کرنے کی آپ پوری کوشش کر رہے ہوں گے۔

فَلَا تَنْسَنِي وَاعْلَمْ مَكَانِي فَإِنَّنِي
عَلَيْكَ شَفِيقٌ نَاصِحٌ غَيْرُ خَاذِلِ

لہٰذا آپ مجھے بھلا نہ دینا اور میرے مرتبہ کو جان لو، کیوں کہ میں آپ کا بڑا شفیق اور بہت خیر خواہ ہوں، اور کبھی آپ کو بے یار و مددگار نہیں

چھوڑوں گا۔

فَذٰلِکَ مَا قَدَّمْتَ مِنْ کُلِّ صَالِحٍ
تُلَاقِیْهِ إِنْ أَحْسَنْتَ یَوْمَ التَّوَاصُلِ

یہ آپ کے وہ نیک اعمال ہیں جو آپ نے آگے بھیجے ہیں، اگر آپ ان کو اچھی طرح کریں گے تو ایک دوسرے سے ملاقات کے دن یعنی قیامت کے دن آپ کی ان اعمال سے ملاقات ہو جائے گی۔

یہ اَشعار سن کر حضور ﷺ بھی رونے لگے اور سارے مسلمان بھی۔ اس کے بعد حضرت عبد اللہ بن کرز ؓ مسلمانوں کی جس جماعت کے پاس سے گزرتے وہ انھیں بلا کر ان سے ان اَشعار کی فرمایش کرتے اور جب حضرت عبد اللہ انھیں یہ اشعار سناتے تو وہ سب رونے لگ جاتے۔ 1